بسم اللہ الرحمن الرحیم

آلِ دیوبند کے تین سو (۳۰۰)

جھوٹ

تصنیف

حافظ زبیر علی زئی

حضرو ضلع اٹک۔ پاکستان

کتاب کا نام ---- آلِ دیوبند کے تین سو (۳۰۰) جھوٹ

تصنیف -------------- حافظ زبیر علی زئی

اشاعت اول -------------- ۲۰۰۹ء

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلامیہ

لاہور بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار فون: 042-7244973

فیصل آباد بیرون امین پور بازار کوتوالی روڈ فون: 041-2631204

اٹک مکتبۃ الحدیث حضرو فون: 057-2323216

فہرست

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

إن الحمدللّٰہ،نحمده ونستعينه ،من يهده اللّٰہ فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له ،وأشهد أن لا إله إلا اللّٰہ وحده لاشريك له ، وأن محمدًا عبده ورسوله ، أمابعد :فإن خيرالحديث كتاب اللّٰہ وخير الهدي هدي محمد (ﷺ) وشر الأمور محدثاتهاوكل بدعة ضلالة :

اللهم صل علٰى محمد وعلٰى آل محمد كما صليت علٰى إبراهيم وعلٰى آل إبراهيم ، إنك حميد مجيد ،اللهم بارك علٰى محمد وعلٰى آل محمد كما باركت علٰى إبراهيم وعلٰى آل إبراهيم ، إنك حميد مجيد:

أعوذباللّٰہ من الشيطان الرجيم، بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحيم :

﴿اِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَايُؤْمِنُوْنَ بِاٰيَاتِ اللّٰهِ وَاُولٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُوْنَ﴾

صرف وہی لوگ جھوٹ گھڑتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے (یعنی ایمان سے محروم ہیں) اور یہی لوگ جھوٹے ہیں۔ (النحل:۱۰۵)

یادرہے کہ دنیا کے تمام مذاہب میں: جھوٹ بولنا ناجائز ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((آیۃ المنافق ثلاث : إذا حدّث كذب وإذا وعد أخلف وإذا اؤتمن خان)) منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب وہ بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے۔ جب وعدہ کرتا ہے خلاف ورزی کرتا ہے اور جب اسے امانت دی جائے تو خیانت کرتا ہے۔ (صحیح بخاری:۶۰۹۵،صحیح مسلم:۱۰۷/۵۹)

ایک طویل حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کی باچھیں چیری جارہی ہیں۔ یہ عذاب اس لئے ہورہا تھا کہ وہ شخص جھوٹ بولتا تھا۔

دیکھئے صحیح البخاری (ح ۱۳۸۶)

آپ ﷺ نے فرمایا: ((وإیاکم والکذب)) اور تم سب جھوٹ سے بچ جاؤ۔

(صحیح مسلم: ۱۰۵/ ۲۶۰۷)

ان نصوص صریحہ کے باوجود بہت سے لوگ مسلسل دن رات: اکاذیب وافتراءات گھڑتے اور سیاہ کو سفید، سفید کو سیاہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ان میں سے دیوبندی حضرات نے تو کذب وافتراء کو اپنا شیوہ وشعار بنا رکھا ہے۔ راقم الحروف نے اس کتاب میں بعض دیوبندی ''علماء'' اور مصنفین کے تین سو (۳۰۰) اکاذیب (جھوٹ) اور افراءات باحوالہ جمع کر کے عوام وخواص کی عدالت میں پیش کر دیئے ہیں تاکہ کذابین کا اصلی چہرہ لوگوں کے سامنے واضح ہو جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَاقُرْبٰى﴾

اور جب بات کرو انصاف سے کرو، اگرچہ تمہارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ (الانعام: ۱۵۲)

میں نے یہ آیت کریمہ مدِنظر رکھتے ہوئے آل دیوبند کی اصل کتابوں سے مکمل حوالے پیش کئے ہیں۔

تنبیہ: انسان سے کتابت یا کمپوزنگ کی غلطی اور سہو ہو جاتا ہے جسے جھوٹ قرار دینا غلط ہے لہٰذا اس کتاب میں سہو وخطا والی غلطیوں کو جھوٹ بنا کر پیش نہیں کیا گیا بلکہ صرف انھی اکاذیب کا حوالہ دیا گیا ہے جو ہر لحاظ سے جھوٹ اور افتراء کی تاریخ میں داخل ہیں۔

حافظ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

''وأما الوضع فی الحدیث فباق مادام إبلیس وأتباعه فی الأرض''

اس وقت تک وضع حدیث (کا فتنہ) باقی رہے گا جب تک ابلیس اور اس کے پیروکار روئے زمین پر موجود ہیں۔ (المحلیٰ ج ۹ ص ۱۳ مسألۃ: ۱۵۱۴)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری اس کتاب کو لوگوں کی ہدایت اور میرے لئے دائمی اجر وثواب کا ذخیرہ بنائے۔ آمین وماعلینا إلا البلاغ

پچاس(50)غلطیاں: سہو یا جھوٹ؟

تحریر لکھتے وقت مصنف سے بعض اوقات سہواً غلطیاں ہو ہی جاتی ہیں اور کاتب، کمپوزر اور ناسخ سے بھی بہت سی اخطاء واوہام کا صدور ہوتا ہے اور اس طرح جتنی بھی کوشش کریں، کتاب اور تحریر میں کچھ نہ کچھ غلطیاں باقی رہ جاتی ہیں۔ بعض دیوبندی حضرات ایسی غلطیوں کو جھوٹ، اکاذیب اور افتراءات کا نام دیتے ہیں لہٰذا بعض دیوبندی علماء کی کتابوں سے پچاس اخطاء، اوہام اور غلطیاں باحوالہ پیشِ خدمت ہیں تاکہ ان لوگوں کو ان کے آئینے میں ان کا چہرہ دکھایا جاسکے۔ وما علینا إلا البلاغ

۱) عبدالقدیر دیوبندی نے کہا:

''قال فی التقریب نافع بن محمود بن الربیع مجهول من الثالثة ''

(تدقیق الکلام ج۲ص ۴۸)

(حافظ ابن حجر نے) تقریب میں کہا: نافع بن محمود بن الربیع مجہول ہے، طبقۂ ثالثہ سے۔

نیز دیکھئے تدقیق الکلام (ج۱ص۱۹۲)

عبدالقدیر کے اس حوالے کے برعکس حافظ ابن حجر نے لکھا ہے: ''مستور من الثالثة ''

(تقریب التہذیب ص۴۹۰ رقم:۷۰۸۲)

مستور کو (مطلقاً) مجہول سے بدل دینا خطا ہے اور یاد رہے کہ عبدالقدیر مذکور دیوبندیوں کے مدرسہ تعلیم القرآن راولپنڈی میں شیخ الحدیث تھا۔

۲) عبدالقدیر دیوبندی نے کہا: ''حافظ ابن حجر رحمۂ اللہ تعالیٰ نے مکحول کے متعلق فرمایا ہے یُدلِّس کثیرًا و یرسل کثیرًا. '' (تدقیق الکلام ج۲ص ۶۳)

یہ قول حافظ ابن حجر سے ثابت نہیں ہے۔ بلکہ تقریب التہذیب میں انھوں نے ''ثقة فقیه کثیر الإرسال مشهور '' لکھا ہے اور تدلیس کا ذکر تک نہیں کیا۔

۳) سرفراز خان صفدر دیوبندی کڑمنگی نے موطأ ابن فرقد الشیبانی سے ایک روایت نقل کی:
''وہ عبداللہ بن شدادؒ سے اور وہ حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں...'' (احسن الکلام طبع دوم ج ۱ ص ۲۸۰ سولھویں حدیث)
موطأ ابن فرقد میں یہ روایت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے واسطے کے بغیر ہے۔
دیکھئے ص ۱۰۰، ۱۰۱ (ح ۱۲۴)

احسن الکلام کے جون ۲۰۰۶ء کے مطبوعہ نسخے سے سرفراز نے جابر رضی اللہ عنہ کا واسطہ ختم کر دیا ہے۔ دیکھئے ج ۱ ص ۲۴۵

٤) حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی نے کہا: ''علامہ ذھبیؒ ترجمہ ھشام بن سعد میں فرماتے ہیں:
فالجمهور على انه لا يحتج بهما (میزان ص ۲۹٦ ج ۴)'' (توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۲۹۱)
حافظ ذہبی نے یہ بات ہشام بن سعد کے ترجمے میں نہیں بلکہ ہشام بن حسان کے ترجمے میں لکھی ہے۔ دیکھئے میزان الاعتدال (ج ۴ ص ۲۹٦ ت ۹۲۲۰، سطر ۷، ۸)

۵) سرفراز خان صفدر نے سنن ابی داود ج ۱ ص ۴۸ سے ایک روایت نقل کی:
'' فامِسَّهٗ جلدك و شعرك '' (خزائن السنن ج ۱ ص ۹۰)
سنن ابی داود (ج ۱ ص ۴۸ ح ۳۳۲) مطبع مجتبائی پاکستان لاہور کے محولہ صفحے پر ''و شعرك '' کے الفاظ نہیں ہیں۔

٦) ایک ضعیف روایت میں آیا ہے کہ '' ... إن للّٰه ملكًا أعطاه ... ''
دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو: ٥٦ ص ٦

اس روایت کو ابوسعد شیرازی (دیوبندی) نے بحوالہ الحدیث حضرو ان الفاظ میں نقل کیا ہے:
'' ... إن اللّٰه ملكًا اعطاه ... '' دیکھئے الیاس گھمن کا رسالہ: قافلہ ج ۳ شمارہ ۲ ص ۲٦
إن للّٰه کو کتابت یا کمپوزنگ کی غلطی سے إن اللّٰه کر دیا گیا ہے۔ اس قسم کی غلطیاں اس رسالے میں اور بھی ہیں۔ مثلاً دیکھئے یہی صفحہ ''لا يتابع عليه '' کے بجائے ''لا ينابع عليه '' لکھا ہوا ہے۔

۷) انور شاہ کاشمیری نے کہا:

"ومنها ما فی ابی داوٗد عن علیؓ ان وقت الاشراق من جانب الطلوع مثل بقاء الشمس بعد العصر" (العرف الشذی ج ا ص ۴۴، باب ماجاء فی تاخیر صلوٰۃ العصر)

ایسی کوئی روایت سنن ابی داود میں موجود نہیں ہے۔

نیز دیکھئے تحفۃ الاحوذی (ج ا ص ۱۴۹ تحت ح ۱۵۲، ترقیم احمد شاکر: ۱۵۹)

۸) محمد عبداللہ درخواستی دیوبندی نے اپنے ہاتھ سے لکھا:

" اما تفکرا فی قول اللّٰہ و ان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللّٰہ ... " إلخ

(تذکرہ درخواستی از خلیل الرحمٰن درخواستی ص ۱۸۱)

اصل آیت وان تنازعتم نہیں بلکہ فان تنازعتم ہے۔ دیکھئے سورۃ النسآء: ۵۹

۹) عبداللہ درخواستی نے لکھا:

"امـا تـفـکـرا فی قول اللّٰہ و ان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللّٰہ و الی الرسول ان کنتم تؤمنون باللّٰہ والیوم الاخر ذلك خیروا حسن تاویلا" (تذکرہ درخواستی ص ۱۸۱)

حالانکہ قرآن میں یہاں الی اللّٰہ و الی الرسول نہیں بلکہ الی اللّٰہ والرسول ہے۔ دیکھئے سورۃ النسآء: ۵۹

۱۰) حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی نے کہا:

"اس میں ارشاد الحق صاحب نے وارکـعـو میں واؤ زائد کردی ہے اور یوں قرآن مجید کی اصلاح کی ہے۔" (تنبیہ الغافلین ص ۱۰۹)

عرض ہے کہ قرآن میں ارکعوا ہے۔ دیکھئے سورۃ الحج آیت نمبر ۷۷

ڈیروی کے اس مطبوعہ نسخے سے ارکعوا کا آخری الف (ا) گر گیا ہے۔

تنبیہ: حنفیوں کے نزدیک مستند کتاب الہدایہ میں بھی "وارکعوا واسجدوا" لکھا ہوا ہے۔ دیکھئے الہدایہ مع الدرایہ (اولین ص ۹۸ باب صفۃ الصلوٰۃ)

مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ پر تنقید کرنے والوں کی خدمت میں عرض ہے کہ

صاحبِ ہدایہ علامہ مرغینانی کے بارے میں کیا خیال ہے؟

۱۱) عبدالقدوس قارن دیوبندی نے ایک آیت کو اہلِ حدیث کے خلاف بطورِ اعتراض پیش کیا: " ... فَاتَّقُوا لنَّار "(انکشافِ حقیقت ص ۲۵۱)

حالانکہ قرآن مجید میں "**فَاتَّقُوا النَّارَ**" یعنی الف (ا) کے اضافے کے ساتھ یہ آیت ہے۔ دیکھئے سورۃ البقرۃ: ۲۴

۱۲) سرفراز خان صفدر دیوبندی نے سورۃ النحل سے ایک آیت نقل کی:

"... فَاسْئَلُوا اَهْلَ الزِّكْرِ ..." (الکلام المفید فی اثبات التقلید ص ۷۳)

حالانکہ اصل آیت "... **فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ** ..." یعنی ذال کے ساتھ ہے، زاء کے ساتھ نہیں۔ دیکھئے سورۃ النحل: ۴۳

۱۳) سعود اشرف عثمانی دیوبندی نے محمد تقی عثمانی کی انگریزی کتاب کے اردو ترجمے میں لکھا: " يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰه وَالرَّسُولَ وَ أُولِي الأَمْرِ مِنكُمْ "

(حجیتِ حدیث ص ۱۳)

حالانکہ قرآن مجید میں "... **اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ** ..." لکھا ہوا ہے۔ دیکھئے سورۃ النساء آیت: ۵۹، یعنی یہاں "**واطیعوا**" رہ گیا ہے۔

تنبیہ: اسی کتاب کے صفحہ ۵۴ پر یہ آیت "**و اطیعوا**" کے اضافے کے ساتھ صحیح طور پر لکھی ہوئی ہے۔

۱۴) سعود اشرف عثمانی نے کہا: " وَمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ... "(حجیتِ حدیث ص ۱۶)

حالانکہ قرآن میں " **اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ** ... " ہے۔ دیکھئے سورۃ النور: ۵۱

تنبیہ: یہ آیت اسی کتاب کے صفحہ ۷۰ پر "**انما**" کے لفظ کے ساتھ ٹھیک طور پر لکھی ہوئی ہے۔

۱۵، ۱۶) سعود اشرف نے کہا:

" وَمَن يُّطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ "(حجیتِ حدیث ص ۱۸، اور ص ۲۲)

حالانکہ یہ آیت واو کے اضافے کے بغیر سورۃ النساء: ۸۰ میں لکھی ہوئی ہے۔

۱۷) سعود اشرف عثمانی نے کہا:

''ایک اور نطقہ نظر پیش کیا جاتا رہا ہے اور وہ یہ کہ...'' (حجیتِ حدیث ص ۹۰)

صحیح لفظ نقطۂ نظر ہے۔ دیکھئے علمی اردو لغت ص ۱۵۲۰

۱۸) سعود اشرف نے لکھا: ''... وَاتَّبَعُوْهُ'' (حجیتِ حدیث ص ۲۳)

حالانکہ قرآن میں ''... وَاتَّبِعُوْهُ'' یعنی زیر کے ساتھ ہے۔ دیکھئے سورۃ الاعراف: ۱۵۸

۱۹) دیوبندیوں کے مکتبہ رحمانیہ لاہور سے شائع شدہ صحیح مسلم کے ترجمے میں لکھا ہوا ہے کہ ''...لوگوں میں بہترین زندگی اُس شخص کی ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام تھامے اللہ کی پشت پر اللہ کے راستہ میں اُڑا جا رہا ہو۔'' (ج ۳ ص ۱۸۹ حدیث: ۴۸۸۹)

حالانکہ یہ کمپوزنگ کی بڑی فاش غلطی ہے جبکہ صحیح لفظ ''اس کی پشت پر'' یعنی گھوڑے کی پشت پر ہے۔

۲۰) تقی عثمانی اور سعود اشرف عثمانی نے کہا:

''حضرت جابرؓ کے مشہور شاگر قتادہؒ فرماتے ہیں۔'' (حجیتِ حدیث ص ۱۴۴)

صحیح لفظ شاگر نہیں بلکہ شاگرد ہے۔ یاد رہے کہ قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے شاگرد نہیں تھے بلکہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے اُن کی ملاقات ہی ثابت نہیں ہے۔

بہرحال یہ ایک علمی غلطی ہے۔

۲۱) عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے کہا:

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث موقوف صحیح مسلم میں مروی ہے کہ قرأت فاتحہ ہر رکعت میں ضروری ہے اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ وَرَاءَ الْاِمَامِ'' (تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۹۲)

یہ حدیث صحیح مسلم میں نہیں بلکہ موطأ امام مالک اور سنن ترمذی وغیرہما میں موجود ہے۔

۲۲) صوفی عبدالحمید سواتی دیوبندی نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک حدیث ''فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهٖ.'' کی درج ذیل تخریج لکھی:

"(ابوداود ج ا ص ۲۰، مستدرک حاکم ج ا ص ۱۶۹ و مسلم ج ا ص ۱۳۴)"

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ابوداود اور حاکم والی یہ روایت بلحاظِ سند ضعیف بھی ہے اور صحیح مسلم میں موجود بھی نہیں ہے۔ صحیح مسلم کے محولہ صفحے پر سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ضروری لکھی ہوئی ہے کہ "ومقدّم رأسه وعلٰی عمامته" (ج ا ص ۱۳۴)

اور عمامے پر مسح کا دیوبندی حضرات انکار کرتے ہیں حالانکہ صحیح مسلم کی حدیثِ مغیرہ رضی اللہ عنہ سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

۲۳) محمد یوسف لدھیانوی دیوبندی نے کہا:

"صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:"

(اختلاف امت اور صراط مستقیم طبع اول ۱۹۹۰ء ج ۲ ص ۴۹)

حالانکہ یہ حدیث صحیح مسلم میں سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے نہیں بلکہ سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ دیکھئے صحیح مسلم (ج ا ص ۱۷۴)

تنبیہ: اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم کے اضافہ وترمیم شدہ جدید ایڈیشن میں اس غلطی کی اصلاح کر کے ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کا حوالہ لکھ دیا گیا ہے۔ (ج ۲ ص ۶۸)

۲۴۔۲۶) عبدالحمید سواتی نے کہا:

"مَاكَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا (زخرف)" (مقالات سواتی حصہ اول ص ۲۶)

اس آیت کی طباعت میں کئی غلطیاں ہیں جو دیوبندیوں کی مراجعت سے رہ گئی ہیں مثلاً:

اول: وَحْيًا سے پہلے "اِلَّا" رہ گیا ہے۔

دوم: آیت کے شروع میں واو رہ گئی ہے۔

سوم: حوالہ زخرف کا دیا گیا ہے حالانکہ یہ آیت سورۃ الشوریٰ میں ہے۔ دیکھئے آیت نمبر ۵۱

۲۷) جمیل احمد نذیری دیوبندی نے تعوذ اور بسم اللہ پڑھنے کے بارے میں لکھا:

"نماز خواہ جہری ہو یا سرّی ان دونوں کو ہمیشہ سرّاً ہی پڑھنا ہے۔" (نسائی ج ا ص ۱۴۴ عن

عبداللہ بن مسعود)'' (رسولِ اکرم ﷺ کا طریقۂ نماز ص ۱۰۸)

حالانکہ یہ روایت سنن نسائی (ح ۹۰۹) کے محولہ صفحے پر سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نہیں۔

۲۸) تقی عثمانی وغیرہ نے قرآن مجید سے نقل کرتے ہوئے کہا:

''مِنَ الْحَقَّ .'' (تذکرے ص ۱۸)

حالانکہ قرآن میں ''**مِنَ الْحَقِّ**'' زیر کے ساتھ ہے۔ دیکھئے سورۃ المائدۃ: ۴۸

۲۹) محمد عمران صفدر دیوبندی نے قرآن مجید سے نقل کرتے ہوئے کہا:

''من بعد تبين له الهدى'' (دیوبندیوں کا رسالہ: قافلۂ حق سرگودھا ج ۱ ص شمارہ ۲ ص ۳۸)

حالانکہ قرآن میں ''**من بعد ما تبين له الهدى**'' ہے۔ دیکھئے سورۃ النساء: ۱۱۵

تنبیہ: اس مضمون میں آئندہ اس رسالے کا حوالہ قافلۂ باطل کے نام سے لکھا جائے گا جو کہ حقیقت کے عین مطابق ہے۔

۳۰) محمد عمران صفدر دیوبندی نے سورۃ الحدید سے نقل کیا:

''والله بما تعلمون خبير'' (قافلۂ باطل ج ۱ شمارہ ۲ ص ۳۸)

حالانکہ قرآن میں ''**واللّٰه بما تعملون خبير**'' یعنی میم کی تقدیم سے ہے۔ دیکھئے سورۃ الحدید: ۱۰

۳۱) سرفراز خان صفدر نے سورۃ ھود سے نقل کیا:

''وَلَا تَسْئَلْنِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ'' (سماع الموتیٰ طبع ۱۹۹۷ء ص ۹۹)

حالانکہ قرآن مجید میں ''**فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ**'' ہے۔ دیکھئے سورۃ ھود: ۴۶

۳۲) سرفراز خان نے کہا:

''قرآن کریم میں انك لا تسمع الموتىٰ اور ولا تسمع من فى القبور کے ظاہری الفاظ سے معاملہ مشکل معلوم ہوتا ہے...'' (سماع الموتیٰ ص ۱۷۹)

حالانکہ ''**ولا تسمع من فى القبور**'' کے الفاظ والی کوئی آیت قرآن کریم میں موجود

نہیں، ممکن ہے سرفراز خان صاحب کی مراد آیت "وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ" (فاطر:۲۲) ہو، جسے سرفراز صاحب نے غلطی سے الفاظِ بالا میں لکھ دیا ہو۔ واللہ اعلم

۳۳) عبدالغفار نامی ایک دیوبندی نے کہا:

"کما قال اللّٰہ تعالٰی " الا لعنة اللّٰہ علی الکذبین " "(قافلۂ باطل ج۱ شمارہ۲ص ۵۷)

حالانکہ ان الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کلام ثابت نہیں ہے بلکہ قرآن مجید میں تو "اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ" لکھا ہوا ہے۔ دیکھئے سورۃ ھود:۱۸

تنبیہ: میری کتاب "امین اوکاڑوی کا تعاقب" میں "معاذ اللہ، استغفر اللہ، الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین" کے الفاظ میرے اپنے لکھے ہوئے ہیں، یہ الفاظ نہ قرآن ہیں اور نہ حدیث بلکہ میرا کلام ہیں اور یاد رہے کہ ان الفاظ کو عربی رسم الخط میں نہیں بلکہ اردو رسم الخط میں لکھا گیا ہے۔ دوسری طرف عبدالغفار دیوبندی نے اپنی عبارت کو "قال اللّٰہ تعالٰی" یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کے ساتھ لکھا ہے۔

۳۴) ابو سعد الشیر ازی (؟) دیوبندی نے ۹۱۱ھ میں فوت ہونے والے علی بن احمد السمہو دی (کی کتاب وفاء الوفاء ج۴ص ۱۷۸) سے نقل کیا:

"وروہ ابن عبدالبر و صحھحہ کما نقلہ ابن تیمیة ... "(قافلۂ باطل ج۲ شمارہ۴ص ۱۷)

حالانکہ وفاء الوفاء میں "ورواہ ابن عبدالبر و صححہ کما نقلہ ابن تیمیة" لکھا ہوا ہے۔ (ج۴ص ۱۷۸، مطبوعہ دار الکتاب العلمیۃ بیروت لبنان)

یعنی ابو سعد یا کمپوزر سے الف رہ گیا ہے اور صححہ بھی غلط لکھا ہے۔

۳۵) عبدالغفار دیوبندی نے صحیح بخاری سے ایک باب نقل کیا ہے:

" باب لبس الحریر للرجال وقد مایجوز منہ . "(قافلۂ باطل ج۱ شمارہ۲ص ۵۴)

حالانکہ صحیح بخاری میں "...وقدر ما یجوز منہ" لکھا ہوا ہے۔ (درسی نسخہ ج۲ص ۸۶۷ قبل ح ۵۸۲۸) یعنی قدر کی راء رہ گئی ہے۔

۳۶) احمد رضا بجنوری دیوبندی نے کہا:

''فتح الباری (ج ۷) ص ۱۳۹ میں بھی حدیثِ نزول وصلوۃِ بیت اللحم نسائی، بزار وطبرانی کے حوالہ سے ذکر ہوئی ہے، مگر کچھ ابہام کے ساتھ، اور غالباً اسی سے علامہ ابن القیم نے غلط فائدہ اٹھایا ہے، واللہ اعلم۔'' (ملفوظات محدّث کشمیری ص ۱۸۳)

عرض ہے کہ علامہ ابن القیم ۷۵۱ھ میں فوت ہوئے تھے اور حافظ ابن حجر ۷۷۳ھ میں پیدا ہوئے، لہٰذا دیو بندی بتائیں کہ کس نے غلط فائدہ اٹھایا ہے؟

۳۷) راقم الحروف نے اپنی کتاب ''تعداد رکعاتِ قیامِ رمضان کا تحقیقی جائزہ'' میں حافظ ابن حجر کی کتاب الدرایہ کا حوالہ لکھا ہے۔ دیکھئے طبع اولیٰ ص ۳۷، طبع دوم ۲۰۰۶ء ص ۵۱

لیکن حبیب اللہ ڈیروی کی کتاب تنبیہ الغافلین میں میرے حوالے سے ''الداریہ'' لکھا ہوا ہے۔ دیکھئے مطبوعہ دسمبر ۲۰۰۴ء ص ۲۲

۳۸) حبیب اللہ ڈیروی نے لکھا:

''علامہ نورالدین ھیشمیؒ نے بھی مجمع الزوائد ص ۱۰۳/ ج ۲ میں معجم طبرانی کبیر کے حوالے سے بکل اصبعین (ہر دو انگلیوں سے اشارہ کرے) نقل کیا ہے اور'' (تنبیہ الغافلین ص ۸۶)

حالانکہ مجمع الزوائد کے محولہ صفحے پر'' بكل اصبع حسنة أو درجة '' لکھا ہوا ہے یعنی اصبعین نہیں بلکہ اصبع ہے۔ (مطبوعہ ۱۹۸۲ء/۱۴۰۲ھ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

تنبیہ: ہیثمی ش کے ساتھ نہیں بلکہ ث کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔

۳۹) عبدالغنی طارق لدھیانوی دیو بندی نے اپنی شادی کی دوسری رات میں کہا:

''فرمان نمبر ۱۔ علیکم بسنتی وسنتی الخلفاء الراشدین'' (ترمذی)'' (شادی کی پہلی دس راتیں ص ۱۰)

سنن ترمذی میں یہ حدیث ''عليكم بسنتي و سنتي الخلفاء الراشدين '' کے الفاظ سے نہیں بلکہ ''**فعليه بسنتي و سنة الخلفاء الراشدين**'' کے الفاظ سے موجود ہے۔ دیکھئے حدیث نمبر ۲۶۷۶

۴۰) دیو بندیوں کے ممدوح ابن الترکمانی حنفی نے صحیح مسلم کی طرف ایک حدیث کو منسوب کیا تو امین اوکاڑوی نے کہا:

''اس حدیث کو محدث ابن ترکمانی نے مسلم شریف کے حوالہ سے لکھا۔ حالانکہ یہ حدیث اس راوی سے مسلم میں نہیں ہے۔'' (تجلیات صفدر ج۴ص ۲۴۷)

۴۱) سیف اللہ اکرم دیوبندی نے طارق جمیل کے واقعات بیان کرتے ہوئے آیت لکھی:

'' ... كُلَّمَا دَعُوْتُهُمْ ... '' (حیرت انگیز اور نا قابل فراموش واقعات ص ۴۳)

حالانکہ قرآن میں '' **دَعَوْتُهُمْ** '' یعنی عین کی زبر کے ساتھ ہے۔ دیکھئے سورۃ نوح: ۷

۴۲) حبیب اللہ ڈیروی نے مشہور اہلِ حدیث عالم مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کے بارے میں کہا: '' البتہ اثری صاحبؓ نے ترجمہ اردو صحیح کیا ہے۔''

(توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۶۱ طبع اول ۲۰۰۲ء)

عرض ہے کہ اثری صاحب صحابی نہیں ہیں اور زندہ موجود ہیں، ان کے ساتھ ؓ یعنی رضی اللہ عنہ والی علامت لکھنا عجیب وغریب ہے۔ یہ وہی اثری صاحب ہیں جن کے بارے میں ڈیروی نے اسی کتاب میں لکھا ہے:

''کاش ظالم انسان تجھے ماں نے نہ جنا ہوتا۔'' (دیکھئے توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۲۰۳)

۴۳) حبیب اللہ ڈیروی نے امام المغازی محمد بن اسحاق بن یسار رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا: ''...دراصل محمد بن اسحاق ہے جو کہ مشہور دلا ہے'' (توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۱۱۷)

حبیب اللہ ڈیروی صاحب نے ہمارے پاس خود آ کر کہا تھا کہ یہ کمپوزنگ کی غلطی ہے۔

۴۴) حبیب اللہ نے اپنی کتاب ''نور الصباح حصہ دوم'' کی کمپوزنگ ساتھ بیٹھ کر کرائی۔ دیکھئے ص ۱۰، اس کتاب میں حبیب اللہ نے اکمال المعلم بفوائد مسلم نامی کتاب کے بارے میں لکھا ہے: '' لا کمال المعلم بفوائد مسلم '' (نور الصباح حصہ دوم ص ۳۲۲)

اس کتاب کی فہرست میں سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے لئے '' جابر بن ثمرہ '' ث کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ دیکھئے ص ۴

۴۵) خصیب بن جحدر نامی ایک کذاب راوی کا ذکر کرتے ہوئے فقیر اللہ دیوبندی نے لکھا ہے: '' یہ خطیب بن جحدر کی روایت ہے جسے محدثین نے جھوٹا کہا ہے۔''

(نماز میں بتدریج ترک رفع یدین ص ۱۸۶)

حالانکہ خصیب صاد کے ساتھ ہے، طاء کے ساتھ نہیں۔

۴۶) مشکوٰۃ المصابیح (ص ۳۱ ح ۱۸۶) میں ایک حدیث ہے:

"ترکت فیکم أمرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب اللّٰه وسنة رسوله"

اس حدیث کو "ملا محمد عمر الحنفی" دیوبندی نے درج ذیل الفاظ میں مشکوٰۃ سے نقل کیا ہے:

"ترکتم الامرین کتاب اللّٰه تعالٰی وسنة رسوله إلخ (مشکواة)"

(مسئلہ فاتحہ خلف الامام غیر مقلدین کا دجل وفریب ص ۶)

۴۷) حافظ ابن عبدالبر نے التمہید (ج ۱۱ ص ۴۶) میں محمد بن ابی عائشہ رحمہ اللہ کی بیان کردہ حدیث کے بارے میں لکھا ہے: "**واما حدیث محمد بن ...**"

اس حوالے کو فقیر اللہ دیوبندی نے درج ذیل الفاظ میں نقل کیا ہے:

"و امام حدیث محمد بن ..." (رسالہ فاتحہ خلف الامام علی زئی کا رد ص ۲۲)

۴۸) ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "**یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ....**" إلخ دیکھئے سورۃ الممتحنہ آیت نمبر ۱۳

اس آیتِ کریمہ کو مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ نے نقل کیا۔ دیکھئے "تحریک آزادیٔ فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی" (ص ۴۷۹)

ابوبکر غازیپوری دیوبندی نے اس کتاب سے اس آیت کو درج ذیل الفاظ میں نقل کیا:

"یا ایها الذین اٰمنوا تتولوا قومًا غضب اللّٰه علیهم ..." (غیر مقلدین کی ڈائری ص ۱۹)

غازیپوری کی نقل میں "لا" رہ گیا ہے جس سے آیت کا معنی اُلٹ گیا ہے۔

۴۹) ابوبکر غازیپوری تقلیدی دیوبندی نے لکھا ہے:

"اور اسی وجہ سے قرآن میں آنحضور کے بارے میں ارشاد ہے:

فـمـا رحمة من اللّٰه لنت لهم ولو کنت فظا غلیظ القلب لا نفضوا من حولك،

(ال عمران)" (غیر مقلدین کی ڈائری ص ۵۱)

حالانکہ قرآن مجید میں ''فبما رحمة من اللّٰه لنت لهم '' إلخ ہے یعنی قرآن میں باء موجود ہے جو غازیپوری تقلیدی کی کتابِ مطبوع سے گر گئی ہے۔

نیز دیکھئے سورۃ آل عمران:۱۵۹

۵۰) قاری محمد طیب دیوبندی نے کہا:

''اسی کے بارے میں وہ روایت ہے جو صحیح بخاری میں ہے کہ ایک آواز بھی غیب سے ظاہر ہو گی کہ: هذا خليفة الله المهدى ، فاسمعو له و اطيعوه .

''یہ خلیفۃ اللہ مہدیؒ ہیں ان کی سمع وطاعت کرو۔'' (خطبات حکیم الاسلام ج ۷ص ۲۳۲)

یہ حدیث صحیح بخاری میں نہیں بلکہ سنن ابن ماجہ (۴۰۷۴) میں ہے اور اس کی سند (سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے) ضعیف ہے۔

یہ پچاس حوالے اس لئے پیش کئے ہیں تا کہ دیوبندیوں کو آئینہ دکھایا جائے کہ کمپوزنگ، کتابت اور تحریر کی نادانستہ غلطیاں جھوٹ نہیں ہوتیں۔

فاعتبروا یا أولی الأبصار

(۷/ دسمبر ۲۰۰۸ء)

آلِ دیوبند کے تین سو جھوٹ

آلِ دیوبند کے پچاس (50) جھوٹ

اس مضمون میں آلِ دیوبند کی اپنی کتابوں سے باحوالہ ایسی پچاس عبارات پیش کی گئی ہیں جو واضح طور پر جھوٹ ہیں اور ان عبارات کا جھوٹ ہونا بھی ثابت کر دیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ یہ مضمون اصل میں میری کتاب اکاذیب آلِ دیوبند کا ایک باب ہے۔

جھوٹ نمبر۱: اشرفعلی تھانوی دیوبندی کہتے ہیں:

''خان صاحب نے فرمایا کہ مجھ سے مولانا نانوتوی بیان فرماتے تھے کہ نواب قطب الدین خان صاحب بڑے پکے مقلد تھے اور مولوی نذیر حسین صاحب پکے غیر مقلد۔ ان میں آپس میں تحریری مناظرے ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی جلسے میں میری زبان سے یہ نکل گیا کہ اگر کسی قدر نواب صاحب ڈھیلے پڑ جائیں اور کسی قدر مولوی نذیر حسین اپنا تشدد چھوڑ دیں تو جھگڑا مٹ جائے۔ میری اس بات کو کسی نے نواب قطب الدین خان صاحب تک بھی پہنچا دیا اور مولوی نذیر حسین صاحب تک بھی۔ مولوی نذیر حسین تو سُن کر ناراض ہوئے مگر نواب صاحب پر یہ اثر ہوا کہ جہاں میں ٹھہرا ہوا تھا وہاں تشریف لائے اور فرمایا: بھائی جس قدر میری زیادتی ہو خدا کے واسطے تم مجھے بتلا دو۔

میں سخت نادم ہوا اور مجھ سے بجز اس کے کچھ نہ بن پڑا کہ میں جھوٹ بولوں لہٰذا میں نے جھوٹ بولا (اور صریح جھوٹ میں نے اسی روز بولا تھا) اور کہا کہ حضرت آپ میرے بزرگ ہیں۔ میری کیا مجال تھی کہ میں ایسی گستاخی کرتا۔ آپ سے کسی نے غلط کہا ہے۔ غرض میں نے بمشکل تمام ان کے خیال کو بدلا اور بہت دیر تک وہ بھی روتے رہے اور میں بھی روتا رہا۔ یہ قصہ بیان کر کے خان صاحب نے فرمایا کہ جب مولانا نے یہ قصہ بیان فرمایا اس وقت بھی آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔''

(ارواح ثلاثہ المعروف حکایات اولیاء ص۳۹۰، ۳۹۱ حکایت نمبر ۳۹۱ و معارف الاکابر ص۲۵۹، ۲۶۰)

اس حکایت کے راوی خان صاحب (امیر شاہ خان صاحب، متوطن خورجہ، مقیم مینڈھو، ضلع علیگڑھ) کے بارے میں تھانوی صاحب نے کہا: "مرحوم ومغفور کو خداتعالیٰ نے اس موضوع کے متعلق چند نعمتوں کا جامع بنایا تھا۔ اپنے سلسلہ کے متعدد اکابر کی خدمت وصحبت (۲) ان سب حضرات کی نظر میں مقبولیّت ومحبوبیّت ......قوت حافظہ واحتیاط فی الروایات والتزام سند" (تمہید شریف الدّ رایات ارواح ثلاثہ ص ۱۳)

معلوم ہوا کہ یہ سند دیوبندی اصول کی رُو سے "صحیح لذاتہ" ہے۔ اس "صحیح سند" سے ثابت ہوا کہ بانی مدرسۂ دیوبند: محمد قاسم نانوتوی صاحب نے ذاتی مفاد کے لئے صریح جھوٹ بولا اور اس کا اعتراف بھی کیا۔ اصولِ حدیث میں "موضوع" روایت کی ایک پہچان یہ بھی لکھی ہوئی ہے کہ "إقرار واضعه علی نفسه، قالاً أو حالاً" جھوٹ بولنے والا خود، اپنے قول یا زبانِ حال کے ساتھ جھوٹ بولنے کا اعتراف کرے۔

(دیکھئے اختصار علوم الحدیث لابن کثیر ۱/۲۳۷ نوع: ۲۱)

جھوٹ نمبر۲: رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

"یا اللہ معاف فرمانا کہ حضرت کے ارشاد سے تحریر ہوا ہے کہ جھوٹا ہوں کچھ نہیں ہوں تیرا ہی ظل ہے تیرا ہی وجود ہے میں کیا ہوں کچھ نہیں ہوں اور وہ جو میں ہوں وہ تو ہے اور میں اور تو خود شرک در شرک ہے استغفر اللہ استغفر اللہ استغفر اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ"

(مکاتیب رشیدیہ ص ۱۰ مکتوب نمبر ۱۳ وفضائل صدقات حصہ دوم ص ۵۵۵، ۵۵۶ دوسرا نسخہ ص ۵۵۷، ۵۵۸)

اس خط میں گنگوہی صاحب کا یہ کہنا "وہ جو میں ہوں وہ تو ہے" کائنات کا بہت بڑا جھوٹ ہے۔ دوسرے یہ کہ گنگوہی صاحب نے بذات خود اپنے "جھوٹا" ہونے کا اعتراف بھی کیا ہے۔

جھوٹ نمبر۳: حاجی امداد اللہ صاحب لکھتے ہیں:

"اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ ہو کر لوگوں کو اس تک پہونچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے اس مقام کو برزخ البرازخ کہتے ہیں"

(کلیات امدادیہ/ضیاء القلوب ص ۳۵، ۳۶)

یہ کہنا کہ ''بندہ باطن میں خدا ہو جاتا ہے'' بہت بڑے جھوٹوں میں سے ایک جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۴: ذاکر کے بارے میں حاجی امداد اللہ صاحب لکھتے ہیں:

''اور اس کے بعد اس کو ہو ہو کے ذکر میں اس قدر منہمک ہو جانا چاہیئے کہ خود مذکور یعنی (اللہ) ہو جائے اور فنا در فنا کے یہی معنی ہیں اس حالت کے حاصل ہو جانے پر وہ سراپا نور ہو جائے گا۔'' (کلیات امدادیہ/ضیاء القلوب ص ۱۸)

یہ کہنا کہ ذاکر ہو ہو کرنے سے اللہ بن جاتا ہے، کائنات کا عظیم ترین جھوٹ اور ..... ہے۔

جھوٹ نمبر ۵: حاجی امداد اللہ صاحب لکھتے ہیں:

''بندہ قبل وجود خود باطن خدا تھا اور خدا ظاہر بندہ کنت کنزاً مخفیاً الخ اس پر دلیل ہے''

(شمائم امدادیہ ص ۳۸)

یہ کہنا کہ ''بندہ قبل وجود خود باطن خدا تھا اور خدا ظاہر بندہ'' انتہائی سیاہ ترین جھوٹ اور ..... ہے۔

تنبیہ: ''کنت کنزاً مخفیًا'' کے الفاظ نہ قرآن میں ہیں اور نہ حدیث میں اور نہ آثار صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے ثابت ہیں۔ حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

''ليس هذا من كلام النبي ﷺ ولا يعرف له إسناد صحيح ولا ضعيف''

یہ نبی ﷺ کا کلام نہیں ہے اور نہ اس کی صحیح یا ضعیف سند معلوم ہے۔

(احادیث القصاص لابن تیمیہ ص ۵۵ ح ۳)

جھوٹ نمبر ۶: اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

''کیونکہ ہمارا نزاع غیر مقلدوں سے فقط بوجہ اختلاف فروع و جزئیات کے نہیں ہے اگر یہ وجہ ہوتی تو حنفیہ، شافعیہ کی کبھی نہ بنتی، لڑائی دنگہ رہا کرتا، حالانکہ ہمیشہ صلح و اتحاد رہا''

(امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۶۲)

تھانوی صاحب یہ لکھ رہے ہیں کہ حنفیہ و شافعیہ میں ہمیشہ صلح و اتحاد رہا، جب کہ تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ حنفیوں اور شافعیوں میں شدید لڑائیاں ہوئی ہیں۔ دیکھئے معجم البلدان (ج ۱

ص ۲۰۹، اصبہان، وج ۳ ص ۱۱۷، ری) وتاریخ ابن اثیر (ج ۹ ص ۹۲ حوادث سنۃ ۵۶۱ ھ)

جھوٹ نمبر ۷: اہلِ حدیث کے بارے میں تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

''اور چار نکاح سے زیادہ جائز رکھتے ہیں'' (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۶۲)

اس تھانوی جھوٹ کے برعکس اہل حدیث عالم شیخ ابو الکلام ظفر عالم صاحب شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ مالیگاؤں لکھتے ہیں: ''مذکورہ بیان سے معلوم ہوا ہے کہ بیک وقت چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا جائز نہیں'' (فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۱۶۶)

جھوٹ نمبر ۸: اہل حدیث کے بارے میں تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

''اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دربارہ تراویح کے بدعتی بتلاتے ہیں'' (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۶۲)

تھانوی صاحب کی یہ بات کالا جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۹: محمود حسن دیوبندی کہتے ہیں:

''یہی وجہ ہے کہ یہ ارشاد ہوا فَاِنْ تنازَعْتُمْ فِي شئٍ فَرُدُّوہ اِلَى اللّٰه وَالرَّسُوْلِ وَاِلٰى اُولِي الْاَمرِ مِنْكُمْ اور ظاہر ہے کہ اولوالامر سے مراد اس آیت میں سوائے انبیاء کرام علیہم السلام اور کوئی ہیں سو دیکھئے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرات انبیاء و جملہ اولی الامر واجب الاتباع ہیں'' (ایضاح الادلہ ص ۹۷ مطبوعہ مطبع قاسمی مدرسہ دیوبند ۱۳۳۰ھ)

حالانکہ محمود حسن کی بیان کردہ یہ ''آیت'' جس میں ''وَاِلٰى اُولِي الْاَمرِ مِنْكُمْ'' کا اضافہ ہے، پورے قرآن مجید میں کہیں موجود نہیں ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۰: محمود حسن دیوبندی نے رشید احمد گنگوہی کے بارے میں کہا:

'' زبان پر اہل ہوا کی ہے کیوں اُعلُ ہُبَل شاید
اُٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی''

(کلیات شیخ الہند، مرثیہ ص ۸۷)

رشید احمد گنگوہی کو بانئ اسلام کا ثانی کہنا بہت بڑا جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۱: محمود حسن دیوبندی نے کہا:

''اور یہ کوئی نئی بات نہیں مخالفین سے جب کچھ اور نہ ہو سکا تو انہوں نے رخنہ اندازی کے لئے کلام اکابر میں بہت جگہ الحاق کر دیا ہے بلکہ کلام اللہ و حدیث میں بعض آیات و جملہ فرقہ ضالہ نے الحاق کئے ہیں'' (ایضاح الادلہ ص ۱۹۱)

یہ کہنا کہ کلام اللہ (قرآن مجید) میں بعض آیات فرقہ ضالہ نے الحاق کی ہیں، سراسر جھوٹ ہے۔ مسلمانوں کے پاس اس وقت جو قرآن مجید ہے وہ سارے کا سارا اللہ کی طرف سے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کردہ ہے اور اس میں ایک لفظ کا بھی الحاق نہیں ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۲: حسین احمد مدنی ٹانڈوی نے کہا:

''یہ کہ اس کو عبادہ بن الصامت معنعناً ذکر کرتے ہیں حالانکہ یہ مدلس ہیں اور مدلس کا عنعنہ معتبر نہیں'' (توضیح الترمذی ج ا ص ۴۳۶ مطبوعہ: مدنی مشن بک ڈپو، مدنی نگر کلکتہ ۵۱۰)

سیدنا عبادہ بن الصامت البدری رضی اللہ عنہ کو مدلس کہنا جھوٹ بھی ہے اور صحابۂ کرام کی گستاخی بھی ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۳: حسین احمد مدنی ٹانڈوی کہتے ہیں:

''کیونکہ بعض کے راوی عبادہ ہیں جو مدلس ہیں اور یہ حقیقتاً ذکر کرتے ہیں نیز معلول روایت کرتے ہیں جو ضعیف ہیں'' (توضیح الترمذی ج ا ص ۴۳۷)

اس کے رد کے لئے جھوٹ نمبر ۱۲ کا تبصرہ پڑھیں۔

جھوٹ نمبر ۱۴: حسین احمد ٹانڈوی نے کہا:

''امام ابو حنیفہ حضرت سلمان فارسی کی اولاد میں سے ہیں'' (تقریر ترمذی ص ۳۴)

امام ابو حنیفہ کابلی تھے۔ (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۲۴، ۳۲۵ وسندہ صحیح)

اس بات کا قطعاً کوئی ثبوت نہیں ہے کہ آپ سیدنا سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔

جھوٹ نمبر ۱۵: زکریا کاندھلوی تبلیغی لکھتے ہیں:

''بلکہ بعض لوگ تو ایسے ہوتے ہیں کہ خود کعبہ ان کی زیارت کو جاتا ہے'' (فضائل حج ص ۸۸۵/۱۱۱)

کعبہ کا بزرگوں کی زیارت کو جانا قطعاً ثابت نہیں ہے بلکہ یہ کالا جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۶: زکریا کاندھلوی صاحب کہتے ہیں:

''ان محدثین کا ظلم سنو! جیسا کہ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ ہم ظلم برداشت کرتے ہیں''

(تقریر بخاری جلد سوم ص ۱۰۴)

نہ تو محدثین نے ظلم کیا ہے اور نہ طحاوی نے یہ کہیں فرمایا ہے کہ ''ہم ظلم برداشت کرتے ہیں''

جھوٹ نمبر ۱۷: رشید احمد لدھیانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

''عمرو بن شعیب اگرچہ فی نفسہ ثقہ ہیں مگر جب وہ عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں تو یہ بالاتفاق قابل قبول نہیں، اس لئے کہ ان کو اپنے والد سے سماع حاصل نہیں بلکہ وہ کتاب سے نقل کرتے ہیں....'' (احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۱۵۵ و نیل المرام ص ۵۱)

لدھیانوی صاحب کے برعکس عبدالرشید نعمانی (دیوبندی) لکھتے ہیں:

''اکثر محدثین عمرو بن شعیب کی ان حدیثوں کو حجت مانتے ہیں اور صحیح سمجھتے ہیں''

(ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۱۴۱)

''ان حدیثوں'' سے مراد ''عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ'' والی حدیثیں ہیں۔

جھوٹ نمبر ۱۸: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ اس کے بارے میں رشید احمد لدھیانوی لکھتے ہیں:

''محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو تراویح کے باب میں ذکر نہیں فرمایا''

(احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۳۰)

عرض ہے کہ اس حدیث پر امام بخاری نے کتاب التراویح کا باب باندھا ہے۔

دیکھئے صحیح بخاری (مطبوعہ دار السلام الریاض ص ۳۲۲) صحیح بخاری (مطبوعہ بیت الافکار ص ۳۸۰) عمدۃ القاری للعینی (ج ۱۱ ص ۱۲۴) فتح الباری (ج ۴ ص ۲۵۰) ارشاد الساری للقسطلانی (ج ۳ ص ۴۲۴) نیز دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی (ج ۲ ص ۴۹۵، ۴۹۶)

جھوٹ نمبر ۱۹: مفتی محمود حسن گنگوہی دیوبندی نے کہا:

''ابن جوزی سے کسی نے پوچھا کہ خدا کہاں ہے تو فرمایا کہ ہر جگہ ہے.....''

(ملفوظات فقیہ الامت جلد دوم: قسط سادس ص ۱۴)

اس کذب وافترا کے سراسر برعکس حافظ ابن جوزی نے جہمیہ کے فرقہ ملتزمہ کے بارے میں لکھا ہے: ''اور ملتزمہ نے باری سبحانہ وتعالیٰ کو ہر جگہ (موجود) قرار دیا ہے۔''

(تلبیس ابلیس ص ۳۰، اقسام اہل البدع)

جھوٹ نمبر ۲۰: ایک ضعیف روایت میں آیا ہے کہ غارِ ثور میں ایک سانپ نے سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو ڈس لیا تھا۔ اس سانپ کے بارے میں مفتی محمود حسن گنگوہی کہتے ہیں: ''غار ثور میں حضرت ابوبکر صدیق رض کو جس سانپ نے ڈس لیا تھا وہ سانپ نہ تھا بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین سے تھا.....'' (ملفوظات فقیہ الامت حصہ اول ص ۴۰)!!

جھوٹ نمبر ۲۱: اشرفعلی تھانوی صاحب کہتے ہیں:

''اور جسوقت سماء نہ تھا نزول الی السماء اسوقت بھی تھا''

(ملفوظات حکیم الامت ج ۶ ص ۱۰۲ ملفوظ نمبر ۱۹۲)

یعنی تھانوی کے نزدیک جس وقت آسمان پیدا نہیں ہوا تھا، اس وقت بھی اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نازل ہوتا تھا۔ اس بات کی کوئی دلیل تھانوی صاحب نے قرآن وحدیث واجماع سے بیان نہیں کی اور نہ امام ابوحنیفہ کے اجتہاد سے کوئی حوالہ پیش کیا ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۲: تھانوی صاحب کہتے ہیں:

''خود حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے۔ جب آپ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے تو فجر کی نماز میں دعائے قنوت ترک فرمادی کسی نے پوچھا تو فرمایا کہ اتنے بڑے امام جلیل کے سامنے ان کی تحقیق کے خلاف عمل کرتے شرم آئی''

(ملفوظات حکیم الامت ج ۱۰ ص ۱۰۷ ملفوظ: ۸۸)

یہ کہنا کہ امام شافعی نے امام ابوحنیفہ کے مزار کے پاس دعائے قنوت ترک کردی تھی کسی صحیح

ومقبول روایت سے ثابت نہیں ہے اور نہ امام شافعی کا امام ابوحنیفہ کے مزار پر نماز پڑھنا ثابت ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۳: تھانوی صاحب اپنے بزرگ (حاجی امداد اللہ) سے نقل کرتے ہیں:

''مجھ کو کیا معلوم فاعل حقیقی خداوند کریم ہے کیا عجب کہ صحیح ہو دوسروں کے لباس میں آ کر خود مشکل آسان کر دیتا ہے اور نام ہمارا تمہارا ہوتا ہے'' (امداد المشتاق ص ۱۴۱ فقرہ: ۳۴۵)

اللہ کریم کا دوسروں کے لباس میں آ کر مشکل آسان کرنا قرآن و حدیث سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۴: حسین احمد ٹانڈوی لکھتے ہیں:

''پاکستان بھی انگریزی ہاتھوں نے اپنے مفاد کے لئے بنوایا ہے اور ہر قسم کی تائید اس کے لئے کروا رہے ہیں، غور کیجئے اور حقائق پر نظر ڈالئے'' (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۶۱ مکتوب نمبر ۸۴)

حالانکہ مسلم لیگ نے دوقومی نظریے کی بنیاد پر پاکستان بنایا تھا۔

جھوٹ نمبر ۲۵: حاجی امداد اللہ، مثنوی رومی کے بارے میں کہتے ہیں:

''مثنوی کلام الٰہی یعنی الہامی ہے'' (حکایات اولیاء ص ۲۰۷ حکایت: ۱۷۴)

جلال الدین رومی (غالی صوفی) کی کتاب مثنوی کو ''کلام الٰہی'' اور ''الہامی'' قرار دینا بہت بڑا جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۶: حاجی امداد اللہ کہتے ہیں:

''جب تک آدمی مجرّد رہتا ہے انسان ہے اور جب شادی ہو جاتی ہے تو چار پایہ ہو گیا اور بال بچے ہو کر مکڑ بن جاتا ہے'' (قصص الاکابر ص ۱۱۸ فقرہ: ۱۱۱)

یہ کہنا کہ غیر شادی شدہ انسان ہے اور شادی شدہ چار پایہ تو یہ صریح جھوٹ ہے اور امام ابوحنیفہ وغیرہ کی گستاخی بھی، کیونکہ امام ابوحنیفہ کا شادی کرنا اور آپ کی اولاد ہونا صحیح و مشہور ہے۔ امام ابوحنیفہ کو چار پایہ اور مکڑ کہنے والا انسان ان کی سخت گستاخی کا مرتکب ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۷: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ﴾

اور خود تمہارے اندر سو کیا تم کو سوجھتا نہیں۔ (سورۃ الذاریات: ۲۱ تفسیر عثمانی ص ۶۹۲ ترجمہ محمود حسن)

اس کی تشریح میں مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں: ''یعنی تمہارے ظاہری و باطنی احوال مختلفہ بھی دلائل ہیں قیامت کے ممکن ہونے کے'' (معارف القرآن ج ۸ ص ۱۵۷)

اس آیت کریمہ کو ذکر کرنے کے بعد حاجی امداد اللہ تھانہ بھونوی لکھتے ہیں:

''خدا تم میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو'' (کلیات امدادیہ ص ۳۱)

یہ کہنا کہ ''خدا تم میں ہے'' صریح جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۸: محمد قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:

''اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ انبیاء بدستور زندہ ہیں'' (آب حیات ص ۳۶)

انبیاء کا ''بدستور زندہ'' ہونا نہ تو قرآن سے ثابت ہے اور نہ حدیث سے۔ اس کے برعکس سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فوت ہو گئے ہیں۔

(صحیح البخاری: ۴۴۵۴ و صحیح مسلم: ۲۲۱۳)

جھوٹ نمبر ۲۹: سرفراز خان صفدر دیوبندی نے کہا:

''مشہور قدیم اور ثقہ مؤرخ امام ابو الفرج محمد بن اسحاق بن ندیم رحمہ اللہ (المتوفی ۳۸۵ ھ) حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ'' (الکلام المفید فی اثبات التقلید ص ۲۴۳)

محمد بن اسحاق بن الندیم کا ثقہ یا صدوق ہونا محدثین کرام سے ثابت نہیں ہے بلکہ لسان المیزان میں لکھا ہوا ہے: ''ظهر لي أنه رافضي معتزلي''

مجھ پر یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ وہ رافضی معتزلی ہے۔ (ج ۵ ص ۷۲)

رافضی معتزلی اور غیر موثق کو سرفراز خان صاحب ''کا'' ثقہ مؤرخ'' کہنا صریح جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۳۰: سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں:

''محترم! ان غالیوں کے پاس مقتدی کے لئے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کے لئے صریح روایت صرف اور صرف محمد بن اسحاق کی ہے گویا یہ روایت ان کے نزدیک اول درجہ میں ان کی دلیل ہے اور اسی پر ان کے استدلال کا مدار ہے''

(المسلک المنصور فی رد الکتاب المسطور ص ۹۴)

سرفراز خان نے اہل حدیث کو غالی کہہ کر گالی دی ہے۔ اہل حدیث کے نزدیک مقتدی کے لئے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کی صریح روایات اور بھی ہیں مثلاً:

"عن نافع بن محمود بن الربيع الأنصاري ..... لا تفعلوا إلا بأم القرآن فإنه لا صلوة لمن لم يقرأ بها"

(کتاب القراءت خلف الامام للبیہقی ص ۶۴ ح ۱۲۱ وقال: وهذا إسناد صحيح ورواته ثقات.....)

اس روایت کی سند میں محمد بن اسحاق نہیں ہیں لہٰذا "صرف اور صرف" والی بات صریح جھوٹ ہے۔

تنبیہ: نافع بن محمود رحمہ اللہ جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق ہیں۔ والحمدللہ

جھوٹ نمبر ۱۳۱: سرفراز خان صفدر دیوبندی نے کہا:

"محمد بن اسحاق کو گو تاریخ اور مغازی کا امام سمجھا جاتا ہے لیکن محدثین اور ارباب جرح وتعدیل کا تقریباً پچانوے فیصدی گروہ اس بات پر متفق ہے کہ روایت حدیث میں اور خاص طور پر سنن اور احکام میں ان کی روایت کسی طرح بھی حجت نہیں ہوسکتی اور اس لحاظ سے ان کی روایت کا وجود اور عدم بالکل برابر ہے" (احسن الکلام ج ۲ ص ۷۰ طبع: باردوم)

پچانوے فیصدی جرح والی بات کالا جھوٹ ہے۔ اس کے مقابلے میں محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں: "سیرت اور مغازی کے امام ہیں جمہور علماء نے ان کی توثیق کی ہے"

(سیرت المصطفیٰ ج ۱ ص ۷۶)

عینی حنفی نے لکھا ہے: "لأن ابن إسحاق من الثقات الكبار عند الجمهور"

کیونکہ ابن اسحاق جمہور کے نزدیک بڑے ثقہ راویوں میں سے ہیں۔ (عمدۃ القاری ج ۷ ص ۲۷۰)

تنبیہ: ابن اسحاق کی احکام میں روایات کو ترمذی، دارقطنی، بیہقی، ابن خزیمہ، ابن حبان، ابوداود، خطابی، منذری، حاکم، ابن القیم، ابن حجر، ابن علان اور ابن الملقن وغیرہم نے صراحتاً یا اشارتاً صحیح وحسن یا جید و مستقیم الاسناد قرار دیا ہے۔

دیکھئے توضیح الکلام (ج ا ص ۲۲۱ تا ۲۲۳)

یعنی وہ جمہور کے نزدیک احکام میں بھی صحیح الحدیث یا حسن الحدیث ہیں۔ **والحمد للہ**

جھوٹ نمبر ۳۲: سرفراز خان صفدر کے بیٹے عبدالقدوس قارن دیوبندی نے امام ابوحنیفہ کے جنازے کے بارے میں لکھا ہے:

''اور دوسری بات کرنے میں تو اثری صاحب نے بے تکی کی حد ہی کر دی جب وہ ذرا ہوش میں آئیں تو ان سے کوئی پوچھے کہ کیا امام صاحبؒ کے جنازہ میں صرف احناف شریک تھے؟ دیگر مذاہب (مالکی، شافعی اور حنبلی وغیرہ) کے لوگ شریک نہ تھے۔ جب وہ لوگ شریک تھے اور ان کے نزدیک قبر پر جنازہ پڑھنا درست ہے اور انہوں نے اپنے مذہب کے مطابق عمل کیا تو اس پر اعتراض کی کیا حقیقت باقی رہ جاتی ہے؟'' (مجذوبانہ واویلا ص ۲۸۹)

عرض ہے کہ امام ابوحنیفہ ۱۵۰ھ میں فوت ہوئے اور امام احمد بن حنبل ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے امام احمد کی پیدائش سے پہلے کون سے حنبلی حضرات تھے جو کہ امام ابوحنیفہ کا جنازہ پڑھ رہے تھے؟

جھوٹ نمبر ۳۳: انوار خورشید دیوبندی نے لکھا ہے:

''نیز غیر مقلدین کو چاہئے کہ گردن سے گردن بھی ملایا کریں کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کا بھی تذکرہ ہے لیکن غیر مقلدین نہ گھٹنے سے گھٹنہ ملاتے ہیں نہ ٹخنے سے ٹخنہ ملاتے ہیں اور نہ گردن سے گردن، صرف قدم سے قدم ملانے پر زور دیتے ہیں ....'' (حدیث اور اہلحدیث ص ۵۱۹)

کسی حدیث میں بھی صف بندی کے دوران میں مقتدیوں کا ایک دوسرے کی گردن سے گردن ملانے کا تذکرہ نہیں آیا لہٰذا انوار خورشید نے یہ کالا جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۳۴: ابو بلال محمد اسماعیل جھنگوی دیوبندی لکھتا ہے:

''نبی کریم علیہ السلام تو ننگے سر آدمی کے سلام کا جواب تک نہیں دیتے۔ (مشکوٰۃ)''

(تحفۂ اہل حدیث حصہ اول ص ۱۳)

ابو بلال کی گھڑی ہوئی یہ ''حدیث'' نہ تو مشکوٰۃ میں موجود ہے اور نہ حدیث کی کسی دوسری کتاب میں۔

جھوٹ نمبر ۳۵: ابو بلال جھنگوی لکھتا ہے:

''نماز میں اقعاء کرنا خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے (ترمذی ج۱ ص ۳۸، ابوداود جلد۱ ص۱۲۳) لیکن مسلم شریف ج۱ ص ۱۹۵ پر اسے عقبۃ الشیطان کہا گیا ہے۔

دیکھیں اپنے کیئے ہوئے فعل کو عقبہ شیطان کہا جا رہا ہے'' (تحفۂ اہل حدیث ۲ ص ۱۲۱)

اقعاء کی دو قسمیں ہیں: ''ایک یہ کہ آدمی اِلیَتَین پر بیٹھے اور اپنے پاؤں کو اس طرح کھڑا کر لے کہ گھٹنے شانوں کے مقابل آجائیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر ٹیک لے۔ اس معنی کے لحاظ سے اقعاء باتفاق مکروہ ہے۔'' (محمد تقی عثمانی دیوبندی کی تقریر: درس ترمذی ج۲ ص ۵۳)

اقعاء کی دوسری قسم یہ ہے کہ ''دونوں پاؤں کو پنجوں کے بل کھڑا کر کے ایڑیوں پر بیٹھا جائے''

(درس ترمذی ج۲ ص ۵۳)

اول الذکر اقعاء کو عقبۃ الشیطان اور اقعاء الکلب کہا جاتا ہے۔ اس اقعاء کی طرح بیٹھنا ہمارے نبی سیدنا ومحبوبنا محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے قطعاً ویقیناً ثابت نہیں ہے۔

رہا دوسرا اقعاء جس میں (بیماری یا عذر کی وجہ سے) پاؤں کو پنجوں کے بل کھڑا کر کے ایڑیوں پر بیٹھا جاتا ہے۔ یہ بلا شبہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ثابت ہے لیکن اسے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عقبۃ الشیطان قطعاً نہیں کہا۔ معلوم ہوا کہ ابو بلال جھنگوی نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر جھوٹ بولا ہے اور گستاخی بھی کی ہے۔

جھوٹ نمبر ۳۶: سنن ترمذی کی ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جرابوں پر مسح کیا۔ (ح۹۹ وقال: ھذا حدیث حسن صحیح)

اس حدیث کے بارے میں محمد تقی عثمانی دیوبندی کہتے ہیں:

''اس حدیث کی تصحیح میں امام ترمذیؒ سے تسامح ہوا ہے، چنانچہ محدثین کا اس حدیث کے ضعف پر اتفاق ہے....'' (درس ترمذی ج۱ ص ۳۳۶)

حالانکہ محدث ابن خزیمہ (صحیح ابن خزیمہ ۱۹۸) اور محدث ابن حبان (موارد الظمآن: ۱۷۶) نے اپنی صحیحین میں اسے روایت کر کے صحیح قرار دیا ہے۔ ابن الترکمانی حنفی کہتے ہیں:

"و صححه ابن حبان" اور اس (حدیث) کو ابن حبان نے صحیح کہا ہے۔

(الجوہر النقی ج ۱ ص ۲۸۴)

جھوٹ نمبر ۳۷: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف ترک رفع یدین کی ایک حدیث منسوب ہے، جس کا ضعیف ہونا راقم الحروف نے کئی دلیلوں سے ثابت کیا ہے۔

دیکھئے نور العینین فی اثبات مسئلۃ رفع الیدین (طبع دوم ص ۹۶ تا ۱۰۳ و طبع جدید ص ۱۱۵ تا ۱۲۳)

میں نے لکھا ہے: "یہ حدیث علت قادحہ کے ساتھ معلول ہے اور سنداً اور متناً دونوں طرح سے ضعیف ہے" (نور العینین طبع قدیم ص ۹۶ و طبع جدید ص ۱۱۵ واللفظ للاول)

اس کے مقابلے میں اس حدیث کے بارے میں ابو بلال جھنگوی نے لکھا ہے:

"زبیر علی زئی غیر مقلد نے نور العینین میں صحیح کہا" (تحفۂ اہل حدیث حصہ دوم ص ۱۵۹)

جھوٹ نمبر ۳۸: حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی لکھتا ہے:

"محمد بن ابی لیلیٰ ؒ پر اگرچہ بعض محدثینؒ نے خراب حافظہ کی وجہ سے جرح کی ہے تاہم پھر بھی جمہور کے ہاں وہ صدوق اور ثقہ ہے" (نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح ص ۱۶۴)

محمد بن ابی لیلیٰ کے بارے میں انور شاہ کشمیری دیوبندی کہتے ہیں:

"فهو ضعيف عندي ، كما ذهب إليه الجمهور " پس وہ میرے نزدیک ضعیف ہے جیسا کہ جمہور اسی طرف گئے ہیں۔ (فیض الباری ج ۳ ص ۱۶۸)

محمد یوسف بنوری دیوبندی بھی محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو جمہور کے نزدیک ضعیف قرار دیتے ہیں۔ (دیکھئے معارف السنن ج ۵ ص ۲۹۰)

جھوٹ نمبر ۳۹: انوار خورشید دیوبندی لکھتا ہے:

"پھر حضرت امام ابو حنیفہ اور امام بخاری رحمہما اللہ دونوں بزرگ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں" (حدیث اور اہلحدیث ص ۲۳ طبع ۱۴۱۳ھ مئی ۱۹۹۳ء)

حالانکہ امام ابوحنیفہ اور امام بخاری دونوں سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے نہیں تھے۔ امام ابوحنیفہ فارسی نہیں بلکہ کابلی تھے (دیکھئے دیوبندیوں کا جھوٹ نمبر [۱۴]) جبکہ امام بخاری فارسی تھے لیکن اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ آپ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔

تنبیہ: انوار خورشید کو جب اپنے جھوٹ کا احساس ہوا تو اس نے اپنی اسی کتاب کے طبع سادس ربیع الاول ۱۴۱۸ھ جولائی ۱۹۹۷ء والے نسخہ میں اس عبارت کو نکال کر سادہ لکیریں کھینچ دی ہیں۔ (حدیث اور اہلحدیث ص ۲۳) !!

جھوٹ نمبر ۴۰: حاجی امداد اللہ صاحب کہتے ہیں:

"منقول ہے کہ شب معراج کو جب آنحضرت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقی ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے استفسار کیا فرمایا کہ **علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل** جو آپ نے کہا کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔ حضرت حجۃ الاسلام امام غزالیؒ حاضر ہوئے اور سلام باضافۂ الفاظ برکاتۂ ومغفرتۂ وغیرہ عرض کیا....." (شمائم امدادیہ ص ۷۰)

معراج والی رات جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تھی، اس وقت غزالی کا حاضر ہونا قرآن وحدیث سے قطعاً ثابت نہیں ہے بلکہ اس وقت تو غزالی پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ حاجی امداد اللہ نے اس عبارت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور غزالی تینوں پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۴۱:

خالد بن عبداللہ القسری کے بارے میں عبدالقدوس قارن دیوبندی لکھتا ہے:

"اور یہ وہی ہے جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ عیدالاضحیٰ کے دن الجعد بن درہم نے اس کی طرف سے قربانی کا جانور ذبح کیا تھا۔ اور یہ واقعہ مشہور ہونے اور پھیل جانے کے باوجود ثابت نہیں ہے" (ابوحنیفہ کا عادلانہ دفاع ص ۱۷۸)

واقعے کے مشہور یا ثابت ہونے سے قطع نظر، کسی ایک روایت میں بھی یہ نہیں آیا کہ

خالد القسری نے جعد بن درہم کی طرف سے قربانی کا جانور ذبح کیا تھا، کیا وہ اس کے چچا کا بیٹا تھا؟ روایت تو صرف یہی مروی ہے کہ خالد القسری نے جعد بن درہم کو بطور قربانی ذبح کیا تھا۔ دیکھئے تانیب الخطیب (ص ۶۲) مع تحریفات الکوثری۔!

جھوٹ نمبر ۴۲: حسین احمد مدنی ٹانڈوی لکھتے ہیں:

"صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداءً تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا۔ اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل وقتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب ورحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے اور بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظّمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا...."

(الشہاب الثاقب ص ۴۲)

یہ سارا بیان سراسر جھوٹ ہے۔

رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں کہ "محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا سنا ہے کہ مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا بدعت اور شرک سے روکتا تھا مگر تشدید اس کے مزاج میں تھی واللہ تعالیٰ اعلم" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۶۶)!

جھوٹ نمبر ۴۳: فیض احمد ملتانی دیوبندی لکھتا ہے:

" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ فَذَكَرَ اِسْمَ اللّٰهِ طَهَّرَ جَسَدَهٗ كُلَّهٗ وَاِنْ لَمْ يَذْكُرْ لَمْ يُطَهِّرْ اِلَّا مَا اَصَابَهُ الْمَآءُ۔

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جب بندہ وضو کرتا ہے اور اللہ کا نام لیتا ہے تو

وہ اپنے تمام جسم کو پاک کرتا ہے اور اگر وہ شخص اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو وہ صرف اس مقام کو پاک کرتا ہے جس کو پانی لگا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۱ ص ۳، زجاجۃ المصابیح ص ۹۸ ج ۱)''
[نماز مدلل ص ۲۵]

زجاجۃ المصابیح تو تیرہویں چودہویں صدی کے فرقہ پرستوں کی کتاب ہے۔
مصنف ابن ابی شیبہ (ج ۱ ص ۳) میں فیض احمد کی ذکر کردہ مرفوع حدیث قطعاً موجود نہیں ہے۔ صرف ابوبکر کا قول ضعیف سند سے مروی ہے۔ (دیکھئے ج ۱ ص ۳ ح ۱۷)
بلکہ کتاب الجرح والتعدیل (ج ۳ ص ۶۱) اور مصنف ابن ابی شیبہ (طبع جدیدہ ۱/ ۸ ح ۱۷) کے حاشیے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بکر (بن عبداللہ المزنی) ہے۔ واللہ اعلم

جھوٹ نمبر ۴۴: ضعیف سند کے ساتھ امام نضر بن شمیل سے مروی ہے کہ انھوں نے امام ابوحنیفہ کے بارے میں فرمایا: ''متروك الحديث''
اس قول کے بارے میں مولانا ارشاد الحق اثری صاحب فرماتے ہیں:
''امام نضر کا یہ قول امام ابن عدی نے الکامل ص ۲۴۷۴ جلد ۷ میں نقل کیا ہے مگر اس میں احمد بن حفص السعدی ضعیف صاحب مناکیر ہے'' (لسان جلد ۱ ص ۱۶۲، حاشیہ توضیح الکلام ج ۲ ص ۶۲۸)
اثری صاحب کی اس عبارت کا رد کرتے ہوئے حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی لکھتا ہے:
''امام نضر کا یہ قول الکامل ابن عدی میں نہیں ہے۔ یہ مولانا اثری صاحب کا خالص جھوٹ ہے۔'' (توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۳۱۰)
حالانکہ کامل ابن عدی کے دونوں مطبوعہ نسخوں میں لکھا ہوا ہے:
'' ثنا أحمد بن حفص :ثنا أحمد بن سعيد الدارمي قال:سمعت النضر بن شميل يقول:كان أبو حنيفة متروك الحديث ليس بثقة '' (الکامل لابن عدی، مطبوعہ دارالفکر بیروت ج ۷ ص ۲۴۷۴ سطر نمبر ۶، ۷، دوسرا نسخہ، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ج ۸ ص ۲۳۸ سطر نمبر ۱، ۲)

جھوٹ نمبر ۴۵: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ چار رکعتیں پڑھتے ... پھر چار رکعتیں پڑھتے

...پھر وتر پڑھتے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵۴ ح ۱۱۴۷، وصحیح مسلم ج ۱ ص ۲۵۴ ح ۷۳۳، ملخصاً)

اس حدیث کے بارے میں مفتی جمیل احمد نذیری دیو بندی لکھتا ہے:

''اس حدیث میں ایک سلام سے چار چار رکعتیں پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ تراویح ایک سلام سے دو، دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں'' (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقۂ نماز ص ۲۹۶)

ہمارے علم کے مطابق حدیث مذکور کی کسی سند میں بھی چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

جھوٹ نمبر ۴۶: ابو القاسم رفیق دلاوری (دیو بندی) کہتا ہے:

''اور جماعت اہل حدیث کے شرذمہ قلیلہ کے لئے یہ حقیقت انتہا درجہ کی ماتم انگیز ہے کہ دنیا کا کوئی امام، کوئی مجتہد، اور کوئی محدث آٹھ رکعت تراویح کا قائل نہیں''

(التوضیح عن رکعات التراویح ص ۲۰۷)

دلاوری کے اس جھوٹ کے برعکس قاضی ابو بکر ابن العربی (متوفی ۵۴۳ھ) تراویح کے بارے میں لکھتے ہیں: ''والصحیح أن یصلی إحدی عشر رکعة ...'' إلخ

اور صحیح یہ ہے کہ گیارہ رکعتیں پڑھی جائیں۔ الخ

(عارضۃ الاحوذی شرح سنن الترمذی ج ۴ ص ۱۹ ح ۸۰۶)

نیز دیکھئے المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم للقرطبی (۲/۳۸۹، ۳۹۰)

اور ماہنامہ الحدیث حضرو: ۵ ص ۳۸، ۳۹

جھوٹ نمبر ۴۷: محمد حسین نیلوی مماتی دیو بندی لکھتا ہے:

''ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی بیس رکعت نماز تراویح ہی کی قائل ہیں اور وہ خود بھی بیس رکعت ہی پڑھا کرتی تھیں'' (فتح الرحمٰن فی قیام رمضان ص ۸۵)

یہ نیلوی دعویٰ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر دروغ بے فروغ ہے۔

جھوٹ نمبر ۴۸: مفتی محمود حسن گنگوہی کہتا ہے:

''امام طحاوی اپنی لڑکی کو املاء کراتے تھے ایک روز املاء کراتے ہوئے فرمایا جامعنا ھم یعنی ہم

نے ان سے اجماع (اتفاق) کرلیا۔لڑکی کے چہرہ پر اس کو سن کر مسکراہٹ طاری ہوئی اس کا ذہن جماع کی طرف گیا۔امام نے دیکھ لیا پھر کچھ املاء کرانے کے بعد املاء کرایا۔جامعو نا انہوں نے ہم سے اجماع کرلیا۔لڑکی کے چہرہ پر پھر مسکراہٹ آئی۔امام نے دیکھ لیا اس سے ان کو بیحد افسوس وملال ہوا کہ حالات کیسے خراب ہو چلے، ماحول کا کیسا اثر ہے کہ ان الفاظ سے ذہن کسی اور طرف بھی جاتا ہے حتی کہ اسی صدمہ سے ان کا انتقال ہوگیا''

(ملفوظات فقیہ الامت قسط ۷ ص ۱۰۲، جلد دوم)

یہ سارا بیان امام طحاوی اور ان کی لڑکی پر تہمت ہے جسے محمود حسن گنگوہی نے گھڑا ہے۔

جھوٹ نمبر ۴۹: زکریا کاندھلوی دیوبندی تبلیغی لکھتے ہیں:

''ایک سید صاحبؒ کا قصہ لکھا ہے کہ بارہ دن تک ایک ہی وضو سے ساری نمازیں پڑھیں اور پندرہ برس مسلسل لیٹنے کی نوبت نہیں آئی۔کئی کئی دن ایسے گزر جاتے تھے کہ کوئی چیز چکھنے کی نوبت نہ آتی تھی۔'' (تبلیغی نصاب ص ۳۸۴ وفضائل نماز ص ۶۸) !

جھوٹ نمبر ۵۰: فقیر اللہ دیوبندی لکھتا ہے:

''زبیر علی زئی نے امام بیہقی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ابو قلابہ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو محفوظ قرار دیا ہے چنانچہ امام بیہقی فرماتے ہیں ''احتج بہ البخاری'' حالانکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جزء القرأۃ میں عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو ذکر کیا ہے عن انس کی حدیث کو ذکر ہی نہیں کیا تو اس سے حجت کیسے پکڑی'' (رسالہ فاتحہ خلف الامام علی زئی کا رد ص ۱۳)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی فاتحہ خلف الامام والی جس حدیث کے بارے میں فقیر اللہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ ''امام بخاری نے جزء القرأۃ میں ...ذکر ہی نہیں کیا''

جزء القراءت للبخاری (ح ۲۵۵) میں موجود ہے اور میں نے اپنے رسالے ''الکواکب الدریہ فی وجوب الفاتحہ خلف الامام فی الجہریہ/ مسئلہ فاتحہ خلف الامام'' میں اسے باسند ومتن نقل کیا ہے۔ (ص ۱۹، طبعہ جدیدہ ص ۴۰)

امین اوکاڑوی کے پچاس (50) جھوٹ

ماسٹر امین صفدر اوکاڑوی دیوبندی (آنجہانی) کا دیوبندیوں کے نزدیک بڑا مقام ہے۔ وہ اُن کے مشہور مناظر اور وکیل تھے۔ چونکہ اب بھی اکثر دیوبندیوں کے مباحث کا دارومدار انھی پر ہے اس لئے اوکاڑوی صاحب کے پچاس جھوٹ پیشِ خدمت ہیں تاکہ عوام وخواص پر حقیقتِ حال منکشف ہو سکے یاد رہے ان میں وہ ''جھوٹ'' بھی شامل ہیں جو حوالے غلط ہونے کی وجہ سے اوکاڑوی اصول سے جھوٹ قرار پاتے ہیں۔ مثلاً حکیم صادق سیالکوٹی (اہلِ حدیث) نے لکھا ہے کہ ''أفضل الأعمال الصلوٰة في أول وقتها (بخاری)'' (سبیل الرسول ص ۲۴۶ وطبعہ جدیدہ ص ۱۳۰)

اس حوالے پر تبصرہ کرتے ہوئے اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

''یہ بخاری شریف پر ایسا ہی جھوٹ ہے جیسا مرزا قادیانی نے اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں یہ جھوٹ لکھا ہے کہ بخاری میں حدیث ہے کہ آسمان سے آواز آئے گی هذا خليفة الله المهدی '' (تجلیات صفدر جلد ۵ ص ۳۵ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

افضل الاعمال کے بارے میں ''الصلوٰة لأول وقتها'' والی حدیث سنن الترمذی (ح ۱۷۰) میں موجود ہے، صحیح بخاری میں نہیں ہے۔ حکیم صاحب نے غلطی سے صحیح بخاری کا حوالہ دے دیا ہے جسے اوکاڑوی صاحب ''جھوٹ'' کہہ رہے ہیں۔

تنبیہ (۱): سنن ترمذی والی روایت کی سند ضعیف ہے لیکن صحیح ابن خزیمہ (۳۲۷) وصحیح ابن حبان (۲۸۰) اور مستدرک الحاکم (۱۸۸/۱، ۱۸۹) کے صحیح شاہد کی وجہ سے یہ روایت صحیح لغیرہ ہے۔

تنبیہ (۲): قاری محمد طیب قاسمی سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:

''پھر ان کے ہاتھ پر بیعت ہوگی۔ اسی کے بارے میں وہ روایت ہے جو صحیح بخاری میں ہے

کہ ایک آواز بھی غیب سے ظاہر ہوگی کہ: **ھذا خلیفۃ اللہ المھدی ، فاسمعوا لہ واطیعوہ** ۔ یہ خلیفۃ اللہ مہدیؑ ہیں ان کی سمع وطاعت کرو.....''

(خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۲۳۲ طبع نعمان پبلشنگ کمپنی لاہور)

صحیح بخاری سے منسوب اس حوالے کے بارے میں کیا خیال ہے؟!

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:1

امین اوکاڑوی نے کہا: ''اس کا راوی احمد بن سعید دارمی مجسمہ فرقہ کا بدعتی ہے'' (مسعودی فرقہ کے اعتراضات کے جوابات ص ۴۱، ۴۲ تجلیات صفدر، طبع جمعیۃ اشاعۃ العلوم الحنفیہ ج ۲ ص ۳۴۸، ۳۴۹)

تبصرہ: امام احمد بن سعید الدارمی رحمہ اللہ کے حالات تہذیب التہذیب (۱/۳۱، ۳۲) وغیرہ میں مذکور ہیں۔ وہ صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہما کے راوی اور بالاتفاق ثقہ ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ان کی تعریف کی۔

حافظ ابن حجر العسقلانی نے کہا: '' **ثقۃ حافظ** '' (تقریب التہذیب: ۳۹)

ان پر کسی محدث، امام یا عالم نے، مجسمہ فرقے میں سے ہونے کا الزام نہیں لگایا۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:2

اوکاڑوی نے کہا: ''رسول اقدسؐ نے فرمایا: '' **لا جمعۃ الا بخطبۃ** '' خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا'' (مجموعہ رسائل ج ۲ ص ۱۶۹ طبع جون ۱۹۹۳ء)

تبصرہ: ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔ مالکیوں کی غیر مستند کتاب ''المدونہ'' میں ابن شہاب (الزہری) سے منسوب ایک قول لکھا ہوا ہے:

'' **بلغني أنه لا جمعة إلا بخطبة فمن لم يخطب صلى الظهر أربعاً** '' مجھے پتا چلا ہے کہ خطبے کے بغیر جمعہ نہیں ہے پس جو خطبہ نہ دے تو ظہر کی چار رکعتیں پڑھے۔ (ج ۱ ص ۱۴۷)

اس غیر ثابت قول کو اوکاڑوی صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے صراحتاً منسوب کر دیا ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:3

اوکاڑوی نے کہا: ''برادران اسلام، اللہ تعالیٰ نے جس طرح کافروں کے مقابلے میں ہمارا

نام مسلم رکھا، اسی طرح اہلِ حدیث کے مقابلے میں آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ہمارا نام اہلسنت والجماعت رکھا" (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۳۶ طبع نومبر ۱۹۹۵ء)

تبصرہ: کسی ایک حدیث میں بھی رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اہلِ حدیث کے مقابلے میں دیوبندیوں کا نام اہل سنت والجماعت نہیں رکھا۔ یہ بات عام علمائے حق کو معلوم ہے کہ دیوبندی حضرات اہلِ سنت والجماعت نہیں ہیں بلکہ نرے صوفی، وحدت الوجودی اور غالی مقلد ہیں۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:4

اوکاڑوی نے صحاحِ ستہ کے مرکزی راوی ابن جریج کے بارے میں کہا:

"یہ بھی یاد رہے کہ یہ ابن جریج وہی شخص ہیں جنھوں نے مکہ میں متعہ کا آغاز کیا اور نوے عورتوں سے متعہ کیا" (تذکرۃ الحفاظ) (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۱۶۴)

تبصرہ: تذکرۃ الحفاظ للذہبی (ج ۱ ص ۱۶۹ تا ۱۷۱) میں ابن جریج کے حالات مذکور ہیں مگر "متعہ کا آغاز" کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ خالص اوکاڑوی جھوٹ ہے۔ رہی یہ بات کہ ابن جریج نے نوے عورتوں سے متعہ کیا تھا بحوالہ تذکرۃ الحفاظ (ص ۱۷۰، ۱۷۱) یہ بھی ثابت نہیں ہے کیونکہ امام ذہبی نے ابن عبدالحکم تک کوئی سند بیان نہیں کی۔

سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں:

"اور بے سند بات حجت نہیں ہوسکتی" (احسن الکلام ج ۱ ص ۳۲۷ طبع: باردوم)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:5

ایک مردود روایت کے بارے میں اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

"مگر تاہم طحاوی ج ۱/ص ۱۶۰ پر تصریح ہے کہ مختار نے یہ حدیث بذاتِ خود حضرت علیؓ سے سنی..." (جزء القراءۃ للبخاری، بتحریفات اوکاڑوی ص ۵۸ تحت ح ۳۸)

تبصرہ: معانی الآثار للطحاوی (بیروتی نسخہ ۲۱۹/۱، نسخہ ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل پاکستان چوک کراچی ج ۱ ص ۱۵۰) میں لکھا ہوا ہے:

''عن المختار بن عبد الله بن أبي ليلىٰ قال: قال علي رضي الله عنه''

یہ بات عام طالب علموں کو بھی معلوم ہے کہ ''قال'' اور ''سمعت'' میں بڑا فرق ہے۔ قال (اس نے کہا) کا لفظ تصریح سماع کی لازمی دلیل نہیں ہوتا، جزء القراءت کی ایک روایت میں امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: '' قال لنا أبو نعيم '' (ح ۴۸) اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اوکاڑوی فرماتے ہیں: ''اس سند میں نہ بخاریؒ کا سماع ابونعیم سے ہے اور ابن ابی الحسناء بھی غیر معروف ہے'' (جزء القراءت مترجم ص ۶۴)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:6

اوکاڑوی نے کہا: ''اور دوسرا صحیح السند قول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لا يقرؤا خلف الامام** کہ امام کے پیچھے کوئی شخص قرأت نہ کرے (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۷۶)''

(جزء القراءۃ، ترجمہ وتشریح: امین اوکاڑوی ص ۶۳ تحت ح ۴۷)

تبصرہ: ان الفاظ کے ساتھ مصنف ابن ابی شیبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث موجود نہیں ہے، بلکہ یہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے جسے اوکاڑوی صاحب نے مرفوع حدیث بنا لیا ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:7

اوکاڑوی نے کہا: ''حضرت عمرؓ نے حضرت نافع اور انس بن سیرین کو فرمایا: **تكفيك قراءة الامام** تجھے امام کی قرأت کافی ہے'' (جزء القراءۃ / اوکاڑوی ص ۶۶ تحت ح ۵۱)

تبصرہ: انس بن سیرین رحمہ اللہ ۳۳ھ یا ۳۴ھ میں پیدا ہوئے۔ (تہذیب التہذیب: ۱/۴ ۳۷)

اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ۲۳ھ میں شہید ہوئے۔ (تقریب التہذیب: ۴۸۸۸)

نافع نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔ (اتحاف المہرۃ للحافظ ابن حجر ۱۲/۳۸۶ قبل ح ۱۵۸۱۰)

معلوم ہوا کہ انس بن سیرین اور نافع دونوں، امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں موجود ہی نہیں تھے تو ''کو فرمایا'' سراسر جھوٹ ہے جسے اوکاڑوی صاحب نے گھڑ لیا ہے.

اکاڑوی جھوٹ نمبر:8

اوکاڑوی نے کہا: ''تقلید شخصی کا انکار ملکہ وکٹوریہ کے دور میں شروع ہوا اس سے پہلے اس کا

انکار نہیں بلکہ سب لوگ تقلید شخصی کرتے تھے۔'' (تجلیات صفدر ج ۲ ص ۱۴۰ نسخہ فیصل آباد)

تبصرہ: احمد شاہ درانی کو شکست دینے والے مغل بادشاہ احمد شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ (دورِ حکومت ۱۱۶۱ھ تا ۱۱۶۷ھ) کے عہد میں فوت ہو جانے والے شیخ محمد فاخر الہ آبادی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۴ھ) فرماتے ہیں:

''جمہور کے نزدیک کسی خاص مذہب کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اجتہاد واجب ہے۔ تقلید کی بدعت چوتھی صدی ہجری میں پیدا ہوئی ہے'' (رسالہ نجاتیہ ص ۴۱، ۴۲)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ نے تقلید شخصی کی مخالفت کی ہے (دیکھئے اوکاڑوی جھوٹ نمبر ۹)

حافظ ابن حزم نے اعلان کیا ہے کہ '' والتقلید حرام '' اور (عامی ہو یا عالم) تقلید حرام ہے۔ (النبذۃ الکافیہ ص ۷۰، ۷۱)

یہ سب ملکہ وکٹوریہ سے بہت پہلے گزرے ہیں لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ خالص اوکاڑوی جھوٹ ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 9

اوکاڑوی نے کہا:

''یہی وجہ ہے کہ سب محدثین ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی کے مقلد ہیں''

(مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۶۲ طبع اول ۱۹۹۵ء)

تبصرہ: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) سے محدثین کرام کے بارے میں پوچھا گیا کہ '' هل كان هؤلاء مجتهدين لم يقلدوا أحداً من الأئمة ، أم كانوا مقلدين '' کیا یہ لوگ مجتہدین تھے، انھوں نے ائمہ میں سے کسی کی تقلید نہیں کی یا یہ مقلدین تھے؟ (مجموع فتاویٰ ج ۲۰ ص ۳۹) تو شیخ الاسلام نے جواب دیا:

'' الحمد لله رب العالمين ، أما البخاري و أبو داود فإما مان في الفقه من أهل الإجتهاد ، و أما مسلم و الترمذي و النسائي و ابن ماجة و ابن خزيمة و أبو يعلٰى و البزار و نحوهم فهم على مذهب أهل الحديث ، ليسوا مقلدين

لواحد بعينه من العلماء ، ولا هم من الأئمة المجتهدين على الإطلاق"
بخاری اور ابوداود تو فقہ کے امام (اور) مجتہد (مطلق) تھے۔ رہے امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابو یعلیٰ اور البزار وغیرہم تو وہ اہلِ حدیث کے مذہب پر تھے، علماء میں سے کسی کی تقلید معین کرنے والے، مقلدین نہیں تھے، اور نہ مجتہد مطلق تھے"

(مجموع فتاویٰ ج ۲۰ ص ۴۰)

یہ عبارت اس مفہوم کے ساتھ درج ذیل کتابوں میں بھی ہے:

توجيه النظر إلى أصول الأثر للجزائري ص (۱۸۵) الکلام المفید فی اثبات التقلید، تصنیف سرفراز خان صفدر دیوبندی ص (۱۲۷ طبع ۱۴۱۳ھ) ماتمس الیہ الحاجۃ لمن یطالع سنن ابن ماجہ (ص ۲۶)

تنبیہ: شیخ الاسلام کا ان کبار ائمۂ حدیث کے بارے میں یہ کہنا کہ "نہ مجتہد مطلق تھے" محلِ نظر ہے۔ **رحمه الله رحمة واسعة .**

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:10

اوکاڑوی صاحب نے امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے بارے میں کہا:

"میں نے کہا: سرے سے یہ ثابت نہیں کہ عطاء کی ملاقات دو سو صحابہ سے ہوئی ہو اور یہ تو بالکل ہی غلط ہے کہ ابن زبیرؓ کے وقت تک کسی ایک شہر میں دو سو صحابہ موجود ہوں"

(تحقیق مسئلہ آمین ص ۴۴ و مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۱۵۶، طبع اکتوبر ۱۹۹۱ء)

تبصرہ: دوسرے مقام پر یہی اوکاڑوی صاحب اعلان کرتے ہیں:

"مکہ مکرمہ بھی اسلام اور مسلمانوں کا مرکز ہے۔ حضرت عطاء بن ابی رباح یہاں کے مفتی ہیں۔ دو سو صحابہ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل ہے"

(نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کی شرعی حیثیت ص ۹، و مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۲۶۵)

تبصرہ: خود ہی اپنی اداؤں پہ غور کریں　　ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

دوسرا یہ کہ ان دونوں عبارتوں میں سے ایک عبارت بالکل جھوٹ ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:11

ایک صحیح حدیث کا مذاق اڑاتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں امین اوکاڑوی لکھتا ہے: ''لیکن آپ ؐ نماز پڑھاتے رہے اور کتیا سامنے کھیلتی رہی اور ساتھ گدھی بھی تھی، دونوں کی شرمگاہوں پر بھی نظر پڑتی رہی۔'' (غیر مقلدین کی غیر مستند نماز ص ۴۳، مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۳۵۰ حوالہ نمبر ۱۹۸ و تجلیات صفدر، شائع شدہ بعد از موت اوکاڑوی ج ۵ ص ۴۸۸)

تبصرہ: یہ کہنا کہ نبی ﷺ کی نظر مبارک ''گدھی اور کتیا کی شرمگاہوں پر پڑتی رہی'' کائنات کا سیاہ ترین جھوٹ ہے۔

تنبیہ: اوکاڑوی نے مذکورہ عبارت کو کاتب کی غلطی کہہ کر جان چھڑانے کی کوشش کی ہے مگر یاد رہے کہ یہ طویل عبارت کاتب کی غلطی نہیں ہے بلکہ ماسٹر امین اوکاڑوی کے دستخطوں والی کتاب ''تجلیات صفدر'' میں اس کے مرنے کے بعد بھی شائع ہوئی ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:12

ایک روایت کی سند درج ذیل ہے: ''حدثنا محمود قال :حدثنا البخاري قال: حدثنا شجاع بن الوليد قال: حدثنا النضر قال :حدثنا عكرمة قال: حدثني عمرو بن سعد عن عمر و بن شعيب عن (أبيه عن) جده''

(جزء القراءۃ للبخاری بتحقیقی: ۶۳ و تجلیات صفدر و مطبوعہ جمعیۃ اشاعت العلوم الحنفیہ فیصل آباد ج ۳ ص ۹۳)

اس روایت کے بارے میں اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

''اس سند میں تین راوی مدلس ہیں، اس لیے ضعیف ہے'' (تجلیات صفدر ج ۳ ص ۹۳)

تبصرہ: عرض ہے کہ اس سند میں عمرو بن سعید پر تدلیس کا کوئی الزام نہیں ہے۔ صرف عمرو بن شعیب اور شعیب بن محمد پر متاخرین کی طرف سے تدلیس کا الزام ہے اور یہ دونوں تدلیس سے بری ہیں۔

دیکھیں میری کتاب ''الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین (۲/۶۰، ۲/۵۷)

باقی سند مصرح بالسماع ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ اوکاڑوی صاحب نے تیسرا کون سا

مدلس گھڑ لیا ہے؟

اکاڑوی جھوٹ نمبر:13

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: ”یعنی امام سفیان بن عیینہ کے دور دوسری صدی سے لے کر شاہ ولی اللہ کے دور بارہویں صدی تک تمام دنیا اور تمام ممالک میں عوام اور بادشاہ سب حنفی تھے“

(تجلیات صفدر مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ج۵ ص۴۲)

تبصرہ: یہ بات صریح جھوٹ ہے۔ تقلید نہ کرنے والے، مالکی، شافعی اور حنبلی عوام اور غیر حنفی حکمرانوں سے آنکھیں بند کر لینا کس عدالت کا انصاف ہے؟

ساتویں صدی ہجری کے سلطان کبیر امیر المومنین ابو یوسف یعقوب بن یوسف المراکشی الظاہری رحمہ اللہ تقلید کے سخت خلاف تھے۔ انھوں نے اپنے دورِ خلافت میں حکم جاری کیا تھا: ”ولا یقلدون أحداً من الأئمة المجتهدین المتقدمین“

اور لوگ اگلے ائمۂ مجتہدین میں سے کسی کی تقلید نہیں کریں گے۔ (تاریخ ابن خلکان ج۷ ص۱۱)

نیز دیکھئے سیر اعلام النبلاء (ج۲۱ ص۳۱۴)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:14

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: ”تمام ممالک میں سلطنت بھی احناف کے پاس رہی اور جہاد بھی انھوں نے کئے، غیر مقلدوں کو نہ کبھی حکومت نصیب ہوئی نہ جہاد کرنا قسمت میں ہوا......“ (تجلیات صفدر، مکتبہ امدادیہ ملتان ج۵ ص۴۵)

تبصرہ: اس کے رد کے لیے دیکھئے اوکاڑوی جھوٹ نمبر (۱۳) پر تبصرہ۔

سلطان کبیر یعقوب بن یوسف المراکشی کی جہادی مہموں کے لیے وفیات الاعیان وسیر اعلام النبلاء کا مطالعہ کریں۔

اوکاڑوی لکھتا ہے: ”تقلید شخصی کا انکار ملکہ وکٹوریہ کے دور میں شروع ہوا“

(تجلیات صفدر، جمعیۃ اشاعت العلوم الحنفیہ فیصل آباد ج۲ ص۴۱۰، دیکھئے اوکاڑوی جھوٹ نمبر۸)

”اور یہ سب ملکہ وکٹوریہ سے بہت پہلے گزرے ہیں“

مجاہد سلطان المراکشی رحمہ اللہ کا حوالہ اوکاڑوی جھوٹ نمبر (۱۳) کے رد میں گزر چکا ہے۔

یہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ ملکہ وکٹوریہ کے دور سے صدیوں پہلے حافظ ابن حزم اندلسی نے تقلید شخصی و غیر شخصی کی سخت مخالفت کی تھی۔

شیخ قاسم بن محمد القرطبی (متوفی ۲۷۶ھ) نے کتاب الایضاح فی الرد علی المقلدین لکھی تھی۔

(دیکھئے سیر اعلام النبلاء ۱۳/ ۳۲۹)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 15

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "صلوٰة الیل مثنیٰ مثنیٰ فإذا أردت أن تنصرف فارکع رکعة توترلك ماصلیت"

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳۵ ح ۹۹۳)

"رات کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھنی چاہیے لیکن جس وقت تم نماز ختم کرنے کا ارادہ کرو تو اخیر میں ایک رکعت پڑھ لو کیونکہ جس قدر نماز تم پڑھ چکے وہ سب کی سب وتر (طاق) بن جائے۔" (صحیح بخاری مع اردو ترجمہ: عبدالدائم جلالی بخاری دیوبندی ج ۱ ص ۵۵۳ ح ۹۴۸)

اب اس حدیث کا ترجمہ اوکاڑوی صاحب کے الفاظ میں پڑھ لیں:

"رات کی نماز دو دو رکعت ہے پھر جب دو رکعت بعد تو (التحیات پڑھ کر) سلام کا ارادہ کرے تو کھڑا ہو کر ایک رکعت ملا لے وہ وتر ہو جائیں گے....." (مجموعہ رسائل ج ۲ ص ۱۱۱)

یہ ترجمہ جھوٹا اور خود ساختہ ہے۔ "(التحیات پڑھ کر)" کے الفاظ حدیث میں قطعاً موجود نہیں ہیں۔

تنبیہ: حکیم صادق سیالکوٹی صاحب نے سبیل الرسول میں لکھا ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی پوری خلافت میں اور خلافتِ عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دو برس میں (یکبارگی) تین طلاقیں ایک شمار کی جاتی تھیں۔" (ص ۲۶۸، دوسرا نسخہ ص ۱۴۴)

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اوکاڑوی لکھتا ہے: "تیسرا جھوٹ: اسی حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے

"یکبارگی" کا لفظ اپنی طرف سے بڑھایا جو حدیث میں مذکور نہیں" (مجموعہ رسائل ج ۲ ص ۱۲)

معلوم ہوا کہ حدیث کی تشریح میں کوئی جملہ یا لفظ بریکٹوں میں لکھا جائے تو وہ اوکاڑوی صاحب کے نزدیک جھوٹ ہوتا ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:16

ایک روایت میں خارجیوں کے بارے میں آیا ہے:

"یقرؤن القرآن لایجاوز حناجرھم" إلخ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۵۶)

اس کا ترجمہ کرتے ہوئے اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: "گلہ پھاڑ پھاڑ کر قرآن ۔ حدیث پڑھیں گے (تھوتھا چنا باجے گھنا) مگر گلے سے آگے اثر نہیں ہوگا.." (مجموعہ رسائل ج ۲ ص ۲۴۹)

"حدیث پڑھیں گے" کے الفاظ حدیث میں قطعاً موجود نہیں ہیں۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:17

یزید بن ابی زیاد (ضعیف راوی) کی بیان کردہ ترکِ رفع یدین والی روایت کے بارے میں اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

" (۱) پھر یزید بن ابی زیاد سے دس شاگردوں نے اس کو مکمل متن سے روایت کیا ہے......

(۸) شعبہ ۱۶۰ھ (مسند احمد ج ۴ ص ۳۰۳) "

(جزء رفع الیدین مع تحریفات الاوکاروی ص ۲۹۶، ۲۹۷ تحت ح ۳۴)

تبصرہ: حالانکہ مسند احمد میں "رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حین افتتح الصلوۃ رفع یدیه" کے الفاظ ہیں۔ (ج ۴ ص ۳۰۳ ح ۱۸۸۹۶)

رفع یدین نہ کرنے والے متن کا کوئی نام ونشان تک نہیں ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:18

امین اوکاڑوی نے کہا: "جیسے محمد جونا گڑھی جس کی طرف نسبت کر کے اہل حدیث اپنے آپ کو محمدی کہتے ہیں۔" (مجموعہ رسائل طبع اول ستمبر ۱۹۹۴ء ج ۳ ص ۱۶)

یہ اوکاڑوی دعویٰ صریح جھوٹ ہے۔ اس کے برعکس عام اہل حدیث اپنے آپ کو سیدنا محمد

ﷺ کی طرف منسوب کر کے محمدی کہتے ہیں اور بعض جامعہ محمدیہ سے سندِ فراغت حاصل کرنے کے بعد محمدی کہلاتے ہیں۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:19

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: ''جیسے امام بخاری کو ان کے اساتذہ امام ابوزرعہ اور ابو حاتم نے متروک قرار دیا'' (تجلیات صفدر، امدادیہ ج۲ص ۶۶)

تبصرہ: امام ابوزرعہ اور امام ابوحاتم دونوں امام بخاری کے شاگرد تھے دیکھئے تہذیب الکمال (۸۶/۱۶، ۸۷) استاد نہیں تھے۔ ان دونوں سے امام بخاری کو ''متروک'' قرار دینا ثابت نہیں ہے۔ الجرح والتعدیل (۱۹۱/۷) کی عبارت کا جواب یہ ہے کہ کسی راوی سے روایت ترک کر دینا اس کی دلیل نہیں ہے کہ وہ راوی روایت ترک کرنے والے کے نزدیک متروک ہے۔ مثلاً امام عبداللہ بن المبارک نے امام ابوحنیفہ سے آخری عمر میں روایت ترک کر دی تھی (الجرح والتعدیل ج۸ص ۴۴۹) کیا اوکاڑوی کا کوئی مقلد یہ کہہ سکتا ہے کہ امام عبداللہ بن المبارک کے نزدیک امام ابوحنیفہ ''متروک'' تھے؟

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:20

اوکاڑوی نے کہا: ''ان ائمہ اربعہ میں سے فارسی النسل بھی صرف امام صاحبؒ ہی ہیں''

(مجموعہ رسائل ج۳ص ۳۳)

امام ابوحنیفہ کا فارسی النسل ہونا قطعاً ثابت نہیں ہے، اس کے برعکس ان کے شاگرد ابو نعیم الفضل بن دکین الکوفی (متوفی ۲۱۸ھ) فرماتے ہیں: ''أبو حنيفة النعمان بن ثابت بن زوطی، أصله من كابل'' یعنی امام ابوحنیفہ اصلاً کابلی تھے۔

(تاریخ بغداد ج۱۳ص ۳۲۴، ۳۲۵ وسندہ صحیح)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:21

اوکاڑوی صاحب نے کہا: ''حضراتِ غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اور اپنے صحابہ کا خون دے کر قرآن وحدیث لوگوں تک پہنچایا مگر ان قربانیوں کا اثر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک ہی رہا۔ ابھی آپ کی نماز جنازہ بھی ادا نہ ہوئی تھی کہ حضرت عمرؓ نے قیاس کا دروازہ کھول دیا......'' (مجموعہ رسائل ج۳ ص۳۴)

یہ سارا بیان کذب وافترا پر مبنی ہے۔ کسی اہلِ حدیث عالم یا ذمہ دار شخص سے یہ بیان قطعاً ثابت نہیں ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:22

اوکاڑوی صاحب نے کہا: ''امام عبداللہ بن المبارکؒ جیسے محدثین کے سردار خود فقہ حنفی کو خراسان تک پھیلا رہے ہے۔'' (مجموعہ رسائل ج۳ ص۳۶)

امام عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ کا فقہ حنفی خراسان میں پھیلانا کسی صحیح ومقبول روایت سے ثابت نہیں ہے، اس کے برعکس امام ابن المبارک کے چند مسائل درج ذیل ہیں:

۱: آپ رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع یدین کے قائل وفاعل تھے۔
دیکھئے سنن الترمذی (۲۵۶)

۲: آپ فاتحہ خلف الامام کے قولاً وفعلاً قائل تھے۔ دیکھئے سنن الترمذی (۳۱۱)

۳: آپ جرابوں پر مسح کے قائل تھے۔ دیکھئے سنن الترمذی (۹۹)

تنبیہ: سنن الترمذی میں امام ابن المبارک کے اقوال کی سندوں کے لیے دیکھئے امام ترمذی کی کتاب العلل الصغیر (ص۸۸۶)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:23

اوکاڑوی ایک وتر کے بارے میں لکھتا ہے:

''اور حضرت عثمانؓ بھی کوئی ایک حدیث پیش نہ فرما سکے......'' (مجموعہ رسائل ج۳ ص۶۶)

تبصرہ: یہ کہنا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ حدیث پیش نہ کر سکے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی گستاخی بھی ہے اور آپ پر جھوٹ بھی ہے۔ اوکاڑوی تو حدیثیں پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہتا ہے کہ آپ ''ایک حدیث پیش نہ فرما سکے'' سبحان اللہ!

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:24

اوکاڑوی لکھتا ہے: ''خود دورِ عثمانی میں بیس تراویح کے ساتھ سب تین وتر پڑھتے تھے جس پر کسی نے انکار نہیں کیا'' (مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۶۶)

تبصرہ: کسی صحیح و ثابت روایت میں، دورِ عثمانی میں لوگوں کا بیس تراویح پڑھنا اور سب لوگوں کا تین وتر پڑھنا قطعاً ثابت نہیں ہے۔ (نیز دیکھئے اوکاڑوی جھوٹ نمبر:۲۶)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:25

اوکاڑوی نے کہا: ''**قال ابو بکر بن ابی شیبه سمعت عطاء سئل عن المرأة** ...... امام بخاریؒ کے استاد ابو بکر بن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے سنا کہ ان سے عورت کے بارے میں پوچھا گیا کہ......''

(مجموعہ رسائل مطبوعہ جون ۱۹۹۳ء ج ۲ ص ۹۶ بحوالہ ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۹)

حالانکہ ابو بکر بن ابی شیبہ کی عطاء سے ملاقات ہی ثابت نہیں ہے۔

امام ابو بکر بن ابی شیبہ فرماتے ہیں: ''**حدثنا هشيم قال: أنا شيخ لنا قال: سمعت عطاء سئل عن المرأة**'' (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۹ ح ۲۷۷۱)

اس سند سے معلوم ہوا کہ اس میں ایک راوی ''**شیخ لنا**'' ہے۔ جس کا کوئی اتا پتا اسماء الرجال کی کتابوں میں نہیں ہے یعنی مجہول راوی ہے، جسے اوکاڑوی صاحب نے چھپا کر ضعیف سند کو صحیح سند ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:26

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: ''حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ عہد فاروقی میں لوگ بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں بھی۔ اور لوگ لمبے قیام کی وجہ سے لاٹھیوں پر سہارا لیتے تھے۔ (بیہقی ج ۴ ص ۴۹۶)''

(مجموعہ رسائل، مطبوعہ نومبر ۱۹۹۴ء ج ۴ ص ۱۴)

تبصرہ: ج ۴ تو کاتب کی غلطی ہے۔ صحیح یہ ہے کہ ج ۲ ہے، تاہم یاد رہے کہ السنن الکبریٰ

للبیہقی (ج ۲ ص ۴۹۶) پر اس بات کا قطعاً ثبوت نہیں ہے کہ "حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں بھی" لوگ بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔! (نیز دیکھئے اوکاڑوی جھوٹ نمبر: ۲۴)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 27

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: "جب ائمہ اربعہ نے دین کو مدون اور مرتب فرما دیا تو سب اہل سنت ان میں سے کسی ایک کی تقلید کرنے لگے" (مجموعہ رسائل ۴ ص ۱۸)

تبصرہ: "دین کو مدون اور مرتب" کے ثبوت سے قطع نظر کرتے ہوئے عرض ہے کہ "سب اہل سنت ان میں سے کسی ایک کی تقلید کرنے لگے" والی بات دروغ بے فروغ ہے۔

دیکھئے اوکاڑوی جھوٹ نمبر (۹)

اس کے برعکس ائمۂ اربعہ سے تقلید کی ممانعت مروی ہے۔ مثلاً امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع فرمایا ہے۔ (کتاب الام/مختصر المزنی ص ا، ماہنامہ الحدیث حضرو: ۹ ص ۴۵)

اکاڑوی جھوٹ نمبر: 28

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: "ثالثاً حضرت جابر کا وصال ۷۰ھ کے بعد مدینہ منورہ میں ہی ہوا اور کم از کم پچپن سال آپ کے سامنے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں بیس رکعت تراویح کی بدعت جاری رہی..." (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۲۱)

تبصرہ: اوکاڑوی کا یہ بیان کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے بلکہ سراسر جھوٹ ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے سامنے لوگوں کا بیس رکعات پڑھنا کسی حدیث سے بھی ثابت نہیں ہے۔

نیز دیکھئے اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 29

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 29

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: "اور سیدہ عائشہؓ کا وصال ۵۷ھ میں ہوا۔ پورے بیالیس سال اماں جان کے حجرہ کے ساتھ متصل مسجد نبوی میں بیس رکعات تراویح کی بدعت جاری رہی۔" (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۲۰)

تبصرہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے ساتھ متصل مسجد نبوی میں، آپ کے سامنے بیس

رکعات کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔اس کے برعکس صحیح حدیث میں آیا ہے:

''أن عمر جمع الناس على أبي وتميم فكانا يصليان إحدى عشرة ركعة''

''بے شک عمر (رضی اللہ عنہ) نے لوگوں کو ابی (بن کعب) اور تمیم (داری) پر جمع کیا، دونوں گیارہ رکعتیں پڑھاتے تھے۔'' (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۳۹۱ وآثار السنن تحت ح ۷۷۵)

دیوبندیوں کا کیا خیال ہے کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور سیدنا تمیم الداری رضی اللہ عنہ گیارہ رکعتیں پڑھانے کے لیے مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے جاتے تھے؟

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:30

حنفیوں ودیوبندیوں کا یہ نظریہ ہے کہ نمازِ عیدین میں چھ تکبیریں کہی جائیں، بارہ تکبیریں نہ کہی جائیں۔اس سلسلے میں حنفی مذہب کی تائید میں کچھ روایات نقل کرکے اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: ''ان احادیث مقدسہ سے ماہ نیم ماہ اور آفتاب نیم روز کی طرح رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور عمل صحابہ کرام کے اجماع سے نماز عید کا یہ طریقہ ثابت ہے۔مکہ، مدینہ، کوفہ، بصرہ میں خیر القرون میں اسی طریقے سے نماز عید پڑھی جاتی تھی۔'' (مجموعہ رسائل ج۴ص۲۹)

تبصرہ: اس اوکاڑوی جھوٹے اجماع کے مقابلے میں امام نافع رحمہ اللہ (مشہور تابعی) فرماتے ہیں: ''میں نے (سیدنا) ابوہریرہ (المدنی رضی اللہ عنہ) کے ساتھ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز پڑھی۔پس آپ نے پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات تکبیریں کہیں اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں۔''

(موطأ امام مالک مترجماً ج۱ص۱۸۰ح۴۳۴ وسندہ صحیح)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی (5+7) بارہ تکبیروں کے قائل تھے۔

(احکام العیدین للفریابی:۱۲۸ وسندہ صحیح)

اوکاڑوی صاحب نے کذب وافترا کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسے اجماع کا دعویٰ کررکھا ہے جس سے سیدنا عبداللہ بن عباس اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما باہر ہیں۔سبحان اللہ!

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:31

اہلِ حدیث کے بارے میں اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

''اختلافی احادیث میں سے یہ حضرات اس حدیث کو تلاش کرتے ہیں جو کتاب اللہ کے خلاف ہو'' (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۳۸)

تبصرہ: دیوبندیوں کا یہ نظریہ ہے کہ نماز میں مرد تو ناف کے نیچے اور عورتیں سینہ پر ہاتھ باندھیں۔ جب کہ اہلِ حدیث کی تحقیق ہے کہ مرد و عورت دونوں سینہ پر ہاتھ باندھیں۔ اہلِ حدیث اپنے دلائل میں درج ذیل احادیث بھی پیش کرتے ہیں:

''ورأیتہ یضع ھٰذہ علٰی صدرہ'' اور میں نے آپ (ﷺ) کو دیکھا آپ یہ (ہاتھ) اپنے سینے پر رکھتے تھے۔ (مسند احمد ج ۵ ص ۲۲۶ ح ۲۲۳۱۳ وسندہ حسن)

یہ حدیث قرآن کی کونسی آیت کے خلاف ہے؟ کوئی بتائے کہ ہم بتلائیں کیا؟

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:32

اہلِ حدیث کے بارے میں اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: ''پھر شور مچایا کہ سات سمندر دور دمشق کے مکتبہ ظاہریہ میں جو مسند حمیدی کا قلمی نسخہ ہے اس میں اگرچہ یرفع یدیہ بھی رکوع کے ساتھ نہیں ہے تو فلا یرفع بھی نہیں ہے......'' (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۴۴)

تبصرہ: اس محرف کلام کے مقابلے میں اہلِ حدیث صرف یہ کہتے ہیں کہ دمشق شام کے مکتبہ ظاہریہ میں مسند حمیدی والے نسخہ میں رفع نہ کرنے والے الفاظ نہیں ہیں۔ جنھیں دیوبندی حضرات آج کل پیش کررہے ہیں۔ رہا یہ کہ ''سات سمندر دور'' کے الفاظ تو یہ اوکاڑوی صاحب کا صریح جھوٹ ہے کیونکہ پاکستان کے ساتھ ملا ہوا ایران ہے ایران کے ساتھ عراق ملا ہوا ہے اور عراق کے ساتھ شام ملا ہوا ہے۔ سات سمندروں کے بجائے ایک سمندر بھی حائل نہیں ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:33

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: ''غیر مقلدین کا دعویٰ تو یہ ہے کہ مقتدی کا امام کے پیچھے ایک سو

تیرہ سورتیں پڑھنی حرام ہیں اور ایک سورت فاتحہ پڑھنی فرض ہے..'' (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۴۷)

تبصرہ: یہ اوکاڑوی بیان سراسر دروغ ہے۔اس کے برعکس اہلِ حدیث ظہر وعصر میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کے علاوہ بھی قراءت کرنے کو جائز سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سری نمازوں میں امام کے پیچھے، فاتحہ کے علاوہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ والحمدللہ

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:34

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: ''نماز تراویح کے بارے میں بیس رکعت سے کم کسی امام کا مذہب نہیں۔'' (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۵۱)

تبصرہ: اس کے سراسر برعکس امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ

''میں اپنے لیے قیامِ رمضان (تراویح) گیارہ رکعتیں اختیار کرتا ہوں۔''

(کتاب التہجد/عبدالحق اشبیلی ص ۱۷۶، الحدیث حضرو: ۵ ص ۳۸)

امام شافعی فرماتے ہیں کہ

''اس چیز (تراویح) میں ذرہ برابر تنگی نہیں ہے اور نہ کوئی حد ہے کیونکہ یہ نفل نماز ہے۔ اگر رکعتیں کم اور قیام لمبا ہو تو بہتر ہے اور مجھے زیادہ پسند ہے۔ اور اگر رکعتیں زیادہ ہوں تو بھی بہتر ہے۔'' (مختصر قیام اللیل للمروزی ص ۲۰۲، ۲۰۳ الحدیث حضرو: ۵ ص ۳۸)

معلوم ہوا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کم رکعتوں کو زیادہ پسند کرتے تھے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:35

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ'' حالانکہ ذہبی نے ابوداود سے بیس رکعت ہی نقل کیا ہے..''

(مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۵۲)

تبصرہ: معلوم ہوا کہ اوکاڑوی صاحب کے نزدیک حافظ ذہبی نے امام ابوداود سے بیس راتوں کا لفظ نقل نہیں کیا۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں: ''أثر: (د) یونس بن عبید عن الحسن أن عمر جمع الناس علٰی أبي فکان یصلي بھم عشرین لیلۃ ...'' (المہذب فی اختصار السنن الکبیر ج ۱ ص ۴۶۴)

معلوم ہوا کہ ذہبی نے ابو داود سے بیس راتیں نقل کی ہیں جس کے خلاف اوکاڑوی صاحب شور مچا رہے ہیں۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:36

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ ’’آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرات انبیاء علیہم السلام (اپنی امتوں کے) قائدین اور فقہاء (اپنے مقلدوں کے) سردار ہیں‘‘

(مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۶۹)

تبصرہ: اوکاڑوی کا یہ کلام کالا جھوٹ ہے۔ اس کا ثبوت کسی حدیث میں نہیں ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:37

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ ’’مثلاً نماز باجماعت میں ساتھی کے ٹخنے پر ٹخنہ مارنا سنت ہے جو مردہ ہو چکی ہے اس پر عمل کرنا سو شہید کا ثواب ہے‘‘ (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۱۱۲)

تبصرہ: ٹخنے سے ٹخنہ ملانا تو حدیث میں آیا ہے لیکن ’’ٹخنے پر ٹخنہ مارنا‘‘ یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں اور نہ اہلِ حدیث کا یہ مسلک ہے بلکہ اوکاڑوی صاحب کا اہلِ حدیث پر یہ صریح افترا ہے اور حدیثِ رسول ﷺ کے ساتھ استہزاء ہے۔ (العیاذ باللہ)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:38

اوکاڑوی صاحب نے اہلِ حدیث سے منسوب کیا ہے کہ

’’ہم تو صرف بخاری مسلم اور زیادہ مجبوری ہو تو صحاح ستہ کو مانتے ہیں۔ باقی حدیث کی سب کتابوں کا پوری ڈھٹائی سے نہ صرف انکار کرو بلکہ استہزا بھی کرو اور اتنا مذاق اُڑاؤ کہ پیش کرنے والا ہی بے چارہ شرمندہ ہو کر حدیث کی کتاب چھپا لے اور آپ کی جان چھوٹ جائے‘‘ (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۱۱۴)

تبصرہ: یہ سارا بیان جھوٹ ہے کسی اہلِ حدیث عالم سے ایسا کلام ثابت نہیں ہے۔ بلکہ اہلِ حدیث کا مذہب یہ ہے کہ صحیح حدیث حجت ہے چاہے وہ جہاں ہو اور جس کتاب میں ہو۔ والحمد للہ

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:39

ایک اہلِ حدیث استاد کے بارے میں اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ ''استاد جی تاکید فرماتے تھے کہ جو نماز نہیں پڑھتا اس کو نہیں کہنا کہ نماز پڑھو۔ ہاں جو نماز پڑھ رہا ہو، اس کو ضرور کہنا کہ تیری نماز نہیں ہوئی'' (مجموعہ رسائل ج۴ ص۱۱۵)

تبصرہ: یہ سارا بیان جھوٹ ہے اور کسی اہلِ حدیث عالم یا استاد سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:40

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ ''اب سنیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حدیث یوں ہے کہ نماز نہیں ہوتی اس کی جو فاتحہ اور کچھ اور حصہ قرآن کا نہ پڑھے۔(!) عن عبادہ مسلم ج۱ ص۱۶۹...'' (مجموعہ رسائل ج۴ ص۱۴۰)

تبصرہ: ان الفاظ والی کوئی حدیث صحیح مسلم میں موجود نہیں ہے۔ صحیح مسلم میں لکھا ہوا ہے کہ

''لا صلوٰة لمن لم یقرأ بام القرآن ...وزاد فصاعدًا''

(ج۱ ص۱۶۹ ح۳۶، ۳۷/ ۳۹۴ وترقیم دار السلام: ۸۷۶، ۸۷۷)

ترجمہ: جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں...اور (راوی نے یہ لفظ) زیادہ کیا: پس زیادہ

معلوم ہوا کہ صحیح مسلم میں فصاعداً (پس زیادہ) کا لفظ ہے وصاعداً (اور زیادہ) کا لفظ نہیں ہے۔ انور شاہ کشمیری دیوبندی اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ''پھر احناف نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس حدیث سے مراد فاتحہ اور سورت ملانے کا وجوب ہے لیکن یہ بات لغت کے خلاف ہے کیونکہ اہل لغت اس پر متفق ہیں کہ ''ف'' کے بعد جو ہو وہ غیر ضروری ہوتا ہے۔ سیبویہ (نحوی) نے (اپنی) الکتاب کے باب الاضافہ میں اس کی صراحت کی ہے۔''

(العرف الشذی ص۶۷ نیز دیکھئے میری کتاب نصر الباری فی تحقیق جزء القراءة للبخاری ص۴۸)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:41

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ ''ابن زبیر کہتے ہیں، میرے سامنے ایک دفعہ حضرت صدیق ؓ نے نماز میں رکوع والی رفع یدین کی، میں نے بھی پوچھا یہ کیا ہے؟ یہ جملہ بتا رہا ہے کہ

حضرت صدیقؓ نے ایسی نماز پڑھی کہ اور کوئی صحابی نماز نہ پڑھتے تھے اسی لئے تو پوچھنے کی ضرورت پڑی۔" (مجموعہ رسائل ج۴ص۱۶۳)

تبصرہ: یہ ساری عبارت جھوٹ کا پلندا ہے اس کے برعکس السنن الکبریٰ للبیہقی میں لکھا ہوا ہے کہ "فقال عبد اللّٰہ بن الزبیر: صلیت خلف أبي بکر الصدیق رضي اللّٰہ عنه فکان یرفع یدیه إذا افتتح وإذا رکع وإذا رفع رأسه من الرکوع وقال أبو بکر :صلیت خلف رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فکان یرفع یدیه إذا افتتح الصلٰوۃ وإذا رکع وإذا رفع رأسه من الرکوع ،رواته ثقات"

ترجمہ: تو (سیدنا) عبداللہ بن الزبیر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں نے (سیدنا) ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے پس آپ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے اور ابوبکر (الصدیق رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی ہے پس آپ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے (بیہقی نے فرمایا) اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔

معلوم ہوا کہ نہ تو سیدنا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے کوئی سوال کیا ہے اور نہ یہ فرمایا ہے کہ "ایک دفعہ حضرت صدیقؓ نے نماز میں رکوع والی رفع یدین کی" ایک دفعہ کا لفظ بھی اوکاڑوی کا گھڑا ہوا ہے۔ (ج۲ص۷۳)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:42

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ "الغرض اس تیسری صدی کے شروع میں ساری دنیا میں یہی ایک آدمی رفع یدین کرنے والا تھا جس کا دماغ چل گیا تھا" (مجموعہ رسائل ج۴ص۱۶۲)

تبصرہ: اس اوکاڑوی جھوٹ کے برخلاف امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) کا قول درج ذیل ہے: میں نے معتمر (بن سلیمان) [متوفی ۱۸۷ھ] یحییٰ بن سعید (القطان) [متوفی ۱۹۸ھ] عبدالرحمٰن (بن مہدی) [متوفی ۱۹۸ھ] یحییٰ (بن معین) [متوفی ۲۳۳ھ] اور اسماعیل (بن علیہ) [وفات ۱۹۳ھ] کو دیکھا وہ رکوع کے وقت اور جب رکوع سے سر

اٹھاتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ (جزء رفع الیدین: ۱۲۱)

کیا خیال ہے تیسری صدی ہجری میں وفات پانے والے امام یحییٰ بن معین اور امام احمد بن حنبل وغیرہما کس وقت رفع یدین کرتے تھے؟ یاد رہے کہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے حوالے ہیں مثلاً امام بخاری رحمہ اللہ کس صدی میں رفع یدین کرتے تھے؟ دوسری صدی ہجری میں وفات پانے والے امام عبدالرحمٰن بن مہدی کسی وقت رفع یدین کرتے تھے؟

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:43

اوکاڑوی لکھتا ہے کہ ''امام زہری عظیم محدث ہیں مگر غیر مقلدین کی تحقیق میں وہ شیعہ تھے چنانچہ غیر مقلدین کے مایۂ ناز محقق حکیم فیض عالم صدیقی خطیب جامع مسجد اہل حدیث محلّہ مستریاں جہلم ...'' (مجموعہ رسائل ج۴ ص۱۷۱)

تبصرہ: حکیم فیض عالم صدیقی ایک ناصبی اور گمراہ شخص تھا جس کی گمراہیوں سے تمام اہل حدیث بری ہیں۔ راقم الحروف نے حکیم فیض عالم کا شدید رد لکھا ہے۔

دیکھئے الحدیث حضرو: ۳ ص۴۳، الحدیث حضرو: ۸ ص۱۶، ۱۷

امام زہری کی جلالت شان وعدالت وثقاہت کے لیے دیکھئے الحدیث: ۳ ص۴۱، ۴۲

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:44

اوکاڑوی صاحب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''اور پہلی تکبیر کے بعد ہر جگہ رفع یدین کا ترک بھی ثابت ہے ......(المدونۃ الکبریٰ ص ۶۸ ج ۱)'' (مجموعہ رسائل ج۴ ص۱۷۳)

تبصرہ: ہمارے نسخہ میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما والی روایت صفحہ ۷۱ پر موجود ہے۔

''**کان یرفع یدیه حذو منکبیه إذا فتتح التکبیر للصلوٰۃ**'' یعنی آپ ﷺ جب نماز کے لیے تکبیر افتتاح کہتے تو کندھوں تک رفع یدین کرتے تھے۔ (المدونۃ ج۱ ص۷۱)

اس میں ترک رفع یدین کا نام ونشان تک نہیں ہے۔

تنبیہ: المدونۃ الکبریٰ امام مالک کی کتاب نہیں ہے۔ صاحبِ مدونہ ''سحنون'' تک متصل

سند نامعلوم ہے۔لہٰذا یہ ساری کتاب بے سند ہوئی۔ایک مشہور عالم ابوعثمان سعید بن محمد المغربی رحمہ اللہ نے مدونہ کے رد میں ایک کتاب لکھی ہے۔(سیر اعلام النبلاء ج ۱۴ ص ۲۰۶) وہ اس کتاب کو"مدودہ" (کیڑوں والی کتاب) کہتے تھے۔(العبر فی خبر من غبر ۱۱۲/۲)

نیز دیکھئے میری کتاب القول المتین فی الجهر بالتأمین (ص ۴۷)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:45

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ"اسی طرح ساری نماز (بغیر رفع یدین اور بغیر جلسۂ استراحت) کے پڑھائی اور نماز کے بعد فرمایا: لوگو! یہ ہے وہ نماز جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں پڑھ کر دکھاتے تھے(رواہ احمد واسنادہ حسن آثار السنن ص ۱۲۰، ۱۲۱ ج ۱)" (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۱۹۰)

تبصرہ: یہ روایت آثار السنن (ح ۴۵۰) ومسند احمد (ج ۵ ص ۳۴۳ ح ۲۳۲۹۴) میں طویل متن کے ساتھ موجود ہے لیکن اس میں نہ تو ترک رفع یدین کا ذکر ہے اور نہ ترکِ جلسۂ استراحت کا، یہ دونوں باتیں اوکاڑوی صاحب نے گھڑ کر بریکٹ میں لکھ دی ہیں۔

تنبیہ: اس روایت کی سند میں ایک راوی شہر بن حوشب ہے جو کہ موثق عند الجمہور اور حسن الحدیث ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:46

غیر مستند کتاب المدونہ کی ایک روایت (جس کا ذکر اوکاڑوی جھوٹ نمبر ۴۴ میں گزر چکا ہے) کا ترجمہ کرتے ہوئے اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ"حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں صرف پہلی تکبیر کے وقت ہی رفع یدین کرتے تھے۔" (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۲۱۷)

تبصرہ: یہ ترجمہ جھوٹ اور افترا پر مبنی ہے۔اس حدیث ((إن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم كان يرفع يديه حذو منكبيه إذا افتتح الصلوٰة)) کا صحیح ترجمہ درج ذیل ہے: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ

کندھوں تک اُٹھاتے تھے۔

''صرف پہلی تکبیر کے وقت ہی'' کے الفاظ سرے سے اس حدیث میں موجود نہیں ہیں۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 47

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ ''تکبیر تحریمہ کے وقت سب رفع یدین کرتے ہیں، کسی کو اختلاف نہیں، کیونکہ اس رفع یدین کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم بھی دیا اور اس پر عمل بھی فرمایا..'' (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۲۲۷)

تبصرہ: تکبیر تحریمہ کے وقت، رفع یدین کا حکم ہمیں کسی حدیث میں نہیں ملا۔ اگر دیوبندی حضرات یہ حکم باحوالہ پیش کریں تو جھوٹ نمبر: ۴۷ سے اوکاڑوی صاحب کو باہر نکال سکتے ہیں۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 48

مشہور ثقہ عندالجمہور راوی عبدالحمید بن جعفر کے بارے میں اوکاڑوی لکھتا ہے کہ

''اس کی سند میں عبدالحمید بن جعفر ضعیف ہے (میزان)'' (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۲۸۲)

تبصرہ: حالانکہ میزان الاعتدال میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ''وقال ابن معین ثقة.'' اسے علی بن المدینی نے ثقہ اور نسائی واحمد بن حنبل نے: لیس بہ بأس کہا، ابوحاتم اور سفیان نے جرح کی۔ (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۵۳۹)

معلوم ہوا کہ جمہور کے نزدیک عبدالحمید مذکور ثقہ ولیس بہ بأس ہے۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں: ''صح'' (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۵۳۹ ت ۴۷۶۷)

حافظ ذہبی جب ''صح'' کی علامت لکھیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عمل اس راوی کے ثقہ ہونے پر (ہی) ہے۔ (لسان المیزان ج ۲ ص ۱۵۹ البدر المنیر لابن الملقن ۶۰۸/۱)

یعنی ایسا راوی ثقہ ہوتا ہے۔

تنبیہ: حافظ ذہبی نے میزان میں عبدالحمید بن جعفر کو ضعیف نہیں لکھا۔ اور الکاشف میں لکھا ہے کہ ''ثقة'' (ج ۲ ص ۱۳۳) والحمد للہ

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 49

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ ''علماء غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ ہم صرف قرآن وحدیث کے مسائل لکھتے ہیں ۔اس دعویٰ سے انہوں نے ہدیۃ المھدی ،نزل الابرار، نہج المقبول ، بدور الاھلہ، الروضۃ الندیۃ ،فقہ محمدیہ،،عرف الجادی وغیرہ بہت سی کتابیں لکھیں، ان کتابوں کے بارے میں علماء غیر مقلدین اورعوام غیر مقلدین میں بہت جھگڑا ہے،علماء کہتے ہیں، یہ قرآن وحدیث کے خالص مسائل ہیں ،ان میں قیاس ورائے کا کوئی دخل نہیں ،عوام غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ہمارے علماء قرآن وحدیث کا نام لے کر جھوٹ لکھ رہے ہیں ۔یہ مسائل تو قرآن وحدیث کے خلاف ہیں ۔الغرض علماء کے نزدیک عوام غیر مقلدین ان کتابوں کا انکار کر کے قرآن وحدیث کے مسائل کے منکر ہیں اورعوام غیر مقلدین کے نزدیک علماء قرآن وحدیث پر جھوٹ بولنے والے تھے۔''

(مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۳۰۹ غیر مقلدین کے رسالہ مکتوب مفتوح پر ایک نظر)

تبصرہ : اوکاڑوی صاحب کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ اہلِ حدیث علماء کے نزدیک الروضۃ الندیہ، ہدیۃ المہدی ،نزل الابرار، عرف الجادی اور بدور الاہلہ وغیرہ کتابیں مقبول ہیں۔

دوسری جگہ خود اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ ''نواب صدیق حسن نے فقہ حنفی کو تو جھوٹ فریب کہا مگر زیدی شیعہ شوکانی یمن کی فقہ کی کتاب الدر البھیہ کو من وعن قبول کر لیا اور اس کی شرح الروضۃ الندیۃ لکھ کر اپنے مذہب کی فقہ بنالیا۔اس کے بعد نواب وحید الزمان نے ہدیۃ المہدی ،نزل الابرار من فقہ النبی المختار اور کنز الحقائق ، میر نور الحسن نے عرف الجادی من جنان ھدی الھادی اور صدیق حسن نے بدور الاہلہ وغیرہ کتابیں لکھیں مگر ان کتابوں کا جو حشر ہوا وہ خدا کسی دشمن کی کتاب کا بھی نہ کرے ۔نہ ہی غیر مقلد مدارس نے ان کو قبول کیا کہ ان میں سے کسی کتاب کو داخل نصاب کر لیتے ،نہ ہی غیر مقلد مفتیوں نے ان کو قبول کیا کہ اپنے فتاویٰ میں ان کو لیتے اور نہ ہی غیر مقلدین عوام نے ان کو قبول کیا۔وہ مرزا قادیانی اور سوامی دیانند کی کتابوں سے اتنا نہیں جلتے جتنا ان کتابوں کے نام سے جلتے ہیں۔''

(تجلیات صفدر، جمعیۃ اشاعۃ العلوم الحنفیہ فیصل آباد ج ۱ ص ۶۲۰، ۶۲۱)

اوکاڑوی کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ اہلِ حدیث مدرسین ومفتیان کے نزدیک ہدیۃ المہدی، نزل الابرار اور عرف الجادی وغیرہ غیر مقبول (مردود) کتابیں ہیں۔

اسی طرح اوکاڑوی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ ''غیر مقلدین میں اگر چہ کئی فرقے اور بہت سے اختلافات ہیں۔ اتنے اختلافات کسی اور فرقے میں نہیں ہیں مگر ایک بات پر غیر مقلدین کے تمام فرقوں کا اتفاق اور اجماع ہے وہ یہ ہے کہ غیر مقلدین کو نہ قرآن آتا ہے نہ حدیث۔ کیونکہ نواب صدیق حسن خان، میاں نذیر حسین، نواب وحید الزمان، میر نور الحسن ،مولوی محمد حسین اور مولوی ثناء اللہ وغیرہ نے جو کتابیں لکھی ہیں اگر چہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے قرآن وحدیث کے مسائل لکھے ہیں لیکن غیر مقلدین کے تمام فرقوں کے علماء اور عوام بالاتفاق ان کتابوں کو غلط قرار دے کر مسترد کر چکے ہیں بلکہ برملا تقریروں میں کہتے ہیں کہ ان کتابوں کو آگ لگا دو۔'' (مجموعہ رسائل ج ا ص ۲۲ تحقیق مسئلہ تقلید ص ۶)

اس بیان سے معلوم ہوا کہ تمام اہلِ حدیث علماء کے نزدیک نواب وحید الزمان ومیر نور الحسن وغیرہما کی کتابیں (مثلاً ہدیۃ المہدی، نزل الابرار اور عرف الجادی) غلط اور مسترد ہیں۔

ایک جگہ اوکاڑوی صاحب کہتے ہیں کہ اہلِ حدیث علماء ان کتابوں کو ''قرآن وحدیث کے خالص مسائل'' مانتے ہیں اور دوسری جگہ کہہ رہے ہیں کہ ''علماء اور عوام بالاتفاق ان کتابوں کو غلط قرار دے کر مسترد کر چکے ہیں'' ان دونوں متضاد دعووں میں سے ایک دعوے میں اوکاڑوی صاحب خود جھوٹے ہیں۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:50

رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع یدین کے بارے میں اہلِ حدیث پر تنقید کرتے ہوئے اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ ''کبھی متنازعہ رفع یدین کی حدیث کے متواتر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔'' (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۲۸۴)

تبصرہ: معلوم ہوا کہ اوکاڑوی صاحب کے نزدیک رفع یدین کو متواتر کہنا جھوٹ ہے۔ اس کے برعکس انور شاہ کشمیری دیوبندی فرماتے ہیں کہ ''ولیعلم أن الرفع متواتر

إسناداً وعملاً لا یشك فیه ولم ینسخ ولا حرف منه وإنما بقی الکلام فی الأفضلیة " (نیل الفرقدین ص ۲۲)

ترجمہ: اور جاننا چاہیے کہ رفع یدین، بلحاظِ سند و بلحاظ عمل متواتر ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ یہ منسوخ نہیں ہوا اور نہ اس کا کوئی حرف منسوخ ہوا ہے۔ صرف افضلیت میں کلام باقی ہے۔

معلوم ہوا کہ اوکاڑوی صاحب کے ظہور وشیوع سے پہلے ہی انور شاہ کشمیری صاحب کے نزدیک اوکاڑوی صاحب کذاب ہیں۔

قارئین کرام! ماسٹر امین اوکاڑوی صاحب کے پچاس جھوٹ مکمل ہو گئے۔ ان کے علاوہ بھی اوکاڑوی صاحب کے اور بہت سے جھوٹ ہیں مثلاً اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ

حدیث دہم: "عن عبداللہ بن مسعودؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کان اذا کبر سکت هنیئة واذا قال غیر المغضوب علیهم ولا الضالین سکت هنیئة وإذا قام فی الرکعة الثانیة لم یسکت وقال الحمدللہ رب العالمین۔" (ابوبکر بن ابی شیبہ)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت کہ تکبیر کہتے تھے۔ تھوڑا سا سکتہ کرتے تھے۔ اور جب غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہتے تھے تب بھی تھوڑا سا سکتہ کرتے تھے۔ اور جب دوسری رکعت میں کھڑا ہوتے تھے تو سکتہ نہ کرتے تھے بلکہ کہتے تھے الحمد للہ رب العالمین"

(مجموعہ رسائل ج ا ص ۱۳۸، ۱۳۹ تحقیق مسئلہ آمین ص ۲۶، ۲۷)

یہ روایت ہمیں نہ تو مصنف ابن ابی شیبہ میں ملی ہے اور نہ مسند ابن ابی شیبہ میں اور نہ حدیث کی کسی اور کتاب میں!

تنبیہ: ماسٹر محمد امین اوکاڑوی دیوبندی حیاتی کے یہ پچاس جھوٹ مع تبصرہ، راقم الحروف کی کتاب "اکاذیب آلِ دیوبند" سے پیش کئے گئے ہیں۔ وما علینا إلا البلاغ

حبیب اللہ ڈیروی کے دس (10) جھوٹ

...حافظ حبیب اللہ ڈیروی صاحب کے دس صریح جھوٹ پیشِ خدمت ہیں:

① محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے بارے میں ڈیروی صاحب لکھتے ہیں:

''تاہم پھر بھی جمہور کے ہاں وہ صدوق اور ثقہ ہے۔'' (نور الصباح ص ۱۶۴)

ڈیروی صاحب کا یہ بیان سراسر جھوٹ پر مبنی ہے۔ اس کے برعکس بوصیری فرماتے ہیں:

''**ضعفه الجمهور**'' اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔ (زوائد سنن ابن ماجہ: ۸۵۴)

طحاوی فرماتے ہیں: ''**مضطرب الحفظ جدًا**''

اس کے حافظے میں بہت زیادہ اضطراب ہے۔ (مشکل الآثار ج ۳ ص ۲۲۶)

بلکہ ڈیروی صاحب کے اکابر علماء میں سے انور شاہ کاشمیری دیوبندی فرماتے ہیں:

''**فهو ضعيف عندي كما ذهب إليه الجمهور**''

(وہ [ابن ابی لیلیٰ] میرے نزدیک ضعیف ہے جیسا کہ جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔)

دیکھئے فیض الباری (ج ۳ ص ۱۶۸)

② امام یحییٰ بن معین امام ابوحنیفہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

''**لايكتب حديثه**'' ان کی حدیث نہ لکھی جائے۔

(الکامل لابن عدی ج ۷ ص ۲۴۷۳ وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ ج ۸ ص ۲۳۶)

یہ قول مولانا ارشاد الحق اثری نے تاریخ بغداد (۴۵۰/۱۳) سے نقل کرنے کے بعد الکامل لابن عدی (۲۴۷۳/۷) کا حوالہ دیا ہے۔ (توضیح الکلام ۶۳۳/۲، وطبعۃ جدیدۃ ص ۹۳۹)

اس کا جواب دیتے ہوئے ڈیروی صاحب لکھتے ہیں: ''الکامل لابن عدی میں امام ابن معینؒ کی یہ جرح منقول ہی نہیں بلکہ امام اعظمؒ کا ترجمہ ص ۲۴۷۴ ج ۷ سے شروع ہوتا ہے یہ اثری صاحب کا خالص جھوٹ و بے ایمانی ہے۔'' (توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۳۰۹)

حالانکہ امام ابوحنیفہ کا ترجمہ کامل ابن عدی میں صفحہ ۲۴۷۲ (ج ۷) سے شروع ہوتا ہے جو شخص اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہو تو وہ ہمارے ہاں آ کر اصل کتاب دیکھ سکتا ہے۔

کامل ابن عدی کے محولہ صفحے پر امام ابوحنیفہ پر امام ابن معین کی جرح بعینہٖ منقول ہے لہٰذا ڈیروی صاحب بذاتِ خود جھوٹ اور.......کے مرتکب ہیں۔

③ ضعیف و مردود سند کے ساتھ کامل ابن عدی میں امام نضر بن شمیل سے مروی ہے:

"كان أبو حنيفة متروك الحديث ليس بثقة"

ابوحنیفہ متروک الحدیث تھے، ثقہ نہیں تھے۔ (ج ۷ ص ۲۴۷۴ نسخۂ جدیدہ ج ۸ ص ۲۳۸)

یہ ضعیف و مردود قول مولانا اثری صاحب نے بحوالہ کامل ابن عدی نقل کیا ہے۔

(توضیح الکلام ۲/۶۲۸، طبعۂ جدیدہ ص ۹۳۷)

اور اس کے راوی احمد بن حفص پر جرح کی ہے۔ (توضیح الکلام طبع اول ج ۲ ص ۶۲۸)

اس حوالے کے بارے میں ڈیروی صاحب لکھتے ہیں: "امام نضر کا یہ قول الکامل ابن عدی میں نہیں ہے۔ یہ مولانا اثری صاحب کا خالص جھوٹ ہے۔"

(توضیح الکلام پر ایک نظر، طبع اول ۱۴۲۳ھ ص ۳۱۰)

حالانکہ یہ قول الکامل لابن عدی کے دونوں نسخوں میں موجود ہے اور اس کا راوی احمد بن حفص مجروح ہے۔

④ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منسوب ایک ضعیف روایت میں آیا ہے کہ انھوں نے صرف تکبیر اُولیٰ کے ساتھ ہی رفع یدین کیا۔ اس حدیث کے بارے میں ڈیروی صاحب مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں: " قوله ثم لم يعد قد تكلم ناس في ثبوت هٰذا الحديث والقوي أنه ثابت من رواية عبدالله بن مسعود ....." ثم لم یعد جملہ کے ثبوت کے بارے میں لوگوں نے کلام کیا ہے اور قوی بات یہ ہے کہ یہ حدیث بے شک صحیح اور ثابت ہے عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود کے طریق سے....."

(نور الصباح ص ۲۷ بحوالہ التعلیقات السلفیہ ج ۱ ص ۱۲۳)

یہ روایت التعلیقات السّلفیہ (ج ۱ص ۱۲۳ حاشیہ: ۴) میں بحوالہ ''س '' یعنی حاشیۃ السندھی علیٰ سنن النسائی منقول ہے اور یہی عبارت حاشیۃ السندھی میں اس طرح لکھی ہوئی ہے۔ (ج ۱ص ۱۵۸)

ڈیروی صاحب نے سندھی کا قول بھوجیانی کے ذمے لگا دیا ہے جو کہ صریح جھوٹ اور خیانت ہے۔

⑤ ڈیروی صاحب لکھتے ہیں:

''چنانچہ صحیح سند سے ثابت ہے کہ حضرت ابو قتادہؓ کی نماز جنازہ حضرت علیؓ نے پڑھائی ہے دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ ج ۴ص ۱۱۶، شرح معانی الآثار ج ۱ص ۲۳۹، سنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ص ۳۶ تاریخ بغداد ج ۱ص ۱۶۱ طبقات ابن سعد ج ۶ص ۹'' (نور الصباح ص ۲۰۹)

عرض ہے کہ اس روایت کے راوی موسیٰ بن عبداللہ بن یزید کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔ امام بیہقی یہ روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ''**وھو غلط**'' اور یہ غلط ہے۔ (السنن الکبریٰ ج ۴ص ۳۶)

غلط روایت کو صحیح سند کہہ کر پیش کرنا بہت بڑا جھوٹ ہے۔

⑥ ڈیروی صاحب لکھتے ہیں: ''چنانچہ امام ابو حاتمؒ ۔ امام بخاریؒ کو متروک الحدیث قرار دیتے ہیں (مقدمہ نصب الرایہ ص ۵۸)'' (نور الصباح ص ۱۵۷)

مقدمہ نصب الرایہ ہو یا کتاب الجرح والتعدیل، کسی کتاب میں بھی امام ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ نے امام بخاری کو ''**متروک الحدیث**'' نہیں کہا۔ ''**ثم ترکا حدیثه**'' کو ''**متروک الحدیث**'' بنا دینا ڈیروی صاحب کا سیاہ جھوٹ ہے۔

تنبیہ: چونکہ ابو حاتم الرازی اور ابو زرعہ الرازی دونوں نے امام بخاری سے روایت کی ہے۔ دیکھئے تہذیب الکمال (۱۶/۸۶، ۸۷)

لہٰذا ''**ثم ترکا حدیثه**'' والی بات منسوخ ہے۔

⑦ ڈیروی صاحب لکھتے ہیں: ''دونوں سندوں میں الاوزاعی بھی مدلس ہے اور روایت

عن سے ہے۔'' (توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۳۱۳)

عرض ہے کہ کسی ایک محدث سے بھی صراحتاً امام اوزاعی کو مدلس کہنا ثابت نہیں ہے۔

⑧ ڈیروی صاحب لکھتے ہیں:

''لیکن اس کی سند میں ابو عمرو الحرشی مجہول ہے اور'' (توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۲۷۳)

عرض ہے کہ ابو عمرو احمد بن محمد بن احمد بن حفص بن مسلم النیسابوری الحمیر ی الحرشی کے بارے میں حافظ ذہبی نے کہا: ''**الحافظ الإمام الرحال**'' اور الذہلی سے نقل کیا کہ ''**أبو عمرو حجة**'' ابو عمرو حجت ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۷۹۸، ۷۹۹ ت ۷۸۸)

ایسے مشہور امام کو زمانۂ تدوین حدیث کے بعد ڈیروی صاحب کا مجہول کہنا باطل اور مردود ہے۔

⑨ سعید بن ایاس الجریری ایک راوی ہیں جو آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔ ان کے شاگردوں میں ایک امام اسماعیل بن علیہ بھی ہیں جن کے بارے میں ڈیروی صاحب لکھتے ہیں: ''جبکہ اس کا شاگرد یہاں ابن علیہ ہے اور وہ قدیم السماع نہیں۔''

(توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۱۶۲)

عرض ہے کہ (ابراہیم بن موسیٰ بن ایوب) الابناسی (متوفی ۸۰۲ھ) فرماتے ہیں:

''**ومن سمع منه قبل التغير شعبة وسفيان الثوري والحماد ان وإسماعيل بن علية...**'' اور اس (الجریری) کے اختلاط سے پہلے، شعبہ، سفیان ثوری، حماد بن زید، حماد بن سلمہ اور اسماعیل بن علیہ......نے سُنا ہے۔

(الکواکب النیر ات فی معرفۃ من اختلط من الرواۃ الثقات ص ۳٦، نسخہ محققہ ص ۱۸۳)

نیز دیکھئے حاشیہ نہایۃ الاغتباط بمن رمی من الرواۃ بالاختلاط (ص ۱۲۹، ۱۳۰)

لہٰذا ڈیروی صاحب کا بیان جھوٹ پر مبنی ہے۔

⑩ سجدوں میں رفع یدین کی ایک ضعیف روایت سعید (بن ابی عروبہ) سے مروی ہے جو کہ ناسخ یا کاتب کی غلطی سے السنن الصغریٰ للنسائی کے نسخوں میں شعبہ بن گیا ہے۔

اس کے بارے میں انور شاہ کاشمیری دیو بندی فرماتے ہیں: شعبہ کا نسائی کے اندر موجود ہونا غلط ہے جیسا کہ فتح الباری کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے.." (نور الصباح ص ۲۳۰)

اس کے بعد جواب دیتے ہوئے ڈیروی صاحب لکھتے ہیں: "مگر علامہ کشمیریؒ کا حافظ ابن حجرؒ کے بارے میں یہ حسن ظن صحیح نہیں ہے کیونکہ جس طرح شعبہؒ نسائی میں موجود ہیں اس طرح صحیح ابو عوانہ میں بھی موجود ہیں معلوم ہوا کہ شعبہؒ کا ذکر نہ تو نسائی میں غلط اور نہ صحیح ابو عوانہ میں بلکہ یہ حافظ ابن حجرؒ کا وہم ہے اور علامہ سید کشمیریؒ کا نرا حسن ظن ہے.."

(نور الصباح ص ۲۳۰)

عرض ہے کہ "[شعبة] عن قتادة عن نصر بن عاصم عن مالك بن الحويرث" (النسائی: ۱۰۸۶) والی روایت، جس میں سجدوں میں رفع یدین کا ذکر آیا ہے، مسند ابی عوانہ میں اس متن کے ساتھ موجود نہیں ہے۔ (مثلاً دیکھئے مسند ابی عوانہ ج ۲ ص ۹۴، ۹۵)

لہٰذا اس بیان میں ڈیروی صاحب نے مسند ابی عوانہ پر صریح جھوٹ بولا ہے۔

ڈیروی صاحب کے بہت سے اکاذیب وافتراءات میں سے یہ دس جھوٹ بطورِ نمونہ پیش کئے گئے ہیں۔

الیاس گھمن کے ''قافلۂ حق'' کے پچاس (50) جھوٹ

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسوله الأمین ، أما بعد:

محمد الیاس گھمن دیوبندی حیاتی کی زیرِ ادارت ایک سہ ماہی رسالہ ''قافلۂ حق'' نامی شائع ہوتا ہے جو حقیقت میں قافلۂ باطل ہے۔اس مضمون میں عام مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے ''قافلۂ حق'' رسالے سے پچاس (۵۰) جھوٹ با حوالہ مع ردپیشِ خدمت ہیں:

۱) سیف اللہ سیفی دیوبندی نے لکھا: ''حضرت عمر بن خطابؓ کے زمانے میں بیس تراویح پر صحابہؓ کا اجماع ہو گیا لہٰذا بیس تراویح کا منکر اجماع کا منکر ہے اور علیکم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدین المھدیین ، لازم ہے تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت۔ کا منکر دوزخی ہے (فتاویٰ نذیریہ ص ۶۳۴ ج ۱) اس کے جواب میں آج کا غیر مقلد کہتا ہے کہ کیا میں ان کو مقلد ہوں؟'' (قافلہ ج ۱ شمارہ ۴ ص ۵۵)

سیفی کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ نے یہ لکھا ہے کہ ''بیس تراویح پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو گیا لہٰذا بیس تراویح کا منکر اجماع کا منکر ہے...دوزخی ہے۔'' حالانکہ فتاویٰ نذیریہ (ج ۱ ص ۶۳۴) میں اس مفہوم کی عبارت کے آخر میں ''العبد المجیب محمد وصیت مدرس مدرسہ حسین بخش'' کا نام لکھا ہوا ہے جو کہ اہلِ حدیث نہیں بلکہ تقلیدی تھا۔ مدرسہ ''حسین بخش'' کے اس محمد وصیت نامی شخص پر رد کرتے ہوئے سید محمد نذیر حسین الدہلوی رحمہ اللہ نے اسی فتوے کے متصل بعد اگلے صفحے پر لکھا:

''سوال مذکور کا یہ جواب جو مجیب نے لکھا ہے بالکل غلط ہے...'' (فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۶۳۵)

ثابت ہوا کہ سیفی دیوبندی نے جھوٹ بولتے ہوئے مولانا نذیر حسین رحمہ اللہ سے وہ بات منسوب کی ہے جسے انھوں نے علانیہ ''بالکل غلط'' قرار دیا تھا۔

مشہور و مطبوع کتاب کے حوالے میں جھوٹ بولنے والے اپنی نجی محفلوں میں کیا کیا جھوٹ نہ بولتے ہوں گے؟!

۲) محمد اللہ دتہ بہاولپوری دیوبندی نے لکھا: ''امام ترمذیؒ فرماتے ہیں اے فقہاء کے گروہ تم طبیب ہو اور ہم دواخانے والے (پنساری)۔'' (قافلہ ج ۲ شمارہ ۲ ص ۴۳، ۴۴)

امام ترمذی کی طرف اللہ دتہ کا منسوب کردہ کلام امام ترمذی رحمہ اللہ سے ثابت نہیں ہے لہٰذا اللہ دتہ مذکور نے امام ترمذی پر جھوٹ بولا ہے۔

۳) اللہ دتہ نے امام ترمذی رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا: ''دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ فقہاء حدیث کے معنی کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔'' (قافلہ ج ا ش ۲ ص ۴۴)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے ایسی کوئی بات ارشاد نہیں فرمائی کہ ''فقہاء حدیث کے معنی کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔'' لہٰذا اللہ دتہ مذکور نے عبارتِ مذکورہ میں امام ترمذی پر جھوٹ بولا ہے۔

تنبیہ: امام ترمذی نے امام مالک اور امام شافعی کے اقوال نقل کر کے فرمایا: ''**و کذلك قال الفقهاء و هم أعلم بمعاني الحديث**'' اور اسی طرح فقہاء نے کہا اور وہ حدیث کے معانی کو بہت زیادہ جانتے ہیں۔ (سنن الترمذی، کتاب الجنائز باب ماجاء في غسل الميت ح ۹۹۰)

امام ترمذی کے اس کلام میں فقہاء سے مراد امام مالک اور امام شافعی وغیرہما ہیں۔ یاد رہے کہ امام ترمذی نے اپنے آپ کو ان فقہاء سے علیحدہ شمار نہیں کیا بلکہ آپ بھی فقہاء میں سے تھے۔ دیکھئے سیر اعلام النبلاء (ج ۱۳ ص ۲۷۶ و فقهه)

٤) عبدالغفار دیوبندی نے لکھا: ''جھوٹا آدمی بتصریح اللہ تعالیٰ لعنتی ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ ''الا لعنة الله علی الكذبين''...'' (قافلہ ج ا ش ۲ ص ۵۷)

اس طرح کی کوئی آیت قرآنِ مجید میں نہیں ہے جسے عبارتِ مذکورہ بالا میں لکھا گیا ہے اور نہ کسی صحیح حدیث میں اللہ تعالیٰ سے یہ جملہ ثابت ہے لہٰذا عبدالغفار نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا ہے۔

تنبیہ: قافلہ... ج ا ش ۳ ص ۶۴ پر لکھا گیا ہے کہ ''ص ۵۷ کے تحت کمپوزر نے سہواً آیت

الا لعنۃ اللہ علی الکذبین کو چھوڑ دیا ہے اور اشتباھاً لفظ الا کو آیت لعنت اللہ علی الکذبین کے ساتھ جوڑ دیا ہے اور یہ غلط ہے…''

عرض ہے کہ کمپوزر کی طرف ''الا'' کے اضافے کا انتساب محلِ نظر ہے جس کے لئے کمپوزر کی حلفیہ گواہی پیش ہونے کے بعد ہی فیصلہ ہوسکتا ہے۔

عبدالغفار نے حافظ ندیم ظہیر حفظہ اللہ کو مخاطب کر کے لکھا ہے: ''مگر آپ کے استاد حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد نے خود الا لعنة الله على الكاذبين لکھا ہے۔ دیکھئے (تعاقب امین اوکاڑوی للعلیزئی ص ۱۸ اطمئی 2005)'' (قافلہ ج ۲ ش ۴ ص ۴۴)

عرض ہے کہ ''اوکاڑوی کا تعاقب'' کتاب میں اردو رسم الخط میں الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین کو بطورِ آیت یا قولِ باری تعالیٰ کے نہیں لکھا گیا بلکہ یہ میرا کلام ہے اور مجھے یہ حق حاصل ہے کہ میں اللہ سے دعا کروں کہ وہ کاذبین (جھوٹوں) پر لعنت فرمائے۔

۵) الیاس گھمن نے لکھا ہے: ''غیر مقلدین عارضی منافع کے لئے اپنے آپ کو سعودیہ میں حنبلی اور سلفی کہتے ہیں'' (قافلہ ج ۱ ش ۳ ص ۶)

عرض ہے کہ یہ گھمن مذکور کا صریح جھوٹ ہے۔ میں کئی دفعہ سعودیہ گیا ہوں مگر کبھی اپنے آپ کو وہاں حنبلی نہیں کہا اور رہا سلفی ہونے کا مسئلہ تو عرض ہے کہ مروجہ تقلید کے بغیر، سلف صالحین کے فہمِ کتاب وسنت اور اجماع پر عمل کرنے والے بعض اہلِ حدیث علماء وعوام اپنے آپ کو پاکستان، ہندوستان اور سعودیہ بلکہ ہر جگہ سلفی کے لقب سے ملقب کرتے ہیں اور ایسا کرنا جائز ہے جبکہ بہتر یہ ہے کہ ہر جگہ اہلِ حدیث کے بہترین لقب سے اپنے آپ کو علانیہ ملقب سمجھا جائے۔

۶) عبدالغفار دیوبندی نے لکھا: ''نصوص کی صراحت ترک ونسخ رفع یدین سوائے تکبیرۃ الاحرام فی الصلاۃ مکتوبہ والسنن والنوافل سوی الوتر والعیدین ہی کو ثابت کرتی ہیں اور…''

(قافلہ ج ۱ ش ۳ ص ۱۸)

عرض ہے کہ کسی ایک نص (صحیح حدیث) سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہے کہ وتر اور عیدین

کو چھوڑ کر فرض، سنن اور نوافل میں تکبیرِ تحریمہ کے سوا رفع یدین متروک و منسوخ ہے لہٰذا عبدالغفار نے عبارتِ مذکورہ میں بہت بڑا جھوٹ بولا ہے۔

۷) عبدالغفار نے لکھا ہے: "مصححین حدیث مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ
(۲) امام ابوعوانہؒ م ۳۱۶ھ وقال صحیح (صحیح ابوعوانہ ج ۲ ص ۹۵)" (قافلہ ج ۱ ش ۳ ص ۲۴)

عرض ہے کہ صحیح ابی عوانہ کے محولہ صفحے پر حدیثِ مذکور کے بارے میں "صحیح" کا لفظ لکھا ہوا نہیں ہے۔ نیز دیکھئے صحیح ابی عوانہ کا دوسرا نسخہ (ج ۱ ص ۳۳۶ ح ۱۲۶۳)

اگر کوئی کہے کہ امام ابوعوانہ کا کسی حدیث کو روایت کر دینا ہی اس کو صحیح قرار دینا ہے تو عرض ہے کہ ماسٹر امین اوکاڑوی نے لکھا تھا: "پھر چوتھا جھوٹ ابن خزیمہ پر بولا کہ ابن خزیمہ نے سینے پر ہاتھ باندھنے والی حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱/ص ۴۵۷)"

(تجلیاتِ صفدر ج ۲ ص ۲۳۴)

اوکاڑوی کے اس اصول کے مطابق عبدالغفار کی عبارتِ مذکورہ جھوٹ ہے۔

۸) اللہ دتہ بہاولپوری نے اوکاڑوی ملفوظات سے نقل کیا:

"انگریز کے دور سے پہلے زندہ یا مردہ کسی غیر مقلد کا ثبوت نہیں ملتا۔۔" (قافلہ ج ۱ ش ۳ ص ۳۴)

عرض ہے کہ یہ ملفوظ بالکل جھوٹ کا پلندا ہے کیونکہ امین اوکاڑوی نے خود لکھا ہے:

"ابن حزم غیر مقلد نے تو یہ لکھا ہے کہ۔۔۔" (تجلیاتِ صفدر ج ۲ ص ۵۹۲)

نیز دیکھئے سرفراز کی کتاب الکلام المفید (ص ۸۰) اور ماہنامہ الحدیث حضرو: ۵۷ ص ۲۹، ۳۰

۹) الیاس گھمن نے لکھا ہے:

"جبکہ اہلحدیث اجماع صحابہؓ اور اجماع کے منکر ہیں۔" (قافلہ ج ۱ ش ۴ ص ۳)

عرض ہے کہ اہلِ حدیث علماء کے نزدیک اجماع شرعی حجت ہے۔

دیکھئے "ابراء اہل الحدیث والقرآن" (ص ۳۲) اور ماہنامہ الحدیث حضرو (عدد: ۱ ص ۴، ۵)

لہٰذا گھمن مذکور نے جھوٹ بولا ہے۔

۱۰) الیاس گھمن نے لکھا: "جبکہ اہلحدیث قیاس شرعی کے منکر ہیں۔" (قافلہ ج ۱ ش ۴ ص ۳)

عرض ہے کہ اہلِ حدیث کے نزدیک اگر نصِ صریح نہ ہو تو قیاس جائز ہے بشرطیکہ نص کے خلاف نہ ہو۔

۱۱) الیاس گھمن نے لکھا: ''جبکہ اہلحدیث آئمہ کے منکر ہیں۔'' (قافلہ ج ا ش ۲ ص ۳)

عرض ہے کہ یہ گھمن مذکور کا کالا جھوٹ ہے کیونکہ اہلِ حدیث اُن آئمہ کے قطعاً منکر نہیں جنھیں جمہور نے ثقہ وصدوق اور صحیح العقیدہ قرار دیا ہے۔

۱۲) الیاس گھمن نے لکھا: ''مکے مدینے والوں کے نزدیک غیر مجتہد کیلئے اجتہاد حرام اور تقلید واجب ہے جبکہ اہلحدیثوں کے نزدیک غیر مجتہد کے لئے تقلید حرام اور اجتہاد واجب ہے۔'' (قافلہ ج ا ش ۲ ص ۴)

اس عبارت میں گھمن مذکور نے دو جھوٹ بولے ہیں:

اول: مکے مدینے والوں (یعنی مکہ و مدینہ میں رہنے والے تمام عرب علماء وعوام) کی طرف اجتہاد حرام اور تقلید واجب کا قول منسوب کیا ہے جو کہ صریح جھوٹ ہے۔

دوم: اہلِ حدیث کے نزدیک اجتہاد واجب نہیں بلکہ جائز ہے۔

دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ا ص ۵

۱۳) الیاس گھمن نے لکھا: ''جبکہ اہلحدیث فقہ کے منکر ہیں۔'' (قافلہ ا ش ۲ ص ۴)

اگر فقہ سے مراد تمام صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مسلمین کے فقہی اجتہادات وتشریحات ہیں تو گھمن نے جھوٹ بولا ہے اور اگر فقہ سے مراد حنفی یا دیوبندی فقہ ہے تو پھر شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ وغیرہم بھی حنفی اور دیوبندی فقہ کے منکر ہیں لہٰذا اُن پر کیا فتویٰ ہے؟!

۱۴) الیاس گھمن نے لکھا: ''مکے مدینے والوں کے نزدیک روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھا ہوا درود وسلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بذات خوت سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں'' (قافلہ ج ا ش ۲ ص ۴، ۵)

یہ عبارت مکے اور مدینے والے عربوں پر جھوٹ ہے۔

۱۵) الیاس گھمن نے لکھا: ''جبکہ اہلحدیث صوم وصلوٰۃ والسلام عندالقبر کے منکر ہیں اور

قائلین کو مشرک کہتے ہیں۔'' (قافلہ ج ا ش ۲ ص ۵)

اس عبارت میں کمپوزنگ کی غلطیوں سے قطعِ نظر گھسن مذکور نے دو جھوٹ بولے ہیں:

اول: اہلِ حدیث کو قبر (یعنی حجرہ مبارکہ کا دروازہ کھول کر رسول اللہ ﷺ کی قبر) کے پاس آپ ﷺ پر سلام کہنے کا منکر قرار دیا ہے حالانکہ ایسی حالت میں اہلِ حدیث کے نزدیک سلام کہنا جائز ہے بلکہ ہر قبرستان (میں اموات المسلمین) پر السلام علیکم کہنا جائز ہے۔ (دیکھئے صحیح مسلم کتاب الطہارہ باب استحباب اطالۃ الغرۃ والتحجیل فی الوضوء ح ۲۴۹، ترقیم دارالسلام: ۵۸۴)

دوم: قبر پر سلام کے قائل کو اہلِ حدیث کے نزدیک مشرک لکھا ہے حالانکہ ایسے قائل کو اہلِ حدیث کے نزدیک مشرک نہیں کہا جاتا بلکہ اس کے دوسرے عقائد کو دیکھا جاتا ہے۔

۱۶) ایک مجہول دیوبندی نے محمد بن السائب الکلبی اور محمد بن مروان السدی کی تفسیر کے بارے میں لکھا: ''اربابِ علم کی خدمت میں گزارش ہے کہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند میں موجود محمد بن سائب الکلبی اور محمد بن مروان جیسے مجروح راوی ہیں تو اس خیال واہی کی اصول محدثین سے تباہی اور حاشیہ خیال میں بھی اس کو جاگزیں نہ ہونے دیں تو مشہور محدثین مثلاً امام یحییٰ بن سعید القطان م 198ھ اور محدث امام بیہقی رحمہ اللہ م 458ھ وغیرہما کا متفقہ اصول ہے کہ ان مذکورہ حضرات کی روایت حدیث میں تو نہیں لیکن تفسیر میں قابل قبول ہے۔ دیکھیے دلائل النبوۃ للبیہقی 32,33/1 و میزان الاعتدال للذھبی 340/1 و تہذیب التہذیب لابن حجر 398/1 وغیرھا)

تو ہم نے بھی ان کی روایت تفسیر قرآن میں لی ہے نہ کہ حدیث میں...'' (قافلہ...ج ۳ ش ا ص ۴)

عرض ہے کہ دلائل النبوۃ کے مذکورہ صفحات پر ایسی کوئی بات لکھی ہوئی نہیں کہ کلبی اور محمد بن مروان کی روایت تفسیر میں قابلِ قبول ہے بلکہ صرف امام یحییٰ بن سعید القطان کا یہ قول لکھا ہوا ہے کہ ''و یکتب التفسیر عنھم'' اور ان سے تفسیر لکھی جاتی ہے۔ (دلائل النبوۃ ۳۶/۱، ۳۷ نیز دیکھئے میزان الاعتدال ۴۲۳/۱ دوسرا نسخہ ص ۱۶۱، تہذیب التہذیب ۱۲۴/۲، دوسرا نسخہ ص ۱۰۷)

تفسیر کلبی میں ﴿ثم استوی علی العرش﴾ کی تفسیر میں لکھا ہوا ہے:

"استقر و یقال امتلأ به العرش" (تنویر المقباس ص ۱۳۰)

امام بیہقی نے یہ تفسیر نقل کر کے فرمایا: "فهذه الرواية منكرة" پس یہ روایت منکر ہے۔

(الاسماء والصفات ص ۴۱۳، دوسرا نسخہ ص ۵۲۱)

بلکہ امام بیہقی نے فرمایا کہ علماء کے نزدیک یہ ابو صالح، کلبی اور محمد بن مروان سارے متروک ہیں، کثرتِ مناکیر کی وجہ سے اُن کی کسی روایت سے حجت نہیں پکڑی جاتی اور ان کی روایتوں میں جھوٹ ظاہر ہے۔ (الاسماء والصفات ص ۴۱۴، دوسرا نسخہ ص ۵۲۱)

کلبی کی تفسیر کے بارے میں امام مروان بن محمد نے فرمایا: "تفسير الكلبي باطل" کلبی کی تفسیر باطل ہے۔ (الجرح والتعدیل ۷/ ۲۷۱، وسندہ صحیح)

۱۷) الیاس گھمن نے لکھا: "جبکہ اہلحدیث ہمیشہ ننگے سر نماز پڑھتے ہیں اور اس کو سنت سمجھتے ہیں۔" (قافلہ ج ۱ ش ۴ ص ۵)

اگر گھمن کی مراد تمام اہلِ حدیث ہیں تو عرض ہے کہ ہم کبھی ننگے سر نماز نہیں پڑھتے۔ نیز دیکھئے میری کتاب ہدیۃ المسلمین (ح ۱۰) لہٰذا گھمن نے ہم پر جھوٹ بولا ہے اور اگر مراد بعض اہلِ حدیث ہیں تو تمام اہلِ حدیث پر اعتراض کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ کیا بہت سے دیوبندی عوام داڑھی منڈوا کر نماز نہیں پڑھتے اور کیا اُن کے اس عمل کی وجہ سے تمام دیوبندیوں کو مطعون کرنا جائز ہے؟!

۱۸) الیاس گھمن نے لکھا: "آج بھی مکے اور مدینے شریف میں صرف اور صرف بیس (۲۰) رکعت تراویح ہی پڑھی جاتی ہیں جبکہ اہلحدیث بیس (۲۰) رکعت سنت تراویح کو بدعت کہتے ہیں اور ہمیشہ آٹھ (۸) رکعت تراویح پڑھتے ہیں۔" (قافلہ ج ۱ ش ۴ ص ۵)

مکہ اور مدینہ میں حرمین کے علاوہ کئی سو مسجدیں ہیں اور ان مسجدوں میں سے بہت سی مساجد میں گیارہ رکعات (۸ + ۳) تراویح پڑھی جاتی ہیں بلکہ بعض اوقات کسی شرعی عذر کی وجہ سے راقم الحروف جب حرم میں قیامِ رمضان سے رہ جاتا تو جس مسجد میں بھی یہ نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو وہاں گیارہ رکعتیں (۸ + ۳) پڑھتے تھے۔ اب بھی رمضان میں مکہ جا

کر تجربہ کیا جا سکتا ہے۔ گھمن نے عبارتِ مذکورہ میں دو جھوٹ بولے ہیں:

اول: تمام اہلِ مکہ و اہلِ مدینہ کی طرف صرف بیس کا عدد منسوب کیا ہے حالانکہ اُن میں بہت سے صرف گیارہ رکعات پڑھتے ہیں۔

دوم: اہلِ حدیث کی طرف یہ منسوب کیا ہے کہ وہ بیس تراویح کو بدعت کہتے ہیں حالانکہ اہلِ حدیث کے نزدیک گیارہ سنت ہیں اور بیس کا عدد رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین سے ثابت نہیں ہے اور نوافل پر کوئی پابندی نہیں لہٰذا جس کی جتنی مرضی نوافل پڑھے لیکن انھیں سنت نہ کہے۔

۱۹) الیاس گھمن نے لکھا: ''مکے مدینے والے رمضان اور غیر رمضان میں صرف اور صرف تین (۳) رکعت وتر ہی پڑھتے ہیں...'' (قافلہ ج ا ش ۴ ص ۵)

گھمن کی یہ عبارت بہت بڑا جھوٹ ہے کیونکہ میں نے حرمین میں کئی دفعہ رمضان میں نماز پڑھی ہے اور وہ دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیتے ہیں، بعد میں ایک وتر علیحدہ پڑھتے ہیں۔ رمضان المبارک میں ٹی وی پر اس عمل کو دیکھا جا سکتا ہے۔

(نیز دیکھئے مغنی ابن قدامہ ج ا ص ۷۴۴ مسئلہ ۱۰۷۵، اور حنابلہ کی کتاب: المحرر فی الفقہ ج ا ص ۸۸)

۲۰) الیاس گھمن نے لکھا: ''مکے مدینے والوں کے نزدیک نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ اور دیگر سورہ پڑھنا واجب نہیں ہے جبکہ...'' (قافلہ ج ا ش ۴ ص ۶)

عرض ہے کہ مکے مدینے والے نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھتے ہیں۔ حنابلہ کی مشہور کتاب مغنی ابن قدامہ (ج ۲ ص ۱۸۰، مسئلہ: ۱۵۵۷) میں لکھا ہوا ہے کہ جنازے میں الحمد پڑھنی چاہئے بلکہ قراءۃ کو واجب تک لکھا ہوا ہے۔

۲۱) محمد امجد سعید لاہوری دیوبندی نے لکھا: ''اس سلسلہ میں امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ جس مسجد میں امام و موذن مقرر ہوں اور وہاں ایک مرتبہ لوگ نماز پڑھ چکے ہوں تو اس میں دوبارہ جماعت کروانا مکروہ ہے۔'' (قافلہ ج ا ش ۴ ص ۹)

امام ابو حنیفہ سے درج بالا قول صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں اور العرف الشذی (چودھویں صدی

کے ایک دیوبندی کی کتاب) کا حوالہ فضول ہے لہٰذا امجد نے امام ابوحنیفہ پر جھوٹ بولا ہے۔

۲۲) اللہ دتہ بہاولپوری دیوبندی نے ملفوظاتِ اوکاڑوی میں لکھا:

''بڑے ہی شرم کی بات ہے کہ غیر مقلدین امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، اور علامہ ابن حجرؒ، وغیرہ کو مقلد ہونے کی حیثیت سے مشرک بھی سمجھتے ہیں پھر انہی کی مرتب کردہ احادیث وروایات پر اعتماد کر کے خود کو عامل بالحدیث اور موحد بھی کہتے ہیں۔'' (قافلہ ج ۱ ش ۴ ص ۲۲)

بہاولپوری دیوبندی کا بیان کردہ یہ ملفوظ کالا جھوٹ ہے اور حق یہ ہے کہ اہلِ حدیث کے نزدیک امام بخاری، امام مسلم اور حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہم اللہ مشرک نہیں بلکہ سچے مسلمان اور مومن بندے تھے۔

۲۳) عبدالغفار نے لکھا: ''امام اعظم فی الفقہاء ابی حنیفہ النعمان بن ثابت التابعی الکوفی م ۱۵۰ھ نے اپنے سے اعلم کی تقلید کو جائز اور عامی پر تقلید کو تقریباً واجب اور تقلیدی ایمان کو صحیح قرار دیا ہے'' (قافلہ ج ۱ ش ۴ ص ۳۳)

عبارتِ مذکورہ امام ابوحنیفہ سے باسند صحیح ثابت نہیں ہے لہٰذا عبدالغفار مذکور نے امام ابوحنیفہ پر بہت بڑا جھوٹ بولا ہے۔

تنبیہ: جصاص، ابن الحاج اور بزدوی وغیرہ کے بے سند حوالے مردود ہیں کیونکہ یہ لوگ امام ابوحنیفہ کی وفات کے صدیوں بعد پیدا ہوئے تھے اور سرفراز خان صفدر دیوبندی نے لکھا ہے: ''اور بے سند بات حجت نہیں ہو سکتی۔'' (احسن الکلام ج ۱ ص ۳۲۷، دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۴۰۳)

راقم الحروف نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا تھا کہ ''یہ چاروں مجتہدین و دیگر علماء تمام مسلمانوں کو تقلید سے منع کرتے ہیں...'' (امین اوکاڑوی کا تعاقب ص ۳۸)

اسے عبدالغفار دیوبندی نے بار بار جھوٹ قرار دیا۔ مثلاً دیکھئے قافلہ...(ج ۱ ش ۴ ص ۳۳ وغیرہ)

حالانکہ امام شافعی وغیرہ سے صراحتاً تقلید کی ممانعت سند صحیح سے ثابت ہے اور کسی امام سے تقلید کا جواز یا وجوب باسند صحیح ثابت نہیں لہٰذا عبدالغفار کا مذکورہ حوالہ جھوٹ ہے۔

۲۴) عبدالغفار دیوبندی نے لکھا: ''امام اوزاعی ۱۵۷ھ (یہ صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما

کے راوی ہیں) نے بھی مطلق تقلید کو جائز اور تقلیدی ایمان کو صحیح قرار دیا ہے اور مقلد کو مومن اور اہلِ اسلام قرار دیتے ہیں'' (قافلہ ج ا ش ۴ ص ۳۴)

مذکورہ قول امام اوزاعی رحمہ اللہ سے باسند صحیح ثابت نہیں ہے لہٰذا عبارتِ مذکورہ میں عبدالغفار نے امام اوزاعی رحمہ اللہ پر جھوٹ بولا ہے۔

۲۵) عبدالغفار نے لکھا: ''امام سفیان ثوریؒ م ۱۶۱ھ یہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے راوی ہیں نے بھی مطلق تقلید کو جائز اور تقلیدی ایمان کو صحیح قرار دیا ہے مثلاً...'' (قافلہ ج ا ش ۴ ص ۳۵)

مذکورہ قول امام سفیان ثوری رحمہ اللہ سے باسند صحیح و مقبول ثابت نہیں ہے لہٰذا عبدالغفار نے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ پر جھوٹ بولا ہے۔

۲۶) عبدالغفار نے لکھا ہے: ''امام مالک المدنیؒ م ۱۷۹ھ (صحیح بخاری، صحیح مسلم وغیرھما کے راوی ہیں) نے مطلق تقلید محمود کو جائز اور تقلیدی ایمان کو صحیح اور مقلد کو مومن اور س اہل اسلام قرار دیتے ہیں مثلاً...'' (قافلہ ج ا ش ۴ ص ۳۵)

مذکورہ قول امام مالک رحمہ اللہ سے باسند صحیح یا حسن ثابت نہیں ہے لہٰذا عبدالغفار نے امام مالک رحمہ اللہ پر جھوٹ بولا ہے۔

۲۷) عبدالغفار نے لکھا: ''امام ابو یوسف القاضیؒ م ۱۸۲ھ جو کہ مشہور امام۔ قاضی القضاۃ ہیں نے مطلق تقلید کو بھی جائز اور عامی پر تقلید محمود کو جائز قرار دیا ہے مثلاً...''

(قافلہ ج ا ش ۴ ص ۳۶)

مذکورہ قول قاضی ابو یوسف سے باسند صحیح ثابت نہیں ہے اور رازی، سمرقندی اور الکفایہ کے بے سند حوالے مردود ہیں۔

۲۸) عبدالغفار نے لکھا: ''امام محمد بن ادریس الشافعیؒ م ۲۰۴ھ (یہ صحیح بخاری معلقاً و سنن اربعہ کے راوی ہیں) نے مطلق تقلید محمود کو جائز اور تقلیدی ایمان اور مقلد کے ایمان کو صحیح قرار دیا ہے...'' (قافلہ ج ا ش ۴ ص ۳۷)

امام شافعی رحمہ اللہ سے مذکورہ قول باسند صحیح ثابت نہیں ہے بلکہ امام شافعی رحمہ اللہ

نے اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع فرمایا تھا۔

دیکھئے مختصر المزنی (ص ۱) اور میری کتاب: دین میں تقلید کا مسئلہ (ص ۳۸)

۲۹) محمد رضوان عزیز دیوبندی نے مولانا عبدالحق بنارسی رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا:

''اس شخص نے ۱۲۴۶ھ غالباً 1825ء میں غیر مقلدیت کی بنیاد رکھی۔'' (قافلہ ج ۱ ش ۴ ص ۵۰)

مولانا عبدالحق بن فضل اللہ العثمانی النیوتینی البنارسی رحمہ اللہ ۱۲۰۶ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ (دیکھئے نزہۃ الخواطر ج ۷ ص ۲۶۶)

جبکہ اُن سے صدیوں پہلے فوت ہونے والے حافظ ابن حزم کو ماسٹر امین اوکاڑوی نے غیر مقلد لکھا ہے۔ دیکھئے تجلیاتِ صفدر (ج ۲ ص ۵۹۲) اور یہی مضمون فقرہ نمبر ۸

۳۰) سیف اللہ سیفی دیوبندی نے میر نور الحسن بن نواب صدیق حسن خان کی کتاب ''عرف الجادی'' (ص ۲۶) سے رفع یدین کے بارے میں نقل کیا:

''رکوع سے پہلے رکوع کے بعد اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نہیں کیا پس اس کے کرنے پر ثواب اور اسکو چھوڑنے والے پر کوئی ملامت نہیں'' (قافلہ ج ۱ ش ۴ ص ۵۴)

عرف الجادی کے مذکورہ صفحے پر اس طرح کی کوئی عبارت سرے سے موجود نہیں ہے بلکہ کتاب تو فارسی میں ہے لہٰذا اُردو کہاں سے آ گئی؟

عرف الجادی کے محولہ صفحے پر رفع یدین کے بارے میں لکھا ہوا ہے کہ ''باری آنخضرت صللم کرد وباری نکرد پس فاعل آن مثاب باشد وتارک آن غیر ملام...'' (ص ۲۶)

عبارتِ مذکورہ کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے بعض دفعہ رفع یدین کیا اور بعض دفعہ رفع یدین نہیں کیا لہٰذا رفع یدین کے فاعل کو ثواب ملے گا اور تارک پر ملامت نہیں کرنی چاہئے۔ سیفی نے اس عبارت کی تحریف کر کے بہت بڑا جھوٹ بولا ہے۔

تنبیہ: نور الحسن کی عبارتِ مذکورہ میں کئی باتیں غلط ہیں مثلاً آپ ﷺ کے نام کے ساتھ ''صللم'' لکھا ہوا ہے حالانکہ پورا درود وسلام لکھنا چاہئے اور یہ دعویٰ کہ آپ نے کبھی رفع یدین

کیا اور کبھی نہیں کیا، بھی غلط ہے کیونکہ ترکِ رفع یدین کا کوئی ثبوت صحیح یا حسن لذاتہ سند سے کہیں بھی نہیں ہے۔ دیکھئے میری کتاب: نور العینین فی مسئلہ رفع الیدین

۳۱) سیفی نے اہلِ حدیث کے بارے میں لکھا کہ ان کے نزدیک:

''ا۔ روضہ اطہر کے پاس صلاۃ وسلام کا عقیدہ شرک ہے'' (قافلہ ج ا ش ۴ ص ۵۶)

عرض ہے کہ یہ صریح جھوٹ اور بہتان ہے جو اہلِ حدیث پر باندھا گیا ہے۔ نیز دیکھئے یہی مضمون فقرہ نمبر ۱۵

۳۲) موجودہ دور کے اہلِ حدیث کے بارے میں سیفی دیوبندی نے لکھا کہ اُن کے نزدیک: ''۴۔ ایک مٹھی سے زائد داڑھی کے بال کٹوانے حرام ہیں۔'' (قافلہ ج ا ش ۴ ص ۵۶)

اگر اس سے مراد تمام اہلِ حدیث ہیں تو سیفی کی یہ عبارت صریح جھوٹ ہے کیونکہ راقم الحروف نے علانیہ لکھا ہے: ''ان آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مشت سے زیادہ داڑھی کا ٹنا اور رخساروں کے بال لینا جائز ہے تاہم بہتر یہ ہے کہ داڑھی کو بالکل قینچی نہ لگائی جائے۔ واللہ اعلم''

(ماہنامہ الحدیث حضرو: ۲۷ ص ۵۸)

اگر بعض اہلِ حدیث مراد ہیں تو تمام اہلِ حدیث کے خلاف اسے پیش کرنا غلط ہے۔

۳۳) محمد عمران صفدر دیوبندی نے اہلِ حدیث پر تہمت لگاتے ہوئے لکھا ہے:

''غیر مقلدین نے اپنا سارا زور فروعی مسائل میں صرف کر دیا اور....'' (قافلہ ج ا ش ۴ ص ۵۷)

عرض ہے کہ ہمارے استاذ محترم شیخ بدیع الدین الراشدی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب ''توحید خالص'' لکھی۔ کیا یہ فروعی مسائل پر زور صرف کیا ہے؟

اس طرح کی کتبِ عقیدہ کے تعارف کے لئے ایک مفصل کتاب کی ضرورت ہے۔

۳۴) امام نماز میں تکبیریں اونچی کہے اور مقتدی آہستہ، اس مسئلے کے بارے میں ابن خان محمد نے بغیر کسی حوالے کے لکھا: ''میں نے کہا کہ مسئلہ فقہ حنفی کا ہے'' (قافلہ ج ا ش ۴ ص ۶۱)

عرض ہے کہ یہ مسئلہ صراحت کے ساتھ امام ابوحنیفہ، قاضی ابو یوسف اور ابن فرقد الشیبانی سے باسند صحیح ثابت نہیں ہے لہٰذا یہ کہنا کہ ''یہ مسئلہ فقہ حنفی کا ہے'' جھوٹ ہے۔

تنبیہ: تکبیرات کے سلسلے میں دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو (عدد ۶ ص ۱۶۔۱۹)

۳۵ تا ۳۸) سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے کیا ہے کہ میں تمھیں سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ اُٹھاتے ہوئے دیکھتا ہوں؟ نماز میں سکون کرو۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۸۱)

یہ حدیث ذکر کر کے ایک مجہول دیوبندی (جو دیوبندی قافلہ کے ادارے میں سے ہے) نے لکھا: ''اس حدیث سے امام الائمہ، المحدث، الفقیھی ابوحنیفہ م ۱۵۰ھ و امام سفیان ثوری م ۱۶۱ھ امام ابن ابی لیلیٰ م ۱۴۸ اور امام، محدث، فقیھی، مالک بن انس م ۱۷۹ھ نے ترک رفع یدین پر استدلال کیا تو اگر جاھل تجھے نظر نہ آئے تو ہم کیا کریں'' (قافلہ ج ۳ ش ۱ ص ۵)

عرض ہے کہ کذاب مجہول نے اس عبارت میں چار علماء پر جھوٹ بولا ہے لہٰذا یہ دیوبندی جھوٹ نمبر ۳۵ تا جھوٹ ۳۸ ہے، مجہول نے کوئی حوالہ پیش نہیں کیا۔

اس کے بیان پر تبصرہ درج ذیل ہے:

اول: امام ابوحنیفہ سے حدیثِ مذکور کو رفع یدین کے خلاف پیش کرنا یقیناً ثابت نہیں ہے۔

دوم: امام سفیان ثوری سے حدیثِ مذکور کو رفع یدین کے خلاف پیش کرنا قطعاً ثابت نہیں ہے۔

سوم: محمد بن ابی لیلیٰ (فقیہ) سے حدیثِ مذکور کو رفع یدین کے خلاف پیش کرنا کہیں ثابت نہیں ہے۔

چہارم: امام مالک سے حدیثِ مذکور کو رفع یدین کے خلاف پیش کرنا بالکل ثابت نہیں ہے۔ بلکہ اس کے برعکس یہ ثابت ہے کہ امام مالک رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع یدین کے قائل وفاعل تھے۔ دیکھئے سنن الترمذی (ح ۲۵۶) تاریخ دمشق لابن عساکر (۵۵/۱۳۴، وسندہ حسن) اور میری کتاب نور العینین (ص ۱۷۷ تا ۱۷۹)

جو شخص سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو رفع یدین کے خلاف پیش کرتا ہے۔ علامہ نووی نے اُس کے فعل کو جہالتِ قبیحہ کہا ہے۔ دیکھئے المجموع شرح المہذب (ج ۳ ص ۴۰۳)

امام بخاری نے ایسے شخص کا سختی سے رد کیا ہے۔ دیکھئے جزء رفع الیدین (بتحقیقی: ۳۷)
ابن ملقن نے اسے انتہائی بُری جہالت میں سے قرار دیا۔ دیکھئے البدر المنیر (۳/۴۸۵)
محمود حسن دیوبندی نے کہا: ''باقی اَذْ ناب خَیلٍ کی روایت سے جواب دینا بروئے انصاف درست نہیں کیونکہ وہ سلام کے بارہ میں ہے....'' (الورد الشذی ص ۶۳، نور العینین ص ۲۹۸)
محمد تقی عثمانی دیوبندی نے کہا: ''لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ اس حدیث سے حنفیہ کا استدلال مشتبہ اور کمزور ہے....'' (درس ترمذی ج ۲ ص ۳۶)
ان تصریحات کے باوجود مجہول نے حدیثِ مذکور کو رفع یدین کے خلاف پیش کیا ہے بلکہ امام ابوحنیفہ، امام سفیان ثوری، فقیہ محمد بن ابی لیلیٰ اور امام مالک پر بہتان لگا دیا ہے جس کا جواب اُسے اللہ کے دربار میں دینا پڑے گا۔ ان شاء اللہ

۳۹) عبدالغفار دیوبندی نے میرے بارے میں لکھا:
''....اور اپنے آپ کو امام ذھبیؒ و امام بخاریؒ خیال کرتا ہے'' (قافلہ ج ۳ ش ۱ ص ۴۴)
یہ عبدالغفار کا مجھ پر بہت بڑا جھوٹ، افتراء اور بہتان ہے کیونکہ میں اپنے آپ کو نہ امام ذہبی خیال کرتا ہوں اور نہ امام بخاری سمجھتا ہوں بلکہ میرے بارے میں ڈاکٹر خالد ظفر اللہ حفظہ اللہ نے ''محققِ دوراں'' لکھ دیا تھا جس پر میں نے ناشر سے احتجاج کیا اور اسے کتاب نور العینین سے خارج کر دیا۔ پرانا اور جدید ایڈیشن اس پر گواہ ہیں۔

۴۰) محمد رضوان عزیز دیوبندی نے ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی کے بارے میں لکھا:
''اور غیر مقلدین کی فتنہ پرور کوکھ سے جنم لینے والا ابوالفتن مسعود الدین عثمانی اپنی پمفلٹ ''یہ مزار یہ میلے'' ص ۱۰ پر رقمطراز ہے....'' (قافلہ ج ۳ ش ۱ ص ۵۵)
عرض ہے کہ ڈاکٹر عثمانی کبھی اہلِ حدیث نہیں تھا بلکہ دیوبندیوں کے وفاق المدارس ملتان کا فارغ التحصیل اور یوسف بنوری کا شاگرد تھا جس پر اس کی کتابیں اور اس کے ساتھی گواہ ہیں لہٰذا رضوان عزیز نے جھوٹ کا ''لک'' توڑ دیا ہے۔

۴۱) عبدالغفار نے لکھا:

''جبکہ امام بخاریؒ کا اپنا قائدہ یہ ہے کہ جو راوی و روایت اصالۃً ہے وہی متابعۃً بھی ہے اور جو راوی و روایت متابعۃً ہے وہی اصالۃً بھی ہے کما ذکرہ'' (قافلہ ج ۲ شمارہ ۲ ص ۴۵)

عرض ہے کہ امام بخاری کا یہ قاعدہ امام بخاری رحمہ اللہ سے ثابت نہیں ہے لہٰذا عبدالغفار نے امام بخاری پر جھوٹ بولا ہے۔

۴۲) محمد انصر باجوہ دیوبندی نے لکھا:

''غیر مقلدین کے بانی نواب صدیق خان....'' (قافلہ ج ۲ ش ۲ ص ۴۹)

اس کے مقابلے میں امین اکاڑوی نے لکھا ہے کہ ''فرقہ غیر مقلدین کا بانی عبدالحق بنارسی ہے۔ (تجلیات صفدر ج ۳ ص ۶۳۳)

ان دو عبارتوں سے معلوم ہوا کہ انصر باجوہ کے نزدیک اوکاڑوی کذاب تھا اور اوکاڑوی کے نزدیک انصر باجوہ کذاب ہے۔ ہمارے نزدیک دونوں نے ہی جھوٹ بولا ہے کیونکہ سرفراز خان صفدر دیوبندی نے نواب صدیق حسن اور مولانا عبدالحق رحمہ اللہ سے صدیوں پہلے فوت ہو جانے والے ابن حزم کو ''غیر مقلد'' لکھا ہے۔

دیکھئے الکلام المفید (ص ۸۰) اور ماہنامہ الحدیث: ۵۷ ص ۲۹

۴۳) اللہ دتہ بہاولپوری نے ملفوظاتِ اوکاڑوی میں لکھا:

''یہ ایک مسلمہ اور تاریخی حقیقت ہے کہ پاک و ہند میں انگریز کے دورِ حکومت سے پہلے غیر مقلدین کا وجود نہ تھا....'' (قافلہ ج ۲ ش ۲ ص ۵۹)

یہ ملفوظ صریح جھوٹ ہے کیونکہ انگریز دورِ حکومت سے پہلے ہندوستان میں تقلید نہ کرنے والے لوگ موجود تھے مثلاً فخر الدین زرادی (متوفی ۷۴۸ھ) نے کہا:

''والأمر بالسؤال من غیر تعیین یدل علٰی أن اختیار المذھب المعین بدعة''

بغیر تعین کے مسئلہ پوچھنے کا حکم اس پر دلالت کرتا ہے کہ متعین مذہب کو اختیار کرنا بدعت ہے۔ (نزہۃ الخواطر ج ۲ ص ۱۰۸ ت ۱۸۱)

ماسٹر امین اوکاڑوی نے مولانا محمد حیات سندھی رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا:

"...مولوی محمد حیات سے پہلے سندھ میں، مولوی عبداللہ الغزنوی سے پہلے امرتسر میں، میاں نذیر حسین سے پہلے دہلی میں، مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی سے پہلے پاک و ہند میں کوئی غیر مقلد موجود نہ تھا۔" (تجلیات صفدر ج ۵ ص ۳۵۵)

مولانا محمد حیات رحمہ اللہ ۱۱۶۳ھ میں فوت ہوئے۔ دیکھئے تجلیات صفدر (۲/ ۲۳۸)

یہ ۱۷۴۹، ۱۷۵۰ عیسوی کا دور تھا۔ دیکھئے تقویم تاریخی (ص ۲۹۱)

اس دور میں ہندوستان پر مغلوں کی حکومت تھی اور انگریزوں کا قبضہ نہیں ہوا تھا۔ معلوم ہوا کہ اوکاڑوی کے اپنے اعتراف کے مطابق انگریزوں کے دور سے پہلے برصغیر میں اہلِ حدیث موجود تھے۔

۴۴) نور محمد قادری تونسوی دیوبندی نے لکھا: "ائمہ مجتہدین اور ان کے پیروکار فرماتے ہیں کہ ایک عام مسلمان جو اتنی صلاحیت نہیں رکھتا براہ راست بذریعہ اجتہاد کتاب وسنت سے مسائل کا استنباط کر سکے اس کے لئے کسی مجتہد کی تقلید اور پیروی ضروری ہے کہ وہ اپنے امام مجتہد کی رہنمائی میں قرآن وحدیث پر آسانی سے عمل کر سکے" (قافلہ ج ۲ ش ۳ ص ۱۲)

تونسوی مذکور نے اپنے مذکورہ بیان میں ائمہ اربعہ پر جھوٹ بولا ہے کیونکہ ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام سے بھی یہ ثابت نہیں کہ اس نے یہ کہا ہو: "عامی پر مجتہد کی تقلید اور پیروی ضروری ہے" بلکہ اس کے برعکس امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع کیا۔ دیکھئے مختصر المزنی (ص ۱) اور یہی مضمون فقرہ: ۲۸

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: "**ولا تقلدوني**" اور میری تقلید نہ کرو۔

(آداب الشافعی ومناقبہ لابن ابی حاتم ص ۵۱، وسندہ حسن، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۳۸)

۴۵) نور محمد قادری تونسوی نے لکھا: "لیکن عصر ہذا کے غیر مقلدین اس زمین والی قبر کی جزا وسزا میں شرکت کے قائل نہیں ہیں نہ ہی اعادہ روح اور تعلق کے قائل ہیں اور نہ ہی دنیا والے جسد کے جزا وسزا میں شرکت کے قائل ہیں بلکہ یہ لوگ روح کے لئے ایک اور جسد تجویز کرتے ہیں اور...." (قافلہ ج ۲ ش ۳ ص ۱۲)

اس بیانِ مذکور میں تونسوی نے بہت سے جھوٹ بولے ہیں مثلاً یہ کہ ''اہلِ حدیث قبر میں اعادۂ روح کے قائل نہیں ہیں'' حالانکہ اہلِ حدیث کے نزدیک اعادۂ روح ثابت ہے اور اعادۂ روح والی حدیث صحیح یا حسن لذاتہ ہے۔ دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۱۴ ص ۲۹

تونسوی کے دیگر اکاذیب کے رد کے لئے دیکھئے الحدیث (۱۴ ص ۲۱ تا ۳۲، عدد ۱۸ ص ۴۳ تا ۴۵)

۴۶) نور محمد تونسوی نے لکھا: ''ائمہ اربعہ'' اور ان کے مقلدین کا یہ عقیدہ ہے کہ وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بتعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں اور جواب مرحمت فرماتے ہیں....'' (قافلہ ج ۲ ش ۳ ص ۱۲)

عرض ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک سے بھی یہ عقیدہ باسند صحیح ثابت نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی قبر پر حاضر ہونے والوں کا صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں لہٰذا تونسوی نے عبارتِ مذکورہ میں جھوٹ بولا ہے بلکہ اس عبارت میں اور جھوٹ بھی ہیں۔

۴۷) تونسوی نے لکھا: ''ائمہ اربعہؒ اور ان کے مقلدین کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مزار اقدس کی زیارت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے استشفاع (شفاعت کی درخواست کرنا) جائز ہے کیونکہ....'' (قافلہ ج ۲ ش ۳ ص ۱۳)

عرض ہے کہ ائمہ اربعہ (امام مالک، شافعی، احمد اور ابو حنیفہ) سے یہ ثابت نہیں کہ آپ ﷺ کی قبر کی زیارت کے وقت آپ سے شفاعت کی درخواست کرنا جائز ہے لہٰذا تونسوی نے ایک ہی سانس میں چار اماموں پر جھوٹ بولا ہے۔

تنبیہ: امام مالک رحمہ اللہ سے بھی استشفاع عندالقبر باسند صحیح ثابت نہیں ہے۔
دیکھئے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی کتاب: قاعدہ جلیلۃ فی التوسل والوسیلہ (ص ٦٦، ٦٧، اردو ترجمہ ص ۱۱۹، ۱۲۰)

۴۸) تونسوی نے لکھا: ''ائمہ اربعہؒ کے نزدیک توسل بالانبیاء والصالحین جائز و ثابت ہے''
(قافلہ ج ۲ ش ۳ ص ۱۳)

عرض ہے کہ ائمۂ اربعہ میں سے کسی ایک امام سے بھی انبیاء اور صالحین کی وفات کے بعد اُن کے توسل (وسیلہ پکڑنے) کا جواز ثابت نہیں ہے لہٰذا تونسوی نے ائمۂ اربعہ پر جھوٹ بولا ہے۔ اگر تونسوی کو اپنے جھوٹ اور افتراء سے انکار ہے تو اس پر یہ ضروری ہے کہ باسند صحیح ائمۂ اربعہ میں سے ہر امام سے توسل بالاموات کا عقیدہ صراحتاً ثابت کرے۔!

۴۹) سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں ایک رات باہر تشریف لائے تو لوگوں کو چوبیس رکعتیں اور تین وتر پڑھائے۔ (تاریخ جرجان طبع قدیم ص ۳۱۷ ح ۵۵۶، طبع جدید ص ۱۴۲)

اس حدیث کو نقل کرتے ہوئے ''أربعة و عشرين ركعة'' میں سے عبدالغفار دیوبندی نے ''أربعة'' (چار) کا لفظ کاٹ دیا اور درج ذیل ترجمہ لکھا: ''یعنی ایک رات رمضان میں ۲۰ رکعت تراویح پڑھائی (تاریخ جرجان للسھمی ص ۱۴۲ اط بیروت)''

(قافلہ ج ۲ ش ۳ ص ۳۱)

چوبیس رکعتوں کو عبدالغفار نے بیس رکعتیں کر کے تاریخ جرجان پر جھوٹ بولا ہے۔

تنبیہ: روایتِ مذکورہ کی سند محمد بن حمید الرازی، عمر بن ہارون، ابرہیم بن الحناز (؟) اور عبدالرحمٰن کی وجہ سے سخت باطل و مردود ہے بلکہ اس کے راوی محمد بن حمید الرازی کے بارے میں حافظ ظہور احمد الحسینی (حضروی دیوبندی حیاتی) نے علانیہ لکھا ہے کہ ''قیام اللیل وغیرہ میں اس روایت کو یعقوب قمی سے نقل کرنے والا محمد بن حمید الرازی بھی ائمہ رجال کے نزدیک نہایت ضعیف، کذاب اور متروک راوی ہے۔''

(رکعاتِ تراویح ایک تحقیقی جائزہ طبع جنوری ۲۰۰۷ء ص ۲۳۷)

یہ وہی ظہور احمد ہے جس کی ایک کتاب پر ابوالحسن دیوبندی نے تبصرہ لکھ کر بڑی تعریف کی ہے۔ دیکھئے الیاس گھمن کا قافلہ... (ج ۳ ش ۱ ص ۶۰، ۶۱)

دیوبندیوں کا یہ عجیب و غریب اصول ہے کہ اگر ایک راوی اُن کی مرضی کی سند میں آجائے تو اس کی توثیق کرتے ہیں اور حسن درجے کا راوی قرار دیتے ہیں جیسے کہ عبدالغفار

نے یہاں حرکت کی ہے اور اگر وہی راوی مرضی کے خلاف والی حدیث میں آجائے تو اسے کذاب اور متروک لکھ دیتے ہیں جیسا کہ ظہور احمد کی تحریر سے ظاہر ہے۔ بتائیں کہ یہ دو پیمانے کیوں رکھے ہوئے ہیں؟ کیا سیدنا شعیب علیہ السلام کی قوم کے انجام سے بے خبر ہیں؟!

۵۰) اللہ دتہ بہاولپوری دیوبندی نے ملفوظاتِ اوکاڑوی میں لکھا:

''ارشاد فرمایا کہ بخاری شریف میں رفع یدین کا صرف اتنا ثبوت ہے جتنا کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا (کیونکہ بیٹھ کر پیشاب کرنے کی کوئی روایت موجود نہیں) اگر ہے تو وہ بھی صرف شافعیوں کا رفع یدین کا ثبوت ہے غیر مقلدین کی رفع یدین کا نہیں کیونکہ دس جگہ کی روایت موجود نہیں ہے۔'' (قافلہ ج۲ ش۳ ص۳۵)

عبارتِ مذکورہ میں اوکاڑوی اور اللہ دتہ دونوں نے کئی جھوٹ بولے ہیں مثلاً:

اول: صحیح بخاری میں رفع یدین کی روایت دو صحابیوں سے ہے اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی صرف ایک صحابی سے لہٰذا ''صرف اتنا ثبوت ہے'' کہنا جھوٹ ہے۔

دوم: صحیح بخاری میں رفع یدین کی دونوں مرفوع حدیثوں (جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک رفع یدین ہے) کے ساتھ دونوں صحابیوں کا عمل بھی مذکور ہے جبکہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے بارے میں صرف مرفوع حدیث ہے اور صحابی کا عمل نہیں۔

سوم: صحیح بخاری میں بیٹھ کر قضائے حاجت کرنے والی حدیث ہے۔

دیکھئے صحیح بخاری (کتاب الوضوء باب التبرز فی البیوت ح ۱۴۹، درسی نسخہ ج ا ص ۲۷)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''**فرأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاعدًا علی لبنتین مستقبل بیت المقدس**''

پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ بیت المقدس کی طرف رُخ کئے ہوئے دو اینٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

اس حدیث کا ترجمہ عبدالدائم جلالی دیوبندی نے درج ذیل الفاظ میں کیا ہے:

''....اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کی طرف منہ کئے دو اینٹوں پر بیٹھے ہوئے

دیکھا۔" (مطبوعہ المکتبۃ العربیہ اقبال ٹاؤن لاہور ج۱ ص۷۷ ح۱۴۸)

حدیثِ مذکور سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر قضائے حاجت فرمارہے تھے اور یہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ پیشاب اور پاخانہ دونوں قضائے حاجت میں سے ہیں۔

تنبیہ: ماسٹر امین اکاڑوی کے حواشی کے ساتھ صحیح بخاری کا جو ترجمہ چھپا ہے، اس میں "قاعدًا" [بیٹھے ہوئے] کا ترجمہ اُڑا دیا گیا ہے۔

دیکھئے صحیح بخاری (مطبوعہ مکتبہ مدنیہ اردو بازار لاہور ج۱ ص۱۳۱،۱۳۲ ح۱۴۹)

اللہ ہی جانتا ہے کہ یہ کس کی حرکت ہے؟ مترجم کی یا محشی کی؟ یا......؟

قارئین کرام! اس مضمون میں حیاتی دیوبندیوں کے محمد الیاس گھمن کے رسالے "قافلۂ حق" جو کہ اصل میں قافلۂ باطل ہے، سے پچاس جھوٹ باحوالہ مع رد پیش کر دیئے ہیں تاکہ عام مسلمان بھی اِن لوگوں کے فتنے سے بچ جائیں۔

اِن لوگوں کے جھوٹ، اکاذیب اور افتراءات اور بھی بہت ہیں مگر مشتے از خروارے کے طور پر اہلِ انصاف کے لئے یہی نمونے کافی ہیں اور اہلِ ضد و عناد کے لئے ہزاروں حوالے بھی بے کار ہیں۔ وما علینا إلا البلاغ (۴/فروری ۲۰۰۹ء)

اسماعیل جھنگوی کے پندرہ (15) جھوٹ

کچھ لوگ اہلِ حدیث کے خلاف دن رات پروپیگنڈا کرتے اور فروغِ اکاذیب میں مصروف رہتے ہیں جن میں سے ابو بلال محمد اسماعیل جھنگوی دیوبندی بھی ہیں۔ اس مختصر مضمون میں جھنگوی مذکور کی کتاب ''تحفۂ اہلحدیث'' حصہ اول سے پندرہ جھوٹ اوران کا ردتبصرہ کے عنوان سے باحوالہ پیشِ خدمت ہے:

جھوٹ نمبر ۱: اسماعیل جھنگوی صاحب لکھتے ہیں:

''بیٹھ کر پیشاب کرنا بخاری میں نہیں'' (تحفۂ اہلحدیث ص ۴ نیز دیکھئے ص ۱۰)

تبصرہ: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''**فرأیت رسول الله ﷺ قاعدًا علٰی لبنتین، مستقبل بیت المقدس**'' پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ دو اینٹوں پر (قضائے حاجت فرماتے ہوئے) بیت المقدس کی طرف رخ کئے ہوئے بیٹھے تھے۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۷ ح ۱۴۹، ارشاد القاری للقسطلانی ج ۱ ص ۲۳۸)

تنبیہ (۱): اگر کوئی یہ کہے کہ ''قضائے حاجت میں صرف بڑا پیشاب ہی ہوتا ہے چھوٹا پیشاب نہیں ہوتا'' تو یہ قول بلا دلیل اور مردود ہے۔

تنبیہ (۲): اہلِ حدیث کے نزدیک صحیح و حسن لذاتہ حدیث حجت اور معیارِ حق ہے، چاہے صحیح بخاری میں ہو یا صحیح مسلم میں یا حدیث کی کسی بھی معتبر و مستند کتاب میں۔ اہلِ حدیث کا قطعاً یہ دعویٰ نہیں ہے کہ صرف صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث ہی حجت ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ ایک حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کرتے تھے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۱/۱۰۲ وسندہ حسن)

ایک روایت میں نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے اشارتاً منع فرمایا۔

(دیکھئے کشف الاستار ۱/۲۶۶ ح ۵۴۷ وسندہ حسن) معلوم ہوا کہ پیشاب بیٹھ کر ہی کرنا

چاہئے اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنا منسوخ ہے یا حالتِ عذر میں جواز پر محمول ہے۔

جھوٹ نمبر ۲،۳: اسماعیل جھنگوی صاحب لکھتے ہیں:

''نبی کریم علیہ السلام تو ننگے سر آدمی کے سلام کا جواب تک نہیں دیتے (مشکوۃ)''

(تحفۂ اہلحدیث ص ۱۳)

تبصرہ: یہ بالکل جھوٹ اور دروغ بے فروغ ہے۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صاحبِ مشکوٰۃ دونوں پر جھوٹ بولا گیا ہے۔ مشکوٰۃ میں اس طرح کی کوئی حدیث نہیں ہے۔

جھوٹ نمبر ۴: اہلِ حدیث اور اہلِ سنت کے بارے میں اسماعیل جھنگوی صاحب لکھتے ہیں:

''پیارے ان کو ایک نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ان دو کے درمیان بعد المشرقین ہے۔ نبی کریم علیہ السلام نے ہمارا نام اہل سنت والجماعت رکھا ہے۔ اہل حدیث نہیں رکھا۔'' (تحفۂ اہلحدیث ص ۵۰)

تبصرہ: اہلِ حدیث اور اہل سنت کو علیحدہ علیحدہ اور بعد المشرقین قرار دینا بھی جھوٹ ہے اور یہ تو بہت بڑا جھوٹ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیوبندیوں کا نام اہلِ سنت والجماعت رکھا ہے۔

تنبیہ: عبدالحق حقانی (تقلیدی) لکھتے ہیں: ''اور اہل سنت شافعی حنبلی مالکی حنفی ہیں اور اہل حدیث بھی ان ہی میں داخل ہیں'' (عقائد الاسلام ص ۳)

یہ کتاب محمد قاسم نانوتوی کی مطالعہ شدہ اور پسندیدہ ہے۔ دیکھئے عقائد الاسلام (ص ۲۶۴)

محمد کفایت اللہ دہلوی دیوبندی لکھتے ہیں:

''ہاں اہلِ حدیث مسلمان ہیں اور اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں۔ ان سے شادی بیاہ کا معاملہ کرنا درست ہے۔ محض ترکِ تقلید سے اسلام میں فرق نہیں پڑتا اور نہ اہل سنت والجماعت سے تارک تقلید باہر ہوتا ہے۔ فقط'' (کفایت المفتی ج ۱ ص ۳۲۵ جواب نمبر ۳۷۰)

جھوٹ نمبر ۵: اسماعیل جھنگوی صاحب لکھتے ہیں:

''اہل سنت قبر میں عذاب وثواب کے قائل ہیں جبکہ موجودہ غیر مقلد اہل حدیث اس کے قائل نہیں ہیں۔'' (تحفۂ اہلحدیث ص ۵۳)

تبصرہ: ہم اور ہمارے تمام اساتذہ قبر میں عذاب وراحت کے قائل ہیں۔ مثلاً ہمارے

استاد شیخ ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی السندھی رحمہ اللہ نے منکرینِ عذابِ قبر کے رد میں ایک کتاب ''القضاء والجزاء بأمر الله متٰی یشاء'' لکھی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں:

''اور عذابِ قبر کا انکار کرنا دیانتداری کے خلاف ہے۔'' (ص ۴)

ہمارے ایک قابلِ احترام دوست ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی حفظہ اللہ تو منکرینِ عذابِ قبر کے خلاف بے نیام تلوار اور اس فن کے امام ہیں۔ میرے انتہائی محترم استاد حافظ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ نے اس مسئلے پر کتاب لکھی ہے اور منکرینِ عذابِ قبر کا زبردست رد کیا ہے۔ اس مسئلے پر راقم الحروف کی کتاب ''تحقیق وترجمۃ عذاب القبر للبیہقی'' ابھی تک غیر مطبوع ہے۔

جھوٹ نمبر ۶: اسماعیل جھنگوی صاحب لکھتے ہیں:

''اہل سنت حضور علیہ السلام کے روضہ کی زیارت کو ثواب سمجھتے ہیں جبکہ غیر مقلد اہل حدیث اسے حرام کہتے ہیں۔'' (تحفۂ اہلحدیث ص ۵۴)

تبصرہ: یہ بالکل کالا جھوٹ ہے۔ اہلِ حدیث کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامت ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کا حکم دیا ہے کیونکہ یہ آخرت کی یاد کا ذریعہ ہے۔ (صحیح مسلم: ۹۷۷، الترمذی: ۱۰۵۴)

تنبیہ: کسی خاص قبر کی زیارت کے لئے دور سے سفر کرنے کے بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور اہلِ حدیث علماء کے نزدیک راجح یہی ہے کہ مسجد نبوی کی نیت سے سفر کیا جائے اور بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر یا حجرے کی زیارت کی جائے۔ والحمدللہ

جھوٹ نمبر ۷: اسماعیل جھنگوی لکھتے ہیں:

''اہل سنت بیس تراویح سے کم کے قائل نہیں'' (تحفۂ اہلحدیث ص ۵۴)

تبصرہ: قاضی ابوبکر بن العربی المالکی (متوفی ۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

''اور صحیح یہ ہے کہ گیارہ رکعات پڑھنی چاہئیں''

(عارضۃ الاحوذی ۴/۱۹ ح ۸۰۶، تعداد رکعاتِ قیام رمضان کا تحقیقی جائزہ ص ۸۶)

کیا قاضی صاحب اہلِ سنت سے خارج تھے؟

علامہ قرطبی (متوفی ٦٥٦ھ) لکھتے ہیں: ''اور کثیر علماء یہ کہتے ہیں کہ گیارہ رکعتیں ہیں''

(المفہم من تلخیص کتاب مسلم ٢/ ٣٩٠، تعدادِ رکعاتِ قیامِ رمضان ص ٨٦)

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اگر رکعتیں کم اور قیام لمبا ہو تو بہتر ہے اور مجھے زیادہ پسند ہے...'' (مختصر قیام اللیل للمروزی ص ٢٠٢، ٢٠٣، تعدادِ رکعاتِ قیامِ رمضان ص ٨٥)

کیا یہ سب اہلِ سنت سے خارج تھے؟

جھوٹ نمبر ٨: اسماعیل جھنگوی صاحب لکھتے ہیں:

''اہل سنت نماز میں قرآن شریف کو دیکھ کر پڑھنا ناجائز سمجھتے ہیں۔'' (تحفۂ اہلحدیث ص ٥٤)

تبصرہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا غلام (رمضان میں) قرآن مجید دیکھ کر امامت کراتا تھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ٢/ ٣٣٨ ح ٧٢١٥ وسندہ صحیح، صحیح بخاری قبل ح ٦٩٢)

مشہور تابعی محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے نزدیک قرآن مجید دیکھ کر امامت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ٧٢١٤ وسندہ صحیح)

تابعیہ عائشہ بنت طلحہ بن عبید اللہ التیمیہ رحمہا اللہ اپنے غلام یا کسی شخص کو حکم دیتیں تو وہ انھیں مصحف (قرآن) دیکھ کر نماز پڑھاتا تھا۔ (ابن ابی شیبہ: ٧٢١٧ وسندہ صحیح)

حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ نے قرآن دیکھ کر نماز پڑھانے کی اجازت دی۔

(ابن ابی شیبہ: ٧٢١٨ وسندہ صحیح)

حسن بصری بھی اسے جائز سمجھتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ: ٧٢١٩ وسندہ صحیح)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا غلام مصحف ہاتھ میں پکڑے ہوئے قرآن دیکھ کر لقمہ دیتا تھا۔

(ابن ابی شیبہ: ٧٢٢٢ وسندہ حسن)

امام محمد بن سیرین نماز پڑھتے اور ان کے قریب ہی مصحف ہوتا تھا، جب انھیں کسی (آیت) میں تردد ہوتا تو مصحف دیکھ لیا کرتے تھے۔ (مصنف عبدالرزاق ٢/ ٤٢٠ ح ٣٩٣١ وسندہ صحیح)

امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا قرآن مجید دیکھ کر نماز پڑھائی جاسکتی ہے؟

تو انھوں نے فرمایا: جی ہاں، جب سے اسلام ہے، لوگ یہ کر رہے ہیں۔

(المصاحف لابن ابی داود ص ۲۲۲ وسندہ حسن)

یحییٰ بن سعید الانصاری رحمہ اللہ نے فرمایا: میں رمضان میں قرآن دیکھ کر قراءت کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ (المصاحف ص ۲۲۲ وعندہ: ''معاوية عن صالح بن يحيى بن سعيد الأنصاري'' والصواب: ''معاوية بن صالح عن يحيى بن سعيد الأنصاري'' وسندہ حسن)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مشہور استاد امام عطاء بن ابی رباح المکی التابعی رحمہ اللہ نماز میں قرآن دیکھ کر قراءت کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

(المصاحف لابن ابی داود ص ۲۲۲ وسندہ حسن، رباح بن ابی معروف حسن الحدیث وثقہ الجمہور وباقی السند صحیح)

کیا خیال ہے؟ یہ صحابۂ کرام و تابعین و سلف صالحین اہلِ سنت سے خارج تھے؟ جو شخص انھیں اہلِ سنت سے خارج سمجھتا ہے وہ بذاتِ خود اہلِ سنت سے خارج اور گمراہ ہے۔

تنبیہ: بعض علماء مثلاً حماد اور قتادہ وغیرہما مصحف دیکھ کر قرآن پڑھنا ناپسند کرتے یا مکروہ سمجھتے تھے۔ (مثلاً دیکھئے ابن ابی شیبہ: ۲۳۰/۲ وسندہ صحیح)

یہ قول اس پر محمول ہے کہ صحیح العقیدہ حافظ ہونے کے باوجود جان بوجھ کر قرآن دیکھ کر نماز میں قراءت کی جائے۔

دوسرے یہ کہ صحابہ اور کبار تابعین کے مقابلے میں ان اقوال کی کیا حیثیت ہے؟

جھوٹ نمبر ۹: اسماعیل جھنگوی صاحب کہتے ہیں:

''اہلِ سنت مغرب کی اذان کے بعد نفل نہیں پڑھتے'' (تحفۂ اہلحدیث ص ۵۵)

تبصرہ: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''وكنا نصلي على عهد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ركعتين بعد غروب الشمس قبل صلوٰة المغرب'' اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں غروبِ آفتاب کے بعد نمازِ مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

(صحیح مسلم: ۸۳۶/۳۰۲)

معلوم ہوا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ اور صحابۂ کرام نمازِ مغرب کی اذان کے بعد دو رکعتیں

پڑھتے تھے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کبار (بڑے) صحابہ کو مغرب کے وقت (دو رکعتوں کے لئے) ستونوں کی طرف جلدی جلدی جاتے ہوئے دیکھا ہے۔

(صحیح بخاری: ۵۰۳ والسنن الکبریٰ للبیہقی ۲/ ۴۷۶ وسفیان الثوری صرح بالسماع عندہ)

جلیل القدر کبار تابعین میں سے سیدنا ابوتمیم عبداللہ بن مالک الجیشانی رحمہ اللہ نماز مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے اور سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایسا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری: ۱۱۸۴)

یاد رہے کہ یہ رکعتیں فرض وواجب نہیں ہیں انھیں چھوڑ دینا بھی جائز ہے لیکن پڑھنا بہتر ہے۔

(عبدالرحمٰن) بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ مغرب (کی نماز) سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۲/ ۳۵۶ ح ۷۳۸۰ وسندہ صحیح)

کیا یہ صحابہ وتابعین اہلِ سنت نہیں تھے؟

جھوٹ نمبر ۱۰: اسماعیل جھنگوی لکھتے ہیں:

''جبکہ غیر مقلدین کے ہاں فاتحہ قرآن میں نہیں۔'' (تحفۂ اہلحدیث ص ۵۵)

تبصرہ: معاذ اللہ ، نستغفر اللہ، ألا لعنة الله علی الظالمین .

تمام اہلِ حدیث علماء کے نزدیک سورۂ فاتحہ قرآن میں سے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فلا تقرؤا بشيءٍ من القرآن إذا جهرت إلا بأم القرآن))

جب میں جہری نماز پڑھ رہا ہوتا ہوں تو قرآن میں سے سورۂ فاتحہ کے سوا کچھ بھی نہ پڑھو۔

(سنن ابی داود: ۸۲۴ وسندہ صحیح، نافع بن محمود ثقة وثقه الجمهور ومكحول لم ینفرد به، تابعه حرام بن حکیم والحمدللہ)

کس اہلِ حدیث عالم نے کہا ہے کہ سورۂ فاتحہ قرآن میں سے نہیں ہے؟ حوالہ پیش کریں ورنہ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۱: اسماعیل جھنگوی لکھتے ہیں:

''اہلِ سنت کے ہاں وتر تین ہیں جبکہ غیر مقلدین اہلِ حدیث کے نزدیک وتر ایک ہے۔''

(تحفۂ اہلحدیث ص ۵۶)

تبصرہ: ایک وتر کے بارے میں اتنی روایات ہیں کہ اس مختصر مضمون میں ان کا جمع کرنا انتہائی مشکل ہے۔ فی الحال چند روایات پیشِ خدمت ہیں:

نبی ﷺ نے ایک وتر پڑھا۔

(سنن الدارقطنی ج ۲ ص ۳۴ ح ۱۶۵۶ وسندہ صحیح، وقال النیموی فی آثار السنن [۵۹۷]: ''وإسنادہ صحیح'')

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایک وتر پڑھتے اور اسے اپنا وتر کہتے تھے۔

(سنن دارقطنی: ۱۶۵۷ وسندہ حسن وقال النیموی فی آثار السنن [۶۰۴]: ''وإسنادہ حسن'')

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ایک وتر پڑھا۔ (صحیح بخاری: ۶۳۵۶)

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد ایک وتر پڑھا۔ (صحیح بخاری: ۳۷۶۴، ۳۷۶۵)

سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص تین وتر پڑھنا چاہتا ہے تو تین پڑھ لے اور جو شخص ایک وتر پڑھنا چاہتا ہے تو ایک وتر پڑھ لے۔ (سنن النسائی ۳/ ۲۳۹ ح ۱۷۱۳، وسندہ صحیح)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک وتر پڑھا۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی ۳/ ۲۷ وسندہ صحیح، مصنف ابن ابی شیبہ ۲/ ۲۹۲ ح ۶۸۰۶ وسندہ صحیح)

امام عطاء بن ابی رباح فرماتے تھے کہ اگر چاہتے ہو تو ایک وتر پڑھ لو۔

(دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ: ۶۸۱۱ وسندہ صحیح، ابو اسامہ بریٔ من التدلیس)

آلِ سعد اور آلِ عبداللہ بن عمر ایک وتر پڑھتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ: ۶۸۱۲ وسندہ صحیح)

تفصیل کیلئے مولانا ابو عمر عبدالعزیز النورستانی حفظہ اللہ کی عظیم الشان کتاب ''الدلیل الواضح علٰی أن الإیتار برکعة واحدة مستقلة شرعة الرسول الناصح ﷺ'' (ص ۱ تا ۲۹۱) ملاحظہ فرمائیں۔

ان آثارِ صحیحہ کے باوجود یہ راگ الاپنا کہ اہلِ سنت (صرف) تین وتر پڑھتے ہیں (اور ایک وتر نہیں پڑھتے) بالکل غلط ہے۔ خلیل احمد سہارنپوری انبیٹھوی دیوبندی لکھتے ہیں: ''وتر کی

ایک رکعت احادیث صحاح میں موجود ہے اور عبداللہ بن عمرؓ اور ابن عباس وغیرہما صحابہؓ اس کے مقر اور مالکؒ وشافعیؒ واحمدؒ کا وہ مذہب پھر اس پر طعن کرنا مؤلف کا ان سب پر طعن ہے کہو اب ایمان کا کیا ٹھکانا'' الخ (براہین قاطعہ ص ۷)

جھوٹ نمبر ۱۲: اسماعیل جھنگوی لکھتے ہیں:

''امام صاحب نے پچپن حج کیے ہیں۔'' (تحفۂ اہلحدیث ص ۵۹)

تبصرہ: جھنگوی صاحب اور ان کی ساری پارٹی والے مل کر بھی باسند صحیح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے پچاس یا پچپن حج ادا کرنے کا ثبوت کبھی پیش نہیں کر سکتے۔

جھوٹ نمبر ۱۳: اسماعیل جھنگوی صاحب لکھتے ہیں:

''صحابہ کرامؓ میں جا کر نمازیں پڑھی ہیں۔'' (تحفۂ اہلحدیث ص ۵۹)

تبصرہ: یہ کہنا کہ امام ابوحنیفہ نے صحابۂ کرام میں جا کر ان کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں، صحیح یا حسن سند سے قطعاً ثابت نہیں ہے بلکہ امام ابوحنیفہ کا کسی ایک صحابی کے دیدار سے مشرف ہونا بھی قطعاً ثابت نہیں ہے۔ فی الحال دو دلیلیں پیشِ خدمت ہیں:

اول: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''**ما رأیت أفضل من عطاء**''

میں نے عطاء (بن ابی رباح) سے زیادہ افضل کوئی نہیں دیکھا۔

(الکامل لابن عدی ج ۷ ص ۲۴۷۳ وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ ج ۸ ص ۲۳۷، کتاب الاسامی والکنیٰ لابی احمد الحاکم الکبیر ج ۴ ص ۱۷۶، وسندہ صحیح)

امام صاحب کا دوسرا قول ہے کہ میں نے جابر الجعفی سے زیادہ جھوٹا اور عطاء بن ابی رباح سے زیادہ افضل کوئی نہیں دیکھا۔ (العلل الصغیر للترمذی مع السنن ص ۸۹۱ وسندہ حسن)

امام صاحب کے اس قول سے ثابت ہوا کہ انھوں نے بشمول سیدنا انس رضی اللہ عنہ کسی صحابی کو نہیں دیکھا تھا ورنہ وہ یہ کبھی نہ کہتے کہ میں نے عطاء سے زیادہ افضل کوئی نہیں دیکھا۔

دوم: امام ابوحنیفہ کے دو شاگردوں (جمہور محدثین کے نزدیک مجروح) قاضی ابو یوسف اور محمد بن الحسن الشیبانی نے اپنی کسی کتاب میں امام ابوحنیفہ کی تابعیت کا ثبوت پیش نہیں کیا۔

محدث کبیر امام علی بن عمر الدارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا اور نہ کسی صحابی سے ملاقات کی ہے۔

(سوالات حمزہ بن یوسف السہمی: ۳۸۳ وتاریخ بغداد ۲۰۸/۴ وسندہ صحیح)

ان دو دلیلوں اور قول دارقطنی کے مقابلے میں خطیب وغیرہ متاخرین کے حوالے بے کار و مردود ہیں۔

جھوٹ نمبر ۱۴: اسماعیل جھنگوی صاحب ائمۂ کرام کے بارے میں لکھتے ہیں:

"بھئی وہ مقلد نہیں تھے لیکن غیر مقلد بھی نہیں ہے۔ وہ مجتہد تھے۔ غیر مقلد کی تعریف ان پر فٹ نہیں آتی۔ غیر مقلد تو وہ ہوتا ہے۔ جو خود بھی اجتہاد نہ کر سکے اور مجتہد کی تقلید بھی نہ کرے بلکہ فقہاء کو گالیاں دے اور ان کے مقلدین کو مشرک کہے۔" (تحفۂ اہلحدیث ص ۶۳)

تبصرہ: درج بالا سارا بیان جھوٹ پر مبنی ہے۔

ائمۂ محدثین کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ مقلدین نہیں تھے اور نہ مجتہد مطلق تھے۔ (مجموع فتاویٰ ج ۲۰ ص ۴۰، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۵۰، ۵۱)

امام ابوحنیفہ کے بارے میں اشرفعلی تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

"کیونکہ امام اعظم ابوحنیفہ کا غیر مقلد ہونا یقینی ہے"

(مجالس حکیم الامت از مفتی محمد شفیع دیوبندی ص ۳۴۵، حقیقت حقیقت الالحاد از امداد الحق شیوی دیوبندی ص ۷۰، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۵۷)

کیا خیال ہے؟ کیا امام ابوحنیفہ سے اوکاڑوی حضرات یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ وہ فقہاء کو گالیاں دیتے اور ان کے مقلدین کو مشرک کہتے تھے؟ اگر نہیں کر سکتے تو پھر ان کی بیان کردہ "غیر مقلد کی تعریف" باطل و مردود ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۵: اسماعیل جھنگوی صاحب قاضی ابو یوسف اور محمد بن الحسن الشیبانی کے بارے میں لکھتے ہیں:

"وہ تو قسمیں اٹھاتے ہیں کہ ہمارا استاد سے کوئی اختلاف نہیں (شامی)" (تحفۂ اہلحدیث ص ۷۰)

تبصرہ: فتاویٰ شامی سے اصل عبارت پیش کریں اور پھر ابن عابدین شامی سے لے کر قاضی ابو یوسف اور محمد بن الحسن الشیبانی تک صحیح سند پیش کریں۔

تنبیہ: محمد بن الحسن الشیبانی کی طرف منسوب کتاب الآثار میں امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ وہ سبزیوں میں صدقے (عشر) کے قائل تھے۔ اس کے بعد شیبانی نے کہا: "وأما في قولنا فليس في الخضر صدقة" اور ہمارے قول میں سبز ترکاریوں میں زکوٰۃ نہیں۔" (کتاب الآثار مترجم ص ۱۴۳ باب زکوٰۃ الزرع والعشر ح ۳۰۲)

قارئین کرام! ابو بلال محمد اسماعیل جھنگوی دیوبندی کی چھوٹی سی کتاب "تحفۂ اہلحدیث" کے پندرہ جھوٹ باحوالہ وباتبصرہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے گئے ہیں۔ اس کتاب "تحفۂ اہلحدیث" میں اور بھی بہت سے جھوٹ ہیں جنھیں طوالت کے خوف کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے۔ جھنگوی مذکور کی دوسری کتابوں میں بھی بہت زیادہ جھوٹ لکھے ہوئے ہیں، مثلاً سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ترکِ رفع یدین کی ایک روایت کے بارے میں جھنگوی صاحب لکھتے ہیں:

"زبیر علی زئی غیر مقلد نے نور العینین میں صحیح کہا۔" (تحفۂ اہلحدیث حصہ دوم ص ۱۵۹)

حالانکہ اس ضعیف روایت کے بارے میں راقم الحروف نے علانیہ لکھا ہے کہ

"یہ حدیث علتِ قادحہ کے ساتھ معلول ہے اور سنداً اور متناً دونوں طرح سے ضعیف ہے"

(نور العینین طبع اول ص ۹۶ و طبع دوم [کمپوزنگ کے بعد اول] اپریل ۲۰۰۲ء ص ۱۱۹، طبع سوم مارچ ۲۰۰۴ء ص ۱۱۵، طبع چہارم [جدید و ترمیم شدہ مع اضافات ایڈیشن] دسمبر ۲۰۰۶ء ص ۱۳۰)

بعض جگہ "سنداً ا، متناً" اور بعض جگہ "سنداً و متناً" چھپا ہے۔

معلوم ہوا کہ جھنگوی صاحب نے جھوٹ بولنے میں ماسٹر امین اوکاڑوی کو مات اور کذابین کا عالمی ریکارڈ قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔ (۱۳ فروری ۲۰۰۷ء)

❀❀❀

چن محمد دیوبندی کے پندرہ (15) جھوٹ

اب قاری چن محمد دیوبندی مماتی کے پندرہ جھوٹ پیشِ خدمت ہیں، چونکہ قاری چن صاحب کے نزدیک حوالے کی غلطی بھی جھوٹ ہوتی ہے، اس لئے ان کے اپنے غلط حوالوں کو بھی جھوٹوں میں ہی شامل کیا گیا ہے۔ یہ پندرہ جھوٹ قاری چن صاحب کے ایک پمفلٹ قرأۃ خلف الامام (۴۸ صفحے) اور ایک تقریر (۵ صفحے) سے جمع کئے گئے ہیں۔

جھوٹ نمبر:1

چن صاحب لکھتے ہیں کہ ''کیونکہ نبی کریمؐ نے فرمایا ہے۔

من کان له اما م فقراة الامام له قراة (مؤطا مالک)''

(قرأۃ خلف الامام، ناشر: اشاعت التوحید والسنۃ، موضع حمید ضلع اٹک ص ۳۲)

ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث مؤطا مالک میں قطعاً موجود نہیں ہے۔

تنبیہ: یہ روایت سنن ابن ماجہ وغیرہ میں سخت ضعیف سندوں کے ساتھ مروی ہے۔ حافظ ابن حجر العسقلانی کہتے ہیں کہ ''**وله طرق عن جماعة من الصحابة و كلها معلولة**'' صحابہ کی ایک جماعت سے اس کی (کئی) سندیں ہیں اور وہ ساری معلول (یعنی ضعیف) ہیں۔ (التلخیص الحبیر ج ۱ ص ۲۳۲ ح ۳۴۵)

جھوٹ نمبر:2

قاری چن صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں:

''**لا صلوة الا بفاتحة الكتاب وماتيسر** (ابوداود ج ۱ ص ۱۱۸) کہ فاتحہ اور ماتیسر کے بغیر نماز نہیں ہوتی'' (قرأۃ خلف الامام ص ۳۲)

ان عربی الفاظ کے ساتھ یہ روایت سنن ابی داود میں قطعاً موجود نہیں ہے۔

تنبیہ: سنن ابی داود میں سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ "أمرنا أن نقرأ بفاتحة الکتاب وماتیسر" (ح ۸۱۸) یہ روایت قتادہ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "لم یذکر قتادة سماعاً من أبي نضرة في ھذا" قتادہ نے اس روایت میں ابونضرہ سے سماع کی تصریح نہیں کی ہے۔ (جزء القرأۃ: ۱۰۴)

جھوٹ نمبر:3

قاری چن صاحب نے تین روایتیں لکھی ہیں:

ا: ابوداود ج ا ص ۱۱۸ (ح ۸۱۸، اس میں قتادہ مدلس ہیں)

۲: ترمذی ج ا ص ۳۲ (ح ۲۳۸، اس میں ابوسفیان طریف السعدی ضعیف ہے)

۳: نصب الرایہ ج ا ص ۳۶۵ (اس روایت کے ساتھ ہی نصب الرایہ میں لکھا ہوا ہے کہ "وضعف عمر بن یزید وقال إنه منکر الحدیث" یعنی اس کا راوی عمر بن یزید منکر الحدیث ہے)

یہ تین روایتیں لکھ کر قاری چن صاحب لکھتے ہیں کہ "ان روایات صحیحہ کی رو سے ہمارے عاملین بالحدیث کو فاتحہ خلف الامام کیساتھ سورت بھی پڑھنی چاہیے" (قرأۃ خلف الامام ص ۳۲)

روایات ضعیفہ ومردودہ کو "روایات صحیحہ" کہنا قاری چن صاحب جیسے لوگوں کا ہی کام ہے۔

جھوٹ نمبر:4

سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے ایک مروی حدیث میں "واذا قرأ فانصتوا" کے الفاظ آئے ہیں اس حدیث کے بارے میں حوالہ دیتے ہوئے قاری چن صاحب لکھتے ہیں کہ "رواہ مسلم ص ۱۷۴، النسائی ص ۱۴۶ ..." (قرأۃ خلف الامام ص ۱۱)

سنن نسائی میں سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت قطعاً موجود نہیں ہے۔

جھوٹ نمبر:5

جماعت حقہ اہل حدیث کے بارے میں قاری چن محمد دیوبندی صاحب لکھتے ہیں کہ

"مگر افسوس صد افسوس کہ مسلمانوں کا ایک چھوٹا سا فرقہ جسے غیر مقلدین کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اور وہ اپنے زعم باطل میں اہل حدیث ہونے کا مدعی ہے جو کہ بالکل خلاف حقیقت ہے جس کا وجود دورِ انگریز سے پہلے نہیں ملتا۔ اس نئے پیدا شدہ فرقے کو...." (قرأۃ خلف الامام ص ۲)

قاری چن صاحب کے نزدیک اہل حدیث کا وجود انگریزی دور سے پہلے نہیں ملتا، جب کہ مفتی رشید احمد لدھیانوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ "تقریباً دوسری تیسری صدی ہجری میں اہل حق میں فروعی اور جزئی مسائل کے حل کرنے میں اختلاف انظار کے پیش نظر پانچ مکاتب فکر قائم ہو گئے یعنی مذاہب اربعہ اور اہل حدیث۔ اس زمانے سے لے کر آج تک انہی پانچ طریقوں میں حق کو منحصر سمجھا جاتا رہا" (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۱۶)

مفتی رشید احمد کے نزدیک مذاہب اربعہ اور اہل حدیث کا وجود ۲۰۱ھ یا ۱۰۱ھ سے روئے زمین پر موجود ہے۔ قاری چن کی تکذیب کے لئے صرف یہی ایک بیان کافی ہے۔

جھوٹ نمبر:6

قاری چن صاحب لکھتے ہیں کہ "لیکن صرف ایک غیر مقلدین ہیں جو امام کے پیچھے فاتحہ فرض سمجھتے ہیں چاہے وہ جہر سے قرآن پڑھ رہا ہو۔" (فاتحہ خلف الامام ص ۷)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "کسی آدمی کی نماز جائز نہیں ہے جب تک وہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ نہ پڑھ لے، چاہے وہ امام ہو یا مقتدی، امام جہری قرأت کر رہا ہو یا سری، مقتدی پر یہ لازم (فرض) ہے کہ سری اور جہری (دونوں نمازوں) میں سورہ فاتحہ پڑھے"

اس کے راوی ربیع بن سلیمان کہتے ہیں: "یہ امام شافعی کا آخری قول ہے جو ان سے سنا گیا ہے" (معرفۃ السنن والآثار ج ۲ ص ۵۸ ح ۹۲۸ وسندہ صحیح)

یاد رہے کہ اس آخری قول کے مقابلے میں "کتاب الام" وغیرہ کے کسی مجمل و مبہم قول کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ اسے اس صریح نص کی وجہ سے منسوخ سمجھا جائے گا۔

امام اہل شام، امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ "امام پر یہ (لازم و) حق ہے کہ وہ نماز شروع کرتے وقت، تکبیر اولیٰ کے بعد سکتہ کرے اور سورہ فاتحہ کی قرأت کے بعد ایک سکتہ

کرے تاکہ اس کے پیچھے نماز پڑھنے والے سورہ فاتحہ پڑھ لیں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو وہ (مقتدی) اسی کے ساتھ سورہ فاتحہ پڑھے اور جلدی پڑھ کر ختم کرے پھر کان لگا کر سنے "
(کتاب القرأۃ للبیہقی ص ۱۰۶ ح ۲۴۷ وسندہ صحیح)

جھوٹ نمبر: 7

سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ "امام کے پیچھے کوئی قرأت نہیں ہے"

(مصنف ابن ابی شیبۃ ۱/۳۷۷ ح ۳۷۹۲)

اس کا ترجمہ قاری چن صاحب نے درج ذیل الفاظ میں کیا ہے:

"امام کے پیچھے کوئی قرأت فاتحہ یا غیر نہیں" (قرأۃ خلف الامام ص ۲۴)

اور آخر میں لکھا ہے کہ "یہ تمام آثار مصنف ابی بکر ابن شیبۃ میں بسند صحیح مذکور ہیں (ملاحظہ ہو مصنف ابی ابن شیبہ جلد اول ص ۳۷۶ و ص ۳۷۷ مطبوعہ دکن" (قرأۃ خلف الامام ص ۲۵)

سیدنا سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے منسوب اثر کی سند درج ذیل ہے:

"حدثنا هشيم عن أبي بشر عن سعيد بن جبير " (ج ۱ ص ۳۷۷ ح ۳۷۹۲)

ہشیم مشہور مدلس ہیں۔ دیکھئے طبقات المدلسین المرتبۃ الثالثۃ (۱۱۱/۳)

یہ روایت عن سے ہے۔ اصول حدیث کا یہ مسئلہ ہے کہ مدلس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ قاری چن صاحب نے بذات خود محدث مبارکپوری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ "یعنی مدلس کا عنعنہ قبول نہیں" (قرأۃ خلف الامام ص ۳۸)

معلوم ہوا کہ یہ روایت قاری چن صاحب کے نزدیک بھی ضعیف ہے جسے وہ "بسند صحیح" کہہ رہے ہیں۔ اس کے برعکس عبداللہ بن عثمان بن خثیم کہتے ہیں: میں نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے کہا: کیا میں امام کے پیچھے قرأت کروں؟ انھوں نے فرمایا: جی ہاں اور اگرچہ تو اس کی قرأت سن رہا ہو۔ (جزء القرأۃ للبخاری: ۲۷۳ وسندہ حسن)

جھوٹ نمبر: 8

قاری صاحب لکھتے ہیں کہ "یہ حدیث مختصر ہے اس کے ساتھ اور الفاظ بھی ہیں جو امام

مسلم نے ذکر فرمائے ہیں، اصل حدث اس طرح ہے۔

"لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب فصاعدًا"

(مسلم ج ص ۱۲۹ نسائی ج ا ص ۱۰۵) [قرأۃ خلف الامام ص ۳۱]

مذکورہ عبارت کے ساتھ یہ روایت سنن نسائی میں تو ہے لیکن صحیح مسلم میں موجود نہیں ہے۔ یاد رہے کہ "فصا عدًا" کا مطلب "پس زیادہ ہے" نہ کہ "اور زیادہ" یعنی فاتحہ فرض ہے اور اس کے علاوہ فرض نہیں ہے دیکھئے العرف الشذی ص ۷۶

جھوٹ نمبر: 9

سیدنا عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث ہے کہ "جس نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہوتی" اس کے بارے میں قاری چن صاحب لکھتے ہیں کہ

"یہ حدیث منفرد کے لئے ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ یہ حکم منفرد ہے (موطا مالک ص ۲۹)" (قرأۃ خلف الامام ص ۳۰)

موطا امام مالک ہو یا حدیث کی کوئی دوسری کتاب، کہیں بھی یہ ثابت نہیں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبادہ (رضی اللہ عنہ) کی حدیث کو منفرد کے لئے قرار دیا ہے۔

جھوٹ نمبر: 10

ایک روایت کے بارے میں قاری چن صاحب لکھتے ہیں کہ "اس کی سند میں ضعیف اور مجہول راوی ہیں مثلاً محمد بن یحییٰ الصفار وغیرہ ایسے مجہول جن کا اسماء رجال کی کتابوں میں عدالت تو در کنار ذکر تک نہیں ملتا" (قرأۃ خلف الامام ص ۴۳، ۴۴)

روایت مذکورہ کی سند درج ذیل ہے:

"وأخبر نا ابو محمد عبد الرحمن بن محمد بن أحمد بن بالویه الزکي : ثنا أبوالحسن أحمد بن الخضر الشامی ، ثنا ابو أحمد محمد بن سلیمان بن فارس: ثنا محمد بن یحییٰ الصفار والد ابراھیم الصید لانی ح وأخبر ناأبو عبد اللہ الحافظ :ثنا ابو جعفر محمد بن صالح بن ھانی وابو إسحاق

إبراهيم بن محمد بن يحي و أبو طيب محمد بن أحمدالذهلي قالو ا:ثنا محمد بن سليمان بن فارس :حدثني ابو ابراهيم محمد بن يحي الصفار و كان جارنا ثنا عثمان بن عمر عن يونس عن الزهري عن محمود بن الربيع عن عبادة بن الصامت ..." (کتاب القرأت للبیہقی ص ۷۰ ح ۱۳۳، ۱۳۵)

اس سند کا ایک راوی محمد بن یحییٰ الصفار ہے جس کے دو شاگرد ہیں:

۱۔ محمد بن سلیمان بن فارس

۲۔ محمد بن عبدالسلام (تاریخ بغداد ج ۶ ص ۳۴۹)

لہٰذا وہ مجہول العین نہیں ہے۔ اس کا ترجمہ تاریخ نیسابور للحاکم میں موجود ہے جیسا کہ اس کی مختصر سے ظاہر ہے۔ امام بیہقی نے اس کی حدیث کو "إسناده صحيح" کہہ کر اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ اس سند کے باقی سارے راوی مشہور و معروف ہیں کوئی بھی مجہول نہیں ہے (مثلاً دیکھئے تاریخ نیسابوری ص ۷۱ ت ۱۰۰۰، سیر اعلام النبلاء ج ۱۷ ص ۲۴۰، ج ۱۵ ص ۵۰۱ و تاریخ الاسلام للذہبی ج ۲۳ ص ۴۴۰ والعبر للذہبی ج ۱ ص ۴۶۵)

جھوٹ نمبر:11

قاری چن صاحب لکھتے ہیں: "اقرأ بها في نفسك کا معنی غور اور تدبر کرنا ہے (القاموس ج ۱ ص ۱۵)" (قرأۃ خلف الامام ص ۴۷)

یہ دروغ بے فروغ ہے جو کہ القاموس المحیط پر بولا گیا ہے۔

جھوٹ نمبر:12

قاری چن صاحب کہتے ہیں کہ "ابن عمرؓ بچے تھے وائل بن حجرؓ مسافر تھے غیر مقلدین یا تو مسافروں کی یا بچوں کی روایت پیش کرتے ہیں" (الدین ج ۱ شمارہ: ۲۵، اکتوبر ۲۰۰۰ء ص ۲۷)

قاری چن نے یہ جھوٹ بولا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بچے تھے۔ اس کے برعکس نبی ﷺ نے فرمایا کہ "إن عبد الله رجل صالح" بے شک عبداللہ (بن عمر) نیک مرد ہے۔ (صحیح بخاری: ۷۰۲۹ واللفظ لہ، صحیح مسلم: ۲۴۷۹ و دارالسلام: ۶۳۷۰)

جھوٹ نمبر:13

قاری چمن صاحب کہتے ہیں کہ ''غیر مقلدین ہر روایت پر جرح کر دیتے ہیں''

(الدین مذکورہ شمارہ ص ۲۶)

یہ بات کالا جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر:14

صحیح بخاری کی ایک مرفوع حدیث کے بارے میں قاری چمن صاحب لکھتے ہیں کہ

''ورفع ذلك والے یہ الفاظ امام بخاری کے ہیں اور مرفوع بیان کیا گیا ہے نبی کی طرف اس کو۔تو امام بخاری نے اس کو مرفوع بیان کرنے کی کوشش کی ہے جبکہ امام ابی داود نے اس کو عبداللہ بن پر موقوف کیا ہے'' (الدین ایضاً ص ۲۵)

حالانکہ سنن ابی داود (۱/۱۱۵ ح ۷۴۱) میں لکھا ہوا ہے کہ

''ویرفع ذلك إلی رسول الله ﷺ'' اور وہ اسے رسول اللہ ﷺ تک مرفوع بیان کرتے تھے۔ (سنن ابی داود ۱/۱۱۵ ح ۷۴۱)

معلوم ہوا کہ مرفوع کے الفاظ امام بخاری کی کوشش نہیں بلکہ روایت حدیث میں موجود ہیں۔

تنبیہ: صحیح بخاری کی اس حدیث پر امام ابوداود کی جرح جمہور کے مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

جھوٹ نمبر:15

محدث ابن جریج کے بارے میں قاری چمن صاحب لکھتے ہیں کہ ''ایک سند میں ابن جریج راوی ہیں اور ابن جریج نے 90 عورتوں سے متعہ کیا ہے'' (الدین ایضاً ص ۲۶)

ابن جریج کا 90 عورتوں سے متعہ کرنا کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں ہے۔

یہ چند نمونے اس کی دلیل ہیں کہ قاری چمن صاحب نے بہت جھوٹ بولے ہیں لہٰذا وہ بذاتِ خود اپنی تحقیق میں بھی بڑے جھوٹے اور کذاب ہیں۔ وما علینا إلا البلاغ

ماسٹر امین اوکاڑوی کے دس (10) جھوٹ

[ماہنامہ الحدیث حضرو، عدد: ۲۸ میں امین اوکاڑوی دیوبندی کے پچاس جھوٹ باحوالہ شائع ہوئے تھے۔ (ص ۲۲ تا ۴۲) جن کا جواب آج تک نہیں آیا۔

محترم محمد زبیر صادق آبادی حفظہ اللہ نے ان پچاس اوکاڑوی جھوٹوں کے علاوہ امین اوکاڑوی کے مزید دس جھوٹ باحوالہ پیش کر دیئے ہیں۔ اہلِ انصاف سے درخواست ہے کہ دل کی آنکھیں کھول کر اس مضمون کا مطالعہ کریں۔]

جھوٹ نمبر ۱: ماسٹر امین اوکاڑوی نے علانیہ کہا:

''قرآن پاک میں واقعہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک دن سیر کرتے کرتے سمندر کی طرف جا نکلے وہاں کیا دیکھا کہ ایک انسانی لاش پڑی ہے، اسے مچھلیاں اور مگرمچھ بھی کھا رہے ہیں، کوے اور چیلیں بھی کھا رہے ہیں، اور کچھ ذرات زمین میں بھی ملتے جا رہے ہیں۔'' (فتوحاتِ صفدر ج ۳ ص ۳۶۵)

قرآنِ پاک میں یہ واقعہ بالکل موجود نہیں لہٰذا اوکاڑوی نے قرآن پاک پر صریح جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۲: اوکاڑوی نے علانیہ کہا: ''قرآن پاک میں یہ ہے کہ ابوجہل کی پارٹی بتوں والی آیتیں نبیوں کے بارے میں پڑھا کرتی تھی۔ قرآن نے ان کو بل ھم قوم خصمون کہا ہے'' (فتوحات صفدر ج ۳ ص ۴۰۷)

قرآن پاک میں یہ الفاظ بالکل نہیں ہیں لہٰذا یہ اوکاڑوی کا قرآن پاک پر بہتان ہے۔

جھوٹ نمبر ۳: اوکاڑوی نے علانیہ کہا: ''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نمازیں پڑھائیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور آپ کے پیچھے نماز کی نیت باندھی۔ اس کے بعد کیا ہوا؟۔

حضور ﷺ کا اپنا فعل سنیں۔

فاستفتح النبی ﷺ من السورۃ

ابن ابی شیبہ اور مسند احمد میں روایت ہے [۱]۔ ابن ابی ماجہ میں اخذ کا لفظ ہے کہ ابوبکر سورۃ پڑھ رہے تھے۔" (فتوحات صفدر ج۱ ص ۳۳۶ تا ۳۳۷، دوسرا نسخہ ص ۳۰۰، ۳۰۱)

مذکورہ روایت کے متعلق ماسٹر امین اوکاڑوی کا یہ بیان بالکل جھوٹ ہے کہ "حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں حضور ﷺ تشریف لاتے ہیں اور آپ کے پیچھے نماز کی نیت باندھی۔" جبکہ آلِ دیوبند کے "شیخ الحدیث" فیض احمد ملتانی نے اس روایت کے بارے میں لکھا: "کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضِ وفات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے۔ نماز کے درمیان آپ دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں تشریف لائے اور امام بنے، حضرت حضرت ابوبکرؓ مکبر بنے۔" (نماز مدلل ص ۱۱۵)

اوکاڑوی کی پیش کردہ ضعیف روایت کے مطابق بھی نبی ﷺ امام بنے تھے لیکن اوکاڑوی نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا کہ "اور آپ کے پیچھے نماز کی نیت باندھی۔"

جھوٹ نمبر ۴: ماسٹر امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: "اسی طرح جب آنحضرت ﷺ نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کو فرض نہیں فرمایا تو تمہارا نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کو فرض قرار دینا اپنے جنازہ میں یقیناً شیطان کا حصہ شامل کرنا ہے، کیا ہم غیر مقلدوں سے یہ امید رکھیں کہ وہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد سے ڈریں گے اور اپنے جنازوں کو شیطان کے دخل سے پاک کرلیں گے، ہاں دیکھنا شیطان کی طرح یہ پروپیگنڈہ نہ کرنا کہ فاتحہ کو شیطان کا حصہ کہہ دیا بلکہ غیر ضروری کو ضروری قرار دینے کو خود حضور ﷺ نے شیطان کا حصہ فرمایا ہے۔"

(تجلیات صفدر ج۲ ص ۵۸۳)

ماسٹر امین اوکاڑوی نے نبی ﷺ پر جھوٹ بولا ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ ثابت نہیں ہیں۔

جھوٹ نمبر ۵: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی رفع یدین سے متعلقہ حدیث کے بارے

میں اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''اور ابوعوانہ میں بھی فلا یرفعھما ہے۔''

(جز رفع یدین مترجم امین اوکاڑوی ص ۲۵۵)

یہ بھی صریح جھوٹ ہے کیونکہ ابوعوانہ میں یہ الفاظ بالکل نہیں اور ماسٹر امین اوکاڑوی کے اصول میں کسی کتاب کا غلط حوالہ دینا یا کوئی ایسے الفاظ کسی کتاب کی طرف منسوب کرنا جو اصل کتاب میں نہ ہوں جھوٹ ہی ہوتا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے تجلیات صفدر (ج ۲ ص ۲۳۴، غیر مقلدین کی قسمت میں اتباع حدیث کہاں)

جھوٹ نمبر ۶: ماسٹر امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک مرتبہ رفع یدین کی۔ جب اعتراض ہوا تو حدیث سنا دی۔ اصولِ محدثین پر تو یہ حدیث موقوف ہے، کیونکہ اس کو مرفوع کرنے میں سالم منفرد ہے اور باقی چھ موقوفاً ہی روایت کرتے ہیں۔ جماعت کے خلاف سالم کا تفرد قابلِ حجت کیسے ہوسکتا ہے اسی لیے امام ابوداؤد نے فرمایا ہے کہ لیس بمرفوع کہ یہ مرفوع نہیں۔'' (تجلیات صفدر ج ۲ ص ۲۶۷)

ماسٹر امین اوکاڑوی کا یہ کہنا کہ اصول محدثین پر یہ روایت موقوف ہے کیونکہ اس کو بیان کرنے میں سالم منفرد ہے بالکل جھوٹ ہے کیونکہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے شاگرد نافع رحمہ اللہ بھی مرفوع بیان کرتے ہیں۔ دیکھئے صحیح بخاری (ج ۱ ص ۱۰۲ ح ۷۳۹، شرح السنۃ للبغوی ۳/۲۱ ح ۵۶۰ وقال: ''ھذا حدیث صحیح'')

اور امام ابوداود رحمہ اللہ نے جس روایت کو لیس بمرفوع کہا ہے وہ سالم کے طریق (سند) سے نہیں بلکہ نافع کے طریق (سند) سے ہے اور اس میں رفع یدیہ کا لفظ دو مرتبہ آیا ہے جبکہ صحیح بخاری میں نافع کے طریق (سند) سے جو روایت ہے اس میں رفع یدیہ کا لفظ چار مرتبہ ہے، نیز سرفراز صفدر دیوبندی نے لکھا ہے: ''سو فیصدی محدثین کا اتفاق پہلے نقل کیا جا چکا ہے کہ زیادت جو ثقہ راوی سے منقول ہو وہ واجب القبول ہوتی ہے۔''

(احسن الکلام ج ۲ ص ۳۶، دوسرا نسخہ ص ۳۹)

سرفراز صفدر نے اپنی تائید میں مزید لکھا ہے: ''امام بیہقیؒ، علامہ حازمیؒ، حافظ ابن حجرؒ اور امام

نوویؒ لکھتے ہیں۔ واللفظ لہٗ

ہم بیان کر آئے ہیں کہ صحیح بلکہ خالص حق بات یہ ہے جس پر فقہاءِ، علماءِ اصول اور محقق محدثین متفق ہیں کہ جب کوئی حدیث مرفوع اور موقوف روایت کی گئی ہو۔ یا موصول اور مرسل بیان ہوئی ہو تو اس صورت میں حدیث مرفوع اور متصل ہی سمجھی جائے گی چاہے رفع اور وصل کرنے والے حفظ اور عدد میں زیادہ ہوں یا کم حدیث بہر حال مرفوع ہو گی۔'' (احسن الکلام ج ا ص ۲۲۷، دوسرا نسخہ ج ا ص ۲۸۲ واللفظ لہ)

لہٰذا ثابت ہوا کہ اگر سالم رحمہ اللہ منفرد بھی ہوتے تو بھی اصول محدثین پر یہ روایت مرفوع ہوتی۔

جھوٹ نمبر ۷: مشہور اہل حدیث مناظر قاضی عبدالرشید ارشد حفظہ اللہ سے مخاطب ہو کر ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی نے کہا: ''غیر مقلد مناظر نے اپنی لکھی ہوئی شرائط کو قرآن وحدیث سے ثابت کرنے سے انکار کر دیا ہے اور بہانہ یہ بنایا ہے کہ تو نے جو باتیں لکھی ہیں اپنے امام اعظمؒ سے ثابت کر دے۔ اگر تم اپنے امام کو مانو گے تو ہم بھی اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو مانیں گے اگر تم اپنے امام کو نہیں مانو گے تو ہم بھی اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو نہیں مانیں گے۔ یہ تھی پہلی بات جو انہوں نے کہی ہے۔'' (فتوحات صفدر ج ا ص ۱۴۵، دوسرا نسخہ ص ۱۲۳)

حالانکہ قاضی عبدالرشید حفظہ اللہ نے بالکل یہ بات نہیں کہی کہ ''اگر تم اپنے امام کو مانو گے تو ہم بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو مانیں گے اگر تم اپنے امام کو نہیں مانو گے تو ہم بھی اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو نہیں مانیں گے۔'' یہ ماسٹر امین اوکاڑوی کا مناظرِ اسلام قاضی عبدالرشید حفظہ اللہ پر صریح جھوٹ ہے۔ اس کا ثبوت دینے والے دیوبندی کو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ اوکاڑوی کی اس بات کی تردید خود قاضی صاحب سے محمود عالم دیوبندی نے بھی نقل کر رکھی ہے۔ دیکھئے فتوحات صفدر (ج ا ص ۱۴۹، دوسرا نسخہ ص ۱۲۷)

جھوٹ نمبر ۸: ماسٹر امین اوکاڑوی نے (رفع یدین کی حدیث کے بارے میں) علانیہ کہا: ''ابن عمر رضی اللہ عنہ کا شاگرد کہہ رہا ہے کہ یہ نبی ﷺ کی حدیث نہیں ہے بلکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ

کا فعل ہے۔'' (فتوحات صفدر ج ۱ ص ۱۶۰، دوسرا نسخہ ص ۱۳۸)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے کسی شاگرد نے یہ بات نہیں فرمائی کہ ''یہ نبی ﷺ کی حدیث نہیں بلکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا فعل ہے'' لہٰذا یہ ماسٹر امین اوکاڑوی کا سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے شاگرد پر صریح جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۹: مشہور اہل حدیث عالم مولانا بدیع الدین راشدی سندھی رحمہ اللہ سے مخاطب ہو کر اوکاڑوی نے کہا: ''حضرت نے سنن نسائی سے ایک روایت پیش کی ہے اس میں بسم اللہ کے ساتھ تو لفظ جہر ہے۔ جہر کا معنی اونچا پڑھنا ہوتا ہے آمین کے ساتھ اس میں جہر کا لفظ بالکل نہیں ہے۔'' (فتوحات صفدر ج ۱ ص ۳۸۳، مناظرہ آمین بالجہر، دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۳۴۷)

مولانا بدیع الدین رحمہ اللہ کی پیش کردہ حدیث میں بسم اللہ کے ساتھ جہر کا لفظ بالکل نہیں، یہ ماسٹر امین اوکاڑوی کا اپنے ہی اصول کے مطابق جھوٹ ہے کیونکہ ماسٹر امین اوکاڑوی کے نزدیک کسی کتاب کا غلط حوالہ دینا یا کوئی ایسے الفاظ کسی کتاب کی طرف منسوب کرنا جو اس کتاب میں نہ ہوں جھوٹ ہوتا ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے تجلیات صفدر ج ۲ ص ۲۳۴)

تنبیہ: اوکاڑوی کے اس جھوٹ سے پہلے خود محمود عالم صفدر دیوبندی نے مولانا بدیع الدین رحمہ اللہ کا قول یوں نقل کر رکھا ہے: ''کہتے ہیں اس میں بسم اللہ میں جہر کا لفظ ہے۔ آمین کے ساتھ جہر کا لفظ نہیں ہے۔ حالانکہ یہاں قرأ کا لفظ ہے''

(فتوحات صفدر ج ۱ ص ۳۶۱، دوسرا نسخہ ص ۳۲۴)

شیخ بدیع الدین کی اس وضاحت کے بعد اوکاڑوی کا اصرار بڑا عجیب وغریب ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۰: رفع یدین کی ایک حدیث جو صحیح بخاری (ج ۱ ص ۱۰۲) میں موجود ہے اس کا انکار کرتے ہوئے ماسٹر امین اوکاڑوی نے علانیہ کہا: ''اور یہ جو دسویں انہوں نے گنی ہے۔ **اذا قام من الرکعتین** یہ بھی موطا میں نہیں ہے۔ اب یہاں پانچ کو جو دس بنایا گیا ہے اس کا جواب ہمیں دیا جائے۔ مدینے میں پانچ ہے اور بخارے میں جا کر دس ہو گئی ہے۔ مدینے میں امتی کا قول ہے اور بخارے میں جا کر نبی ﷺ کی حدیث بن گئی ہے۔''

(فتوحات صفدر ج ا ص ۱۵۳، دوسرا نسخہ ص ۱۳۱)

ماسٹر امین اوکاڑوی کا یہ اعتراض کہ ''بخارے میں جا کر نبی ﷺ کی حدیث بن گئی ہے۔''
بالکل جھوٹ ہے اس کے لئے علماء دیو بند کی دو گواہیاں پیشِ خدمت ہیں:

(۱) محمد اسحاق ملتانی دیو بندی امام بخاری رحمہ اللہ کا قول یوں نقل کرتے ہیں:

''اس کے بعد میرے دل میں ''صحیح بخاری'' کی تدوین و ترتیب کا خیال پیدا ہوا اور سولہ سال کی مدت میں اسکی تکمیل کی۔ سب سے پہلے اس کا مسودہ مسجد حرام میں بیٹھ کر لکھا۔''

(شمع رسالت کے پروانوں کے ایمان افروز واقعات ص ۳۷۴)

(۲) دیو بندیوں کے ''حکیم الاسلام'' قاری محمد طیب دیو بندی نے کہا:

''کہ امام بخاریؒ نے مکہ مکرمہ (زادہا اللہ شرفاً وکراماتاً) میں سولہ برس گزارے ہیں اور وہیں بخاریؒ کی تکمیل فرمائی ہے۔'' (خطبات حکیم الاسلام ج ۶ ص ۲۷، دوسرا نسخہ ص ۲۳۴)

ماسٹر امین اوکاڑوی کے مربی و محسن اور دیو بندیوں کے امام سرفراز صفدر نے لکھا ہے:

''اور امت کا اس پر اجماع و اتفاق ہے۔ کہ بخاری و مسلم دونوں کی تمام روائتیں صحیح ہیں۔''

(احسن الکلام ج ا ص ۱۸۷، حاشیہ)

اور اجماع کے متعلق امین اوکاڑوی نے لکھا ہے:

''اجماع اُمت کا مخالف بنصِ کتاب وسنت دوزخی ہے۔'' (تجلیات صفدر ج ا ص ۲۸۷)

اوکاڑوی نے مزید کہا: ''آنحضرت ﷺ نے اجماعی فیصلوں سے انحراف کرنے والوں کو شیطان اور دوزخی قرار دیا ہے (مشکوٰۃ)'' (تجلیات صفدر ج ۶ ص ۱۸۹)

دیو بندیوں کے ''رئیس المحققین، فخر المحدثین، مفکر اسلام'' محمد ابو بکر غازیپوری نے لکھا ہے:

''امت کا اتفاق ہے کہ کتاب اللہ کے بعد صحیح بخاری سے زیادہ صحیح کوئی دوسری کتاب نہیں، علماء سلف وخلف نے اس کتاب کو زبردست حسن قبول عطا کیا، درس و تدریس، شرح و تعلیق، استدلال و استخراج، افادہ و استفادہ ہر ممکن شکل سے یہ کتاب علماء امت کی دل چسپی کا محور بنی ہوئی ہے، کسی حدیث کی صحت کیلئے بس یہ کافی ہے کہ وہ بخاری شریف میں موجود ہے،

اور بلاشبہ یہ کتاب اسلام کا وہ علمی کارنامہ ہے کہ اہل اسلام اس پر جتنا بھی فخر کریں کم ہے، اس کی عظمت شان کا انکار صرف شیعوں نے کیا یا منکرین حدیث نے یا پھر آج کے غیر مقلدین نے۔'' (آئینہ غیر مقلدیت از ابوبکر غازیپوری ص ۲۰۶، ۲۰۷)

☆ غازیپوری کے نزدیک یہاں غیر مقلدین سے مراد حکیم فیض عالم صدیقی اور وحید الزمان حیدر آبادی ہیں۔ دیکھئے آئینہ غیر مقلدیت (ص ۲۰۷)

ہمارے نزدیک یہ دونوں ہی اہلحدیث نہیں تھے، ایک ناصبیت کی طرف مائل تھا تو دوسرا شیعیت کی طرف مائل تھا۔ [شیخ بدیع الدین راشدی سندھی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

''نواب وحید الزمان اهل حدیث نه هو۔ ''نواب وحید الزمان اہل حدیث نہیں ہے۔ دیکھئے مروجه فقه جی حقیقت (ص ۹۲)]

آلِ دیوبند یہ بھی بتائیں! کہ امین اوکاڑوی شیعہ تھا یا منکرِ حدیث یا غیر مقلد یا پھر بدعتی، کیونکہ صحیح بخاری کی عظمت کو گھٹانے والے پر یہ سب فتوے آلِ دیوبند یا ان کے اکابر نے لگائے ہوئے ہیں۔

شاہ ولی اللہ الدہلوی فرماتے ہیں کہ ''صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بارے میں تمام محدثین متفق ہیں کہ ان میں تمام کی تمام متصل اور مرفوع احادیث یقیناً صحیح ہیں۔ یہ دونوں کتابیں اپنے مصنفین تک بالتواتر پہنچی ہیں۔ جو ان کی عظمت نہ کرے وہ بدعتی ہے جو مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلتا ہے'' (حجۃ اللہ البالغہ ج ا ص ۲۴۲، ترجمہ عبدالحق حقانی)

شاہ ولی اللہ کے بارے میں سرفراز خان صفدر نے ایک بریلوی ''مفتی'' کو مخاطب کر کے لکھا ہے: ''مفتی صاحب کیا آپ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کو مسلمان اور عالم دین اور اپنا بزرگ تسلیم کرتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو آپ کو حضرت شاہ صاحبؒ کی بات تسلیم کرنا پڑے گی۔'' (باب جنت بجواب راہ جنت ص ۴۹)

سرفراز صفدر نے مزید لکھا: ''بڑے شوق سے مشکل وقت میں آپ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا دامن چھوڑ دیں مگر ہم ان کا دامن چھوڑنے کیلئے ہرگز تیار نہیں ہیں'' (باب جنت ص ۵۰)

تنبیہ: امین اوکاڑوی کا یہ کہنا: ''اور بخارے میں جا کر دس ہوگئی ہیں۔'' اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ امام بخاری نے یہ حدیث بنالی تھی تو عرض ہے کہ امین اوکاڑوی کا امیر المومنین فی الحدیث اور امام الدنیا فی فقہ الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ پر یہ بہت بڑا افتراء اور بہتان ہے۔ قاری محمد طیب دیوبندی نے امام بخاری کے بارے میں کہا:

''بہرحال امام بخاریؒ کا حافظہ، ان کا اتقان اور ان کا زہد وتقویٰ یہ گویا اظہر من الشمّس ہے۔ ساری دنیا اس کو جانتی ہے۔

......جب امام اس درجہ کا تو اس کی تصنیف بھی اس درجہ کی ہوگی...تو بخاری کی جلالت شان یہ ہے کہ پوری امت نے اجمالی طور پر تلقی بالقبول کی ہے اور اصح الکتب بعد کتاب اللہ مانا ہے۔'' (خطبات حکیم الاسلام ج۶ ص ۶۷، اصل میں اس کی جگہ س اور کتاب اللہ کی جگہ ''کتاب للہ'' غلطی سے چھپ گیا ہے۔)

تنبیہ: محمد زبیر صادق آبادی حفظہ اللہ کا یہ مضمون ماہنامہ الحدیث (عدد: ۶۱ ص ۱۰ تا ۱۷) سے دوبارہ پیشِ خدمت ہے۔

احمد سعید ملتانی کے چونتیس (34) جھوٹ

کتاب "قرآن مقدس اور بخاری محدث" کا مصنف کذاب ہے جس کی دلیل کے طور پر اس کذاب مصنف کی اسی کتاب سے چونتیس (۳۴) جھوٹ باحوالہ ورَدّ پیشِ خدمت ہیں:

معترض کا جھوٹ نمبر ۱،۲: معترض مصنف نے امام ابوحنیفہ کے بارے میں لکھا ہے:

"سراج الامت رسول اللہ ﷺ کی پشینگوئی تابعی صغیر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ لکھ دیا کہ یہ مسلمانوں سے دھوکہ فراڈ کرنیوالا تھا" **یقول هذا لخداع بين المسلمين**"

(قرآن مقدس اور بخاری محدث ص ۱)

تبصرہ: اس عبارت میں معترض نے ایک غلط بات لکھی ہے اور دو جھوٹ بولے ہیں:

اول: یہ کہنا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی ہیں، کائنات کے بڑے جھوٹوں میں سے ایک جھوٹ ہے کیونکہ ایسی کوئی روایت صحیح یا حسن سند کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

دوم: یہ کہنا کہ امام بخاری نے امام ابوحنیفہ کو "مسلمانوں سے دھوکہ فراڈ کرنے والا" کہا ہے، جھوٹ ہے۔

اس عبارت میں یہ بات غلط ہے کہ امام ابوحنیفہ تابعی صغیر تھے۔ اس غلط بات کی تردید کے لئے دو زبردست حوالے پیشِ خدمت ہیں:

اول: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے خود فرمایا: "**ما رأيت أفضل من عطاء**" میں نے عطاء (بن ابی رباح) سے زیادہ افضل کوئی انسان نہیں دیکھا۔

(الکامل لابن عدی ۲۴۷۳/۷، طبعہ جدیدہ ۲۳۷/۸ وسندہ صحیح، ماہنامہ الحدیث حضرو: ۷ ص ۲۰)

دوم: خطیب بغدادی سے بڑے امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) سے پوچھا گیا کہ ابوحنیفہ کا انس (رضی اللہ عنہ) سے سماع صحیح ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا: نہیں اور نہ ابوحنیفہ کا انس

کو دیکھنا ثابت ہے، ابوحنیفہ نے کسی صحابی سے ملاقات نہیں کی ہے۔ (سوالات السہمی للدارقطنی: ۳۸۳، تاریخ بغداد ۲۰۸/۴ ت ۱۸۹۵، وسندہ صحیح، العلل المتناہیہ لابن الجوزی ۶۵/۱ تحت ح ۴۷)

جھوٹ نمبر ۳: معترض نے لکھا ہے: ''تو اچانک خیال آیا کہ محدث دارقطنیؒ وغیرہ کے ذہن رسا بیان میں واقعیت ہے... کہ بخاری ضعیف فی الحدیث اور متعصب ہے کہ...''

(...محدث ص ۱)

تبصرہ: محدث دارقطنی رحمہ اللہ نے امام بخاری کو ضعیف فی الحدیث اور متعصب قطعاً نہیں کہا بلکہ امام دارقطنی نے امام بخاری کی تعریف کی ہے اور انھیں ثقہ حافظ قرار دیا ہے۔ دیکھئے یہی کتاب باب: امام بخاری رحمہ اللہ کا مقام (قبل ح ۱)

جھوٹ نمبر ۴: معترض نے امام ابوحنیفہ کے بارے میں لکھا ہے: ''امام ذیلعیؒ اور امام اوزاعیؒ جیسے جلیل القدر محدث اور فقیہ جن کے متعلق فرمائیں کہ ''**الناس فی الفقه عیال علی ابی حنیفه**...'' (...محدث ص ۲)

تبصرہ: زیلعی تو آٹھویں صدی کے ایک حنفی مولوی ہیں اور امام اوزاعی سے مذکورہ جملہ قطعاً ثابت نہیں ہے لہٰذا معترض نے امام اوزاعی رحمہ اللہ پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۵: معترض لکھتا ہے: ''لیکن خود حمیدیؒ رفع یدین میں اسی طرح ترمذیؒ دارمیؒ وغیرہم سب بخاری کے مخالف ہیں...'' (...محدث ص ۲)

تبصرہ: رفع یدین کے مسئلے میں امام حمیدی رحمہ اللہ کا امام بخاری رحمہ اللہ کا مخالف ہونا ثابت نہیں ہے لہٰذا معترض نے امام حمیدی پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۶: معترض نے لکھا ہے: ''لہٰذا احناف کو تو فرمودۂ امام اعظم ہی کافی ہے'' **اعرضوہ علی کتاب اللہ** ''رہے دوسرے لوگ تو انکو ایمان بالقرآن پر نظر ثانی کرنا چاہئے...'' (...محدث ص ۸)

تبصرہ: عربی الفاظ کے اس مجموعے جیسا کوئی فرمودہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ثابت نہیں ہے لہٰذا معترض نے امام صاحب پر صریح جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۷: معترض لکھتا ہے: ''اور کوئی محدث اور امام مجتہد ایسا نہیں پایا گیا جو امام اعظمؒ کو تابعی صغیر نہ کہتا ہو...'' (...محدث ص ۱۱)

تبصرہ: مشہور محدث امام دارقطنی رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ کو سرے سے تابعی نہیں مانتے، جس کا حوالہ معترض کے جھوٹ نمبر ۱،۲ کے رد یعنی تبصرے میں گزر چکا ہے لہٰذا معترض اپنے درج بالا دعوے میں کذاب ہے۔

جھوٹ نمبر ۸: معترض نے لکھا ہے: ''امام اعظمؒ نے قرآن ہی کے مطابق کہا'' **لا حقیقة للسحر** '' (...محدث ص ۱۵)

تبصرہ: اس طرح کا کوئی جملہ یا جادو کا انکار امام ابوحنیفہ سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔

جھوٹ نمبر ۹: معترض نے لکھا ہے: ''امام بخاری کہتا ہے کہ اللہ پاک بندے میں حلول کر کے اسکے اعضاء بن جاتا ہے اور...'' (...محدث ص ۱۹)

تبصرہ: امام بخاری نے ایسی کوئی بات نہیں لکھی کہ اللہ پاک بندے میں حلول کر جاتا ہے لہٰذا معترض نے امام بخاری پر کالا جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۰: کذاب معترض نے لکھا ہے: ''قرآن مقدس میں صاف لکھا ہوا ہے کہ آپ ﷺ جب ابوطالب کو باصرار دعوت ایمان دیکر اسکے ایمان سے مایوس ہو کر واپس لوٹے تو اللہ نے صاف فرما دیا ''**اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ**... '' (...محدث ص ۲۴، ۲۵)

تبصرہ: قرآن مقدس میں ابوطالب کا نام تک نہیں تو صاف کس طرح لکھا ہوا ہے؟ بلکہ معترض نے ابوطالب دشمنی میں قرآن مقدس پر صریح جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۱: معترض لکھتا ہے: ''امام بخاری نے باب بھی اسی آیت پر باندھا ہے جس کا مطلب ہے کہ امام بخاری خود بھی متعہ کے حلال ہونے کے قائل تھے'' (...محدث ص ۲۷، ۲۸)

معترض نے آگے لکھا ہے: ''بخاری صاحب چونکہ متعہ کے حلال ہونیکے قائل تھے...''

(...محدث ص ۲۹)

تبصرہ: امام بخاری رحمہ اللہ متعۃ النکاح کے حرام ہونے کے قائل تھے اور وہ حلت کو منسوخ

سمجھتے تھے۔ دیکھئے یہی کتاب حدیث نمبر ۸، ۱۰

جھوٹ نمبر ۱۲: معترض نے لکھا ہے: ''قرآن مقدس میں نکاح کے شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ عورت کا حق مہر مال ہونا ضروری ہے...'' (...محدث ص ۳۰، ۳۱)

تبصرہ: ایسی کوئی شرط قرآن میں مذکور نہیں ہے لہٰذا معترض نے قرآن مقدس پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۳: معترض نے لکھا ہے: ''قرآن مقدس میں ہے کہ قرآن کے عوض اور بدلہ میں مال دنیا لینا حرام ہے'' (...محدث ص ۳۲)

تبصرہ: قرآن مجید میں ایسی کوئی بات لکھی ہوئی نہیں ہے کہ قرآن کے عوض اور بدلے میں مال دینا لینا حرام ہے لہٰذا معترض نے قرآن مقدس پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۴: معترض لکھتا ہے: ''اور زہری جو اکثر علماء اسلام کی تحقیق میں عموماً اور اہل تشیع علماء کے نزدیک خصوصاً شیعہ اور پھکڑ باز ہے'' (...محدث ص ۳۴)

تبصرہ: خیر القرون کا دور ہو یا تدوینِ حدیث کا دور، کسی دور میں بھی کسی عالمِ اسلام سے امام زہری رحمہ اللہ کا شیعہ اور پھکڑ باز ہونا قطعاً ثابت نہیں ہے بلکہ حافظ ابن حجر نے اپنی مشہور کتاب تقریب التہذیب میں امام زہری کی جلالتِ شان اور اتقان (ثقہ ہونے) پر اتفاق (اجماع) نقل کیا ہے۔ (دیکھئے ترجمہ نمبر ۶۲۹۶)

ان پر کسی محدث کی جرح قادح ثابت نہیں ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے یہی کتاب حدیث نمبر (۱)

جھوٹ نمبر ۱۵ تا ۲۰: کذاب معترض نے لکھا ہے: ''قرآن مقدس سیرت رسول ﷺ اجماع صحابہؓ و تابعینؒ ائمہ مجتہدینؒ اور تمام امت اسی پر متفق ہیں کہ پیشاب کسی انسان کسی جاندار کا ہو وہ ناپاک اور پلید ہوتا ہے...'' (...محدث ص ۳۵)

تبصرہ: اس عبارت میں معترض نے قرآن مقدس، سیرتِ رسول، اجماع صحابہ، تابعین، ائمہ مجتہدین اور تمام امت پر جھوٹ بولا ہے کیونکہ ایسی کوئی بات قرآن، حدیث، اجماع اور مذکورہ

علماء سے ثابت نہیں کہ حلال جانوروں کا پیشاب ناپاک اور پلید ہوتا ہے بلکہ حنفیوں کے تسلیم شدہ امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ اگر آدمی کے کپڑے کو اونٹ کا پیشاب لگ جائے تو؟ انھوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۱۱۵ ح ۱۲۳۳، وسندہ صحیح)

اگر بکری کا پیشاب لگ جائے تو حماد بن ابی سلیمان دھونے کے قائل تھے جبکہ حکم بن عتیبہ نے کہا: نہیں (مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۲۳۶، وسندہ صحیح)

محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی کی طرف منسوب کتاب الآثار میں چار پایوں وغیرہ کے پیشاب کے بارے میں لکھا ہوا ہے کہ "میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا وہ تو پانی کو اور نہ کپڑے کو ناپاک کرتا ہے۔" (کتاب الآثار اردو مترجم ص ۴۶)

جھوٹ نمبر ۲۱: معترض لکھتا ہے: "قرآن مقدس میں مردہ کے کلام کرنے کو محال کہا گیا ہے" (...محدث ص ۴۷)

تبصرہ: قرآن میں ایسی کوئی آیت نہیں ہے جس میں صراحت کے ساتھ مردہ کے کلام کو محال کہا گیا ہو لہٰذا معترض نے قرآن مقدس پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۲: معترض نے لکھا ہے: "کون نہیں جانتا کہ قرآن مقدس میں لوط علیہ السلام والی قوم کی سی بدکاری کرنیوالا کافر ہی ہوتا ہے اور لواطت کا کام سوائے کافر کے اور کوئی مومن نہیں کرتا" (...محدث ص ۵۲)

تبصرہ: قرآن مقدس میں ایسی کوئی آیت نہیں ہے کہ لواطت کرنے والا کافر ہوتا ہے لہٰذا معترض نے کتاب مقدس پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۳: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ایک موقوف اثر کے بارے میں معترض نے لکھا ہے: "بخاری کے تمام نسخوں میں فی الدبر ہے من الدبر نہیں" (...محدث ص ۵۳)

تبصرہ: صحیح بخاری کے کسی ایک نسخے میں بھی فی الدبر کے الفاظ نہیں ہیں لہٰذا معترض نے صحیح بخاری پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۴: معترض لکھتا ہے: "قرآن کریم میں نکاح شادی کیلئے بلوغ شرط رکھا گیا

ہے'' (...محدث ص ۵۷)

تبصرہ: قرآن کریم میں کہیں بھی نکاح شادی کے لئے بلوغ کو شرط نہیں رکھا گیا لہٰذا معترض نے قرآن مقدس پر جھوٹ بولا ہے۔ نیز دیکھئے یہی کتاب حدیث نمبر ۲۷

جھوٹ نمبر ۲۵: جونیہ نامی ایک عورت سے نبی ﷺ کا نکاح ہوا تھا جسے بعد میں آپ ﷺ نے جماع سے پہلے ہی طلاق دے دی تو وہ عورت ام المومنین نہ بن سکی۔ اس جونیہ کے بارے میں معترض نے لکھا ہے: ''ایک عیاش عورت'' (...محدث ص ۶۹)

تبصرہ: معترض کا جونیہ نامی عورت کو عیاش عورت کہنا جھوٹ اور گستاخی ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۶: معترض نے لکھا ہے: ''اسی لئے آپ ﷺ نے ابی بن سلول کا جنازہ بھی نہ پڑھا اور نہ اسکیلئے کوئی استغفار کی'' (...محدث ص ۷۲، ۷۳)

تبصرہ: کسی صحیح حدیث میں یہ نہیں آیا کہ نبی ﷺ نے عبداللہ بن ابی بن سلول کا جنازہ نہیں پڑھا بلکہ صحیح احادیث میں جنازہ پڑھنے کا ذکر ہے۔ دیکھئے یہی کتاب حدیث نمبر ۳۶

جھوٹ نمبر ۲۷: معترض نے قاری حفص کی قراءت والے قرآن کا ذکر کر کے لکھا ہے:

''اور دوسری قراءت والا قرآن اس سرزمین پر بھی معدوم ہے'' (...محدث ص ۷۷)

تبصرہ: ہماری لائبریری میں قاری حفص کے علاوہ دو مشہور قاریوں والے قرآن موجود ہیں: قاری قالون اور قاری ورش رحمہما اللہ والے لہٰذا معدوم کا دعویٰ کر کے معترض نے جھوٹ کا ''لک'' توڑ دیا ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۸: معترض نے مشہور سُنی امام اور جلیل القدر تابعی امام زہری رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا ہے: ''جو شیعوں میں شیعہ اور سنیوں میں اہل سنت تھا'' (...محدث ص ۷۹)

تبصرہ: زہری کا شیعہ ہونا کسی ایک قابلِ اعتماد محدث سے بھی ثابت نہیں ہے بلکہ امام ابونعیم الاصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) نے امام زہری کو حلیۃ الاولیاء (۳۶۰/۳) میں ذکر کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ اولیائے اُمت میں سے تھے۔

جھوٹ نمبر ۲۹: معترض نے نبی کریم ﷺ کی گستاخی کرتے ہوئے آپ کے بارے

میں لکھا ہے: ''تیسرا آپ ﷺ میں جو لا ادری کا اندھیرا تھا وہ تو جبریل کی پڑھائی سے دور ہو رہا ہے'' (...محدث ص ۸۸)

تبصرہ: یہ کہنا کہ نبی ﷺ میں لا ادری کا اندھیرا تھا، نہ قرآن سے ثابت ہے اور نہ حدیث سے لہٰذا معترض نے گستاخی کا ارتکاب کرتے ہوئے نبی ﷺ پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۳۰: معترض نے خلفائے راشدین کے بارے میں لکھا ہے: ''وہ قطعاً امام کے پیچھے قرائت کرنے یعنی پڑھنے کے قائل نہیں تھے'' (...محدث ص ۹۱، ۹۲)

تبصرہ: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے قراءت خلف الامام کا حکم ثابت ہے۔ دیکھئے یہی کتاب حدیث نمبر ۴۵، اور مصنف ابن ابی شیبہ (۲/ ۳۰۴ ح ۳۷۶۵ وسندہ صحیح)

جھوٹ نمبر ۳۱: ایک آدمی قرآن پڑھ رہا ہو اور دوسرا آدمی اس کے سامنے حدیث پڑھنا شروع کر دے، اس کے بارے میں معترض نے لکھا ہے: ''جس کو خود قرآن نے بیان کر دیا ہے کہ یہ وطیرہ کافروں کا ہے'' (...محدث ص ۸۶)

تبصرہ: معترض اور اس کی ساری پارٹی قیامت تک قرآن، حدیث اور روایات ثابتہ سے ایک مثال بھی پیش نہیں کر سکتے کہ جب نبی ﷺ یا صحابہ قرآن پڑھتے تھے تو اس کے مقابلے میں کافر حدیثِ رسول پیش کرتے اور پڑھتے تھے۔ نیز دیکھئے جھوٹ نمبر ۳۲

جھوٹ نمبر ۳۲: معترض نے کافروں کا قدیم زمانہ سے یہ پیشہ لکھا ہے کہ وہ قرآن کے مقابلے میں ''قال قال رسول اللہ'' کی لُڑھ مچا دیگا یا کسی گویے کو تلاوت قرآن شروع کروا دیگا'' (...محدث ص ۸۷)

تبصرہ: ایسی کوئی بات کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

جھوٹ نمبر ۳۳: معترض نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا ہے کہ ''خلف الامام پڑھنے کے قائل نہیں ہوئے'' (...محدث ص ۹۲)

تبصرہ: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ ظہر وعصر کی نمازوں میں فاتحہ خلف الامام کے قائل وفاعل تھے۔ دیکھئے یہی کتاب حدیث نمبر ۴۵

جھوٹ نمبر ۳۴: معترض نے نبی ﷺ کے بارے میں لکھا ہے کہ ''اور خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا'' **ما اعلم ما وراء جداری**'' (...محدث ص ۱۰۹)

تبصرہ: ایسی کوئی حدیث سند کے ساتھ ذخیرۂ حدیث میں موجود نہیں ہے لہٰذا معترض نے نبی ﷺ پر جھوٹ بولا ہے۔ نیز دیکھئے یہی کتاب حدیث نمبر ۵۲

''قرآن مقدس اور بخاری محدث'' نامی کتاب کے معترض کے ان چونتیس (۳۴) جھوٹوں سے ثابت ہوا کہ وہ بذاتِ خود ایک کذاب ومتروک شخص ہے لہٰذا صحیح بخاری وغیرہ پر اس کی خودساختہ ساری جرح باطل ہے۔

معترض کی عدالت ساقط ہونے کے بعد اس کی کتاب کا جواب صرف اس لئے لکھا گیا ہے تاکہ سادہ لوح مسلمانوں کو اس کے فتنے اور تلبیس کاریوں سے دور ہٹایا جائے، حق کو غالب اور باطل کا قلع قمع کر دیا جائے۔ وما علینا إلا البلاغ

”حدیث اور اہلحدیث“ نامی کتاب کے تیس (30) جھوٹ

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علىٰ رسوله الأمين ، أما بعد :

جھوٹ بولنا کبیرہ گناہ ہے۔ نبی ﷺ نے ”قول الزور“ جھوٹے قول کو ((أکبر الکبائر)) کبیرہ گناہوں میں بڑا گناہ قرار دیا ہے۔

دیکھئے صحیح البخاری (۲۶۵۴) وصحیح مسلم (۸۷، دارالسلام: ۲۵۹)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إنّ کذبًا عليّ لیس ککذب علی أحد ، من کذب عليّ متعمدًا فلیتبوأ مقعده من النار .))

مجھ پر جھوٹ بولنا کسی دوسرے آدمی پر جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے۔ جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا تو وہ اپنا ٹھکانا (جہنم کی) آگ میں بنا لے۔

(صحیح بخاری: ۱۲۹۱، واللفظ لہ، وصحیح مسلم: ۴)

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ((إنّ الذي یکذب عليّ یبنی له بیت في النار .))
جو شخص مجھ پر جھوٹ بولتا ہے (تو) اس کے لئے (جہنم کی) آگ میں ایک گھر بنایا جاتا ہے۔ (مسند احمد ۲/ ۲۲ ح ۴۷۴۲ وسندہ صحیح)

نبی ﷺ نے فرمایا: ((من روی عني حدیثًا وهو یری أنه کذب فهو أحد الکاذبین .)) جس نے مجھ سے ایک حدیث بیان کی اور وہ جانتا ہے کہ یہ روایت جھوٹی ہے تو یہ شخص جھوٹوں میں سے ایک یعنی کذاب ہے۔ (مسند علی بن الجعد: ۱۴۰، وسندہ صحیح، صحیح مسلم: ۱)

سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”یا أیها الناس! إیاکم و الکذب فإن الکذب مجانب للإیمان .“ اے لوگو! جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ ایمان کے منافی ہے۔

(مسند احمد ۱/ ۵ ح ۱۶، وسندہ صحیح)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''**کل الخلال یطبع علیها المؤمن إلا الخیانة و الکذب .**'' مومن میں ہر (بُری) خصلت ہو سکتی ہے سوائے خیانت اور جھوٹ کے۔ (ذم الکذب لابن ابی الدنیا: ۲۵ وسندہ صحیح)

حافظ ذہبی فرماتے ہیں: ''**قد ذهب طائفة من العلماء إلی أن الکذب علی النبي ﷺ کفر ینقل عن الملة ، ولا ریب أن تعمد الکذب علی الله ورسوله في تحلیل حرام أو تحریم حلالٍ کفر محض .**''

علماء کے ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ نبی ﷺ پر جھوٹ بولنا کفر ہے جو (آپ ﷺ پر جھوٹ بولنے والے کو) ملت (اسلامیہ) سے خارج کر دیتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حرام کو حلال یا حلال کو حرام کرنے کے لئے اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ بولنا کفرِ محض ہے۔ (کتاب الکبائر ص ۲۳ باب ۹ مطبوعہ مکتبۃ المعارف، الریاض)

اس تمہید کے بعد انوار خورشید دیوبندی کی کتاب ''حدیث اور اہلحدیث'' سے تیس موضوع و باطل روایتیں مع تبصرہ پیشِ خدمت ہیں، جن میں سیدنا و محبوبنا رسول اللہ ﷺ، صحابۂ کرام اور تابعین پر جھوٹ بولا گیا ہے۔

جھوٹ نمبر ۱: انوار خورشید دیوبندی لکھتے ہیں:

''حضرت عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں کہ میں کنوئیں پر اپنی چھاگل میں پانی کھینچ رہا تھا کہ میرے پاس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور فرمایا کہ عمار کیا کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں اپنا کپڑا دھو رہا ہوں اسے تھوک لگ گیا ہے، آپ نے فرمایا عمار کپڑے کو پانچ چیزیں لگ جانے کی وجہ سے دھونا چاہئے۔ پیشاب، پاخانہ، قئے، خون اور منی۔ عمار تمہارا تھوک، تمہاری آنکھوں کے آنسو اور وہ پانی جو تمہاری چھاگل میں ہے سب برابر ہیں (یعنی سب پاک ہیں)'' (حدیث اور اہلحدیث ص ۱۴۷ نمبر ۱۱ بحوالہ دارقطنی ج ۱ ص ۱۲۷)

تبصرہ: اس روایت کے راوی ثابت بن حماد کے بارے میں امام دارقطنی نے فرمایا:

''**لم یروه غیر ثابت بن حماد وهو ضعیف جدًا**'' إلخ اسے ثابت بن حماد کے سوا

کسی نے روایت نہیں کیا اور وہ سخت ضعیف ہے۔ (سنن الدار قطنی ۱/۱۲۷ح ۴۵۲)

بیہقی نے فرمایا: ''فهذا باطل لا أصل له . . . وثابت بن حماد متهم بالوضع''

پس یہ (روایت) باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں ...اور ثابت بن حماد وضعِ حدیث کے ساتھ متہم ہے۔ (السنن الکبریٰ ج ۱ ص ۱۴) یعنی یہ شخص حدیثیں گھڑتا تھا۔

حافظ ابن تیمیہ نے اس روایت کے بارے میں فرمایا: ''هذا الحديث كذب عند أهل المعرفة'' یہ حدیث اہلِ معرفت (ماہر محدثین) کے نزدیک جھوٹ ہے۔

(لسان المیزان ج ۲ ص ۷۶، دوسرا نسخہ ج ۲ ص ۱۳۳)

تنبیہ: ابراہیم بن زکریا (ایک ضعیف شخص اور باطل روایات بیان کرنے والے) نے کہا: ''نا ثابت بن حماد و كان ثقة'' (البحر الزخار ۴/۲۳۴ ح ۱۳۹۷)

موضوع روایات بیان کرنے والے اس ابراہیم بن زکریا پر شدید جروح کے لئے دیکھئے لسان المیزان (۱/۵۸، ۵۹ دوسرا نسخہ ۱/۸۵، ۸۶) لہٰذا ابراہیم مذکور کا ثابت بن حماد کو ثقہ کہنا مردود ہے۔ یہاں پر یہ بات بڑی عجیب وغریب ہے کہ ابراہیم بن زکریا کی توثیق کو زیلعی نے بزار کی طرف منسوب کر دیا ہے۔! (دیکھئے نصب الرایہ ۱/۲۱۱)

حافظ برہان الدین الحلبی (متوفی ۸۴۱ھ) نے یہ روایت اپنی کتاب ''الكشف الحثيث عمن رمي بوضع الحديث'' میں ذکر کی ہے۔ (ص ۱۱۸ ت ۱۸۱)

جھوٹ نمبر ۲: حدیث اور اہلحدیث (ص ۱۶۸ نمبر ۵ بحوالہ دار قطنی ج ۱ ص ۱۲۷)

تبصرہ: یہ وہی موضوع روایت ہے جو جھوٹ نمبر ۱ میں مع تبصرہ گزر چکی ہے۔

جھوٹ نمبر ۳: انوار خورشید لکھتے ہیں:

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اسے چاہئے کہ اللہ کا نام لے لے (بسم اللہ پڑھ لے) اس طرح سارا جسم پاک ہوگا اور اگر کسی نے دورانِ وضو اللہ کا نام نہ لیا تو جس عضو پر پانی جائے گا وہی پاک ہوگا۔'' (حدیث اور اہلحدیث ص ۱۸۰ نمبر ۴ بحوالہ بیہقی ج ۱ ص ۴۴)

تبصرہ: اس روایت کا ایک راوی ابوزکریا یحییٰ بن ہاشم السمسار ہے جس کے بارے میں ابن عدی نے کہا: ''یضع الحدیث ویسرقه'' وہ حدیثیں گھڑتا تھا اور حدیثیں چوری کرتا تھا۔ (الکامل ۷/۲۷۰۶، دوسرا نسخہ ۹/۱۲۰)

ابوحاتم الرازی نے کہا: ''کان یکذب'' إلخ وہ جھوٹ بولتا تھا۔ (الجرح والتعدیل ۹/۱۹۵)

محدث شہیر ابویحییٰ محمد بن عبدالرحیم البزاز عرف صاعقہ نے فرمایا: ''وکان یضع الحدیث'' اور وہ (یحییٰ بن ہاشم) حدیثیں گھڑتا تھا۔ (تاریخ بغداد ۱۴/۱۶۵، وسندہ صحیح)

حافظ ابن حبان اور عقیلی نے کہا: وہ ثقہ راویوں پر حدیثیں گھڑتا تھا۔

(المجروحین ۳/۱۲۵، الضعفاء للعقیلی ۴/۴۳۲)

جھوٹ نمبر ۴: انوار خورشید لکھتے ہیں:

''حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے وضوء کیا اور وضو کرتے وقت اللہ کا نام لیا تو یہ اس کے (سارے) بدن کی طہارت ہوگا، فرمایا جس نے وضو کیا اور وضو کرتے ہوئے اللہ کا نام نہ لیا تو یہ صرف اس اعضاءِ وضو کی طہارت ہوگا۔''

(حدیث اور اہلحدیث ص ۱۸۰ نمبر ۵ بحوالہ دارقطنی ج ۱ ص ۷۴)

تبصرہ: اس روایت کی سند میں ایک راوی عبداللہ بن حکیم (الداہری) ہے جس کے بارے میں جوزجانی نے کہا: ''کذاب'' جھوٹا ہے۔ (احوال الرجال: ۲۱۸)

ابونعیم الاصبہانی نے کہا: ''حدّث عن إسماعیل بن أبي خالد والأعمش والثوري بالموضوعات'' اس نے اسماعیل بن ابی خالد، اعمش اور ثوری سے موضوع روایتیں بیان کی ہیں۔ (کتاب الضعفاء: ۱۰۹)

عقیلی نے کہا: ''یحدّث بأحادیث لا أصل لها'' وہ ایسی حدیثیں بیان کرتا ہے جن کی کوئی اصل نہیں ہوتی۔ (کتاب الضعفاء ۲/۲۴۱، دوسرا نسخہ ۲/۶۳۴)

حافظ ذہبی نے کہا: ''واہٍ، متهم بالوضع'' کمزور ہے، متہم بالوضع ہے یعنی اس پر (محدثین کی طرف سے) حدیثیں گھڑنے کی جرح ہے۔ (دیکھئے المغنی فی الضعفاء: ۳۱۴۴)

جھوٹ نمبر۵: انوار خورشید لکھتے ہیں:

''حکیم بن سلمہ بنو حنیفہ کے ایک شخص سے جسے جری کہا جاتا ہے۔ روایت کرتے ہیں کہ ایک صاحب نبی علیہ الصلوٰۃ السلام کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ بسا اوقات میں نماز میں مشغول ہوتا ہوں اور میرا ہاتھ شرمگاہ پر پڑ جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا نماز جاری رکھا کرو۔''

(حدیث اور اہلحدیث ص ۱۹۸ نمبر۲ بحوالہ ابن مندہ واعلاء السنن ج ۱ ص ۱۱۹)

تبصرہ: اس روایت کی سند کا دارومدار سلام الطّویل پر ہے جس کے بارے میں ابن حبان نے کہا: ''يروي عن الثقات الموضوعات كأنه كان المتعمد لها''

وہ ثقہ راویوں سے موضوع روایتیں بیان کرتا تھا گویا کہ وہ جان بوجھ کر ایسا کرتا تھا۔

(المجروحین ۱/۳۳۹، نصب الرایہ ۲/۴۱۲ واللفظ لہ)

جھوٹ نمبر۶: انوار خورشید نے لکھا ہے:

''حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں کہ تیمّم میں دو ضربیں ہوتی ہیں ایک ضرب چہرہ کے لئے اور ایک کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کے لئے۔''

(حدیث اور اہلحدیث ص ۲۲۳ نمبر۷ بحوالہ مسند امام زید ص ۷۷)

تبصرہ: مسند زید کا بنیادی راوی ابو خالد عمرو بن خالد الواسطی ہے۔ (دیکھئے مسند زید ص ۴۸)

اس عمرو بن خالد کے بارے میں امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: كذاب .

(الجرح والتعدیل ۶/۲۳۰ وسندہ صحیح، تاریخ ابن معین: ۱۵۰۲ واللفظ لہ)

امام اسحاق بن راہویہ نے فرمایا: عمرو بن خالد الواسطی حدیث گھڑتا تھا۔

(الجرح والتعدیل ۶/۲۳۰ وسندہ حسن)

ابو زرعہ الرازی نے کہا: ''وكان يضع الحديث'' اور وہ حدیثیں گھڑتا تھا۔

(الجرح والتعدیل ۶/۲۳۰)

امام وکیع بن الجراح نے کہا: ''كان كذابًا'' وہ کذاب (جھوٹا) تھا۔

(کتاب المعرفۃ والتاریخ للامام یعقوب بن سفیان الفارسی ج ۱ ص ۷۰۰ وسندہ صحیح)

دار قطنی نے کہا: **کذاب** (الضعفاء والمتروکون للدارقطنی: ۴۰۳)

جھوٹ نمبر ۷: **انوار خورشید نے لکھا ہے:**

''حضرت ابوامامہؓ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا حیض کی کم از کم مدت ۳ دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔''

(حدیث اور اہلحدیث ص ۲۲۶ نمبر ا، بحوالہ الکبیر والاوسط للطبرانی، مجمع الزوائد ج ا ص ۲۸۰)

تبصرہ: اس روایت کا ایک راوی العلاء بن کثیر ہے جس کے بارے میں حافظ ابن حبان نے فرمایا: ''**یروي الموضوعات عن الأثبات**''

یہ ثقہ راویوں سے موضوع روایات بیان کرتا تھا۔ (المجروحین ۲/۱۸۱، ۱۸۲)

جھوٹ نمبر ۸: **انوار خورشید نے لکھا ہے:**

''حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ آیت کریمہ **و اذا قرئ القرآن** کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔'' (حدیث اور اہلحدیث ص ۳۰۰ نمبر ۴ بحوالہ کتاب القراءۃ للبیہقی ص ۸۷)

تبصرہ: اس روایت کا دارومدار ہشام بن زیاد پر ہے جس کے بارے میں ابن حبان نے کہا: ''**کان ممن یروي الموضوعات عن الثقات**'' إلخ وہ ان لوگوں میں تھا جو ثقہ راویوں سے موضوع روایتیں بیان کرتے ہیں۔ (المجروحین ۳/۸۸)

تنبیہ: کذاب، متروک، جمہور کے نزدیک مجروح راوی اور موضوع روایتیں بیان کرنے والے کو بعض محدثین کا ضعیف وغیرہ کہنا چنداں مفید نہیں ہوتا بلکہ وہ کذاب کا کذاب ہی رہتا ہے۔

جھوٹ نمبر ۹: **انوار خورشید دیوبندی نے لکھا ہے:**

''حضرت عمرؓ بن خطاب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ظہر کی نماز پڑھائی تو ایک صاحب اپنے جی ہی جی میں آپ کے ساتھ قرأت کرنے لگے۔ نماز پوری ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ قراءت کی ہے۔ تین دفعہ آپ نے یہ سوال کیا، ایک صاحب بولے جی ہاں یا رسول اللہ میں **سبح اسم ربك الاعلی** پڑھ رہا تھا۔

آپ نے فرمایا کیا ہو گیا کہ مجھے قرآن کی قرأت میں کشمکش میں ڈالا جاتا ہے کیا تمھیں امام کی قراءۃ کافی نہیں ہے۔ امام تو بنایا ہی اس لئے جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے لہٰذا جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہا کرو۔" (حدیث اور اہلحدیث ص ۳۰۵، ۳۰۶ نمبر ۱۵، بحوالہ کتاب القرأۃ للبیہقی ص ۱۱۴)

تبصرہ: اس موضوع روایت کا ایک راوی عبدالمنعم بن بشیر ہے جس کے بارے میں امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: "أتيته فأخرج إلينا أحاديث أبي مودود نحو مائتي حديث كذب" میں اس کے پاس گیا تو اس نے ہمارے سامنے ابومودود کی تقریباً دوسو جھوٹی روایتیں پیش کیں۔ (سوالات ابن الجنید الختلی: ۸۰۷)

محدث خلیلی نے کہا: "وهو وضاع على الأئمة"

اور وہ (عبدالمنعم بن بشیر) اماموں پر جھوٹ گھڑنے والا ہے۔ (الارشاد ۱/۱۵۸)

امام احمد بن حنبل نے اسے "الكذاب" کہا۔

(لسان المیزان ۴/۵۷ دوسرا نسخہ ۴/۴۷۹، الارشاد للخلیلی ۱/۱۵۹)

امام احمد نے ابومودود کو ثقہ کہا: (میزان الاعتدال ۲/۶۶۹، کتاب العلل ومعرفۃ الرجال لاحمد ۱/۲۱۲ فقرہ: ۱۱۵۳)

بعض ناسمجھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ توثیق عبدالمنعم کی ہے حالانکہ یہ توثیق ابومودود کی ہے۔

عبدالمنعم بن بشیر کے بارے میں حاکم نے کہا: اس نے مالک اور عبداللہ بن عمر سے موضوع روایتیں بیان کی ہیں الخ (المدخل ص ۱۷۷، فقرہ: ۱۴۲)

لہٰذا یعقوب بن سفیان کا اس کذاب سے روایت کرنا چنداں مفید نہیں ہے۔

اس سند کا دوسرا راوی عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم عن ابیہ الخ ہے۔ حاکم نے کہا: عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے اپنے ابا سے موضوع روایتیں بیان کی ہیں۔ الخ (المدخل ص ۱۵۴ ت ۹۷)

خلاصہ یہ کہ یہ سند موضوع ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۰: انوار خورشید لکھتے ہیں:

"حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی علیہ الصلوٰۃ السلام سے پوچھا کہ میں امام کے پیچھے

قرأت کروں یا خاموش رہوں ۔ آپ نے فرمایا خاموش رہو کیونکہ تمہیں امام کی قرأت ہی کافی ہے۔" (حدیث اور اہلحدیث ص ۳۰۶ نمبر ۱۷، بحوالہ کتاب القرأۃ للبیہقی ص ۱۶۳)

تبصرہ: یہ روایت بیان کر کے امام بیہقی نے حارث بن عبداللہ الاعور (اس روایت کے راوی) پر شدید جرح کر رکھی ہے۔ مشہور تابعی امام شعبی رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے حارث الاعور نے حدیث بیان کی اور وہ کذاب (جھوٹا) تھا۔ (صحیح مسلم، ترقیم دار السلام: ۴۴)

امام شعبی گواہی دیتے تھے کہ حارث الاعور جھوٹوں میں سے ایک ہے۔

(صحیح مسلم، دار السلام: ۴۵ وسندہ صحیح)

ایک دفعہ مشہور تابعی مرہ الہمدانی رحمہ اللہ حارث الاعور کو قتل کرنا چاہتے تھے لیکن وہ بھاگ گیا۔ (صحیح مسلم: ۴۹)

ابراہیم (نخعی) اسے متہم سمجھتے تھے۔ (صحیح مسلم: ۴۸)

امام علی بن عبداللہ المدینی نے کہا کہ حارث (الاعور) کذاب ہے۔

(احوال الرجال للجوزجانی: ۱ اص ۴۶ وسندہ صحیح)

امام ابوخیثمہ زہیر بن حرب نے فرمایا: "**الحارث الأعور كذاب**"

حارث اعور کذاب ہے۔ (الجرح والتعدیل ۳/ ۷۹ وسندہ صحیح)

ان کے علاوہ جمہور محدثین نے حارث الاعور پر جرح کر رکھی ہے لہٰذا بعض کی طرف سے اس کی توثیق مردود ہے اور یہ کہنا کہ شعبی نے اسے اس کی رائے میں جھوٹا کہا ہے، صحیح نہیں ہے۔ نیز دیکھئے حاشیہ تہذیب الکمال (ج ۲ ص ۲۰ تحقیق بشار عواد معروف)

جھوٹ نمبر ۱۱: انوار خورشید نے لکھا ہے:

"نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی۔ میری داہنی طرف ایک انصاری صحابی تھے۔ انہوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے قرأت کی اور میری بائیں طرف قبیلہ مزینہ کے ایک صاحب تھے جو کنکریوں سے کھیل رہے تھے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے پوچھا کہ میرے پیچھے کس نے قراءت کی ہے۔ انصاری

بولے میں نے یا رسول اللہ: آپ نے فرمایا ایسا مت کرو کیونکہ جو امام کی اقتداء کرے، تو امام کی قراءت ہی مقتدی کی قراءت ہوتی ہے، جو صاحب کنکریوں سے کھیل رہے تھے ان سے فرمایا تمہیں نماز سے یہی حصہ ملا ہے۔"

(حدیث اور اہلحدیث ص ۳۱۸، ۳۱۹ نمبر ۴۲ بحوالہ کتاب القراءۃ للبیہقی ص ۱۷۶)

تبصرہ: یہ روایت بیان کرنے کے بعد امام بیہقی نے لکھا ہے: "**هذا إسناد باطل ....**" یہ سند باطل ہے۔ (کتاب القراءت ص ۱۷۷ ح ۴۱۸)

اس کا ایک راوی محمد بن اسحاق الاندلسی ہے جس کے بارے میں امام دارقطنی نے فرمایا: "**محمد بن محصن ويقال ابن إسحاق الأندلسی العكاشي عن الثوري والأوزاعي وابن عجلان و ابن أبي عبلة متروك يضع**"

محمد بن محصن اور کہا جاتا ہے ابن اسحاق اندلسی اور عکاشی: ثوری، اوزاعی، ابن عجلان اور ابن ابی عبلہ سے روایت کرتا ہے، متروک ہے، روایتیں گھڑتا ہے۔ (سوالات البرقانی: ۴۵۹)

محمد بن محصن العکاشی الاسدی کے شاگردوں میں سلیمان بن سلمہ الخبائری ہے۔ (تہذیب الکمال ۵/ ۴۹۶) اور کتاب القراءت میں بھی اس کا شاگرد سلیمان بن سلمہ ہے۔

محمد بن اسحاق العکاشی کے بارے میں امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: کذاب

(کتاب الضعفاء للعقیلی ۴/ ۲۹ وسندہ حسن)

ابن حبان نے کہا: "**شيخ يضع الحديث على الثقات ، لا يحل ذكره في الكتب إلا علىٰ سبيل القدح فيه**" شیخ، ثقہ راویوں پر حدیث گھڑتا تھا، کتابوں میں اس پر جرح کے بغیر اس کا ذکر حلال نہیں ہے۔ (المجروحین ۲/ ۲۷۷)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے محمد بن اسحاق الاندلسی اور محمد بن محصن کو علیحدہ علیحدہ قرار دیا ہے لیکن حافظ صاحب کی یہ بات محلِ نظر ہے۔

اس روایت کا دوسرا راوی سلیمان بن سلمہ (الخبائری) ہے جس کے بارے میں امام علی بن الحسین بن جنید نے کہا: **كان يكذب** وہ جھوٹ بولتا تھا الخ (الجرح والتعدیل ۴/ ۱۲۲ وسندہ صحیح)

ابن حبان نے کہا: ''كان يروي الموضوعات عن الأثبات''

وہ ثقہ راویوں سے موضوع روایتیں بیان کرتا تھا۔ (المجروحین ۳/۳۲ ترجمۃ مؤمل بن سعید الرحبی)

جو مردود روایتیں امام بیہقی اپنی کتاب القراءت میں بطورِ رد بیان کرتے ہیں اور ان پر جرح کرتے ہیں تو ان سے یہ تقلیدی حضرات استدلال کرتے ہیں۔ سبحان الله!

کیا انصاف ہے؟!

جھوٹ نمبر ۱۲: انوار خورشید لکھتے ہیں:

''حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں امام کے پیچھے قرأت نہ کروں۔'' (حدیث اور اہلحدیث ص ۳۲۰ نمبر ۴۷ بحوالہ کتاب القرأۃ للبیہقی ص ۱۷۵)

تبصرہ: یہ روایت بیان کرنے کے بعد امام بیہقی نے فرمایا کہ ابو عبداللہ الحافظ (حاکم نیشاپوری) نے کہا: ''هذا باطل'' إلخ یہ باطل ہے۔ (کتاب القراءت ص ۱۷۶)

اس کا راوی ابو حامد احمد بن محمد بن القاسم السرخسی متہم ہے۔ (لسان المیزان ۱/۲۹۰)

یعنی وہ وضعِ حدیث کے ساتھ متہم ہے۔ (الکشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث ص ۸۲ رقم: ۱۰۵)

اس کا دوسرا راوی اسماعیل بن الفضل ہے۔ سیوطی نے کہا: ''وإسماعيل كذاب'' اور اسماعیل بن الفضل کذاب ہے۔ (ذیل اللآلی المصنوعۃ ص ۱۱۳)

جھوٹ نمبر ۱۳: انوار خورشید دیو بندی نے لکھا ہے:

''حضرت علقمہؒ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا مجھے جنڈ درخت کے جلتے کوئلوں کو منہ میں لے لینا اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں امام کے پیچھے قرأت کروں۔''

(حدیث اور اہلحدیث ص ۳۳۱ نمبر ۳ بحوالہ کتاب القراءت للبیہقی ص ۱۴۵، وموطأ محمد بن الحسن الشیبانی ص ۹۸)

تبصرہ: موطأ شیبانی میں تو یہ روایت ان الفاظ یا مفہوم کے ساتھ مجھے نہیں ملی اور شیبانی مذکور بذاتِ خود مجروح ہے۔ اس کے بارے میں اسماء الرجال کے مشہور امام یحییٰ بن معین نے گواہی دی: ''جهمي كذاب'' وہ جہمی کذاب (جھوٹا) ہے۔

(کتاب الضعفاء للعقیلی ۴/۵۲ وسندہ صحیح)

اور فرمایا: ''ليس بشئ و لا تكتب حديثه''

وہ کوئی چیز نہیں ہے اور تم اس کی حدیث نہ لکھو۔ (تاریخِ بغداد ۱۸۰/۲، ۱۸۱، وسندہ حسن)

امام اہلِ سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: ''ليس بشئ و لا يكتب حديثه''

وہ کوئی چیز نہیں ہے اور اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔ (الکامل لابن عدی ۲۱۸۳/۶ وسندہ صحیح)

کتاب القراءت للبیہقی میں اس کا راوی عمرو بن عبدالغفار ہے جس کے بارے میں ابن عدی نے کہا: وہ جب فضائل میں کچھ بیان کرے تو متہم ہے اور سلف (صالحین) اسے متہم قرار دیتے تھے کہ وہ فضائل اہلِ بیت میں حدیثیں گھڑتا ہے۔ الخ

(الکامل ۱۷۹۷/۵، دوسرا نسخہ ۲۵۳/۶)

ذہبی نے کہا: ''هالك'' عمرو بن عبدالغفار ہلاک کرنے والا ہے۔ (المغنی فی الضعفاء: ۴۶۷۸)

جھوٹ نمبر ۱۴: انوار خورشید دیوبندی نے لکھا ہے:

''حضرت امام ابوحنیفہؒ حضرت حمادؒ سے اور وہ حضرت ابراہیم نخعیؒ سے اور وہ حضرت اسودؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔ اس کے بعد نماز میں کسی اور جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے اور وہ اس عمل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے تھے۔'' (حدیث اور اہلحدیث ص ۳۹۷/۳ نمبر ۱۵، بحوالہ جامع المسانید ج ۱ ص ۳۵۵)

تبصرہ: جامع المسانید میں اس کا بنیادی راوی ابومحمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب البخاری الحارثی ہے جس کے بارے میں ابواحمد الحافظ اور ابوعبداللہ الحاکم نے فرمایا:

''كان .... ينسج الحديث'' وہ حدیثیں بناتا تھا۔

(کتاب القراءت للبیہقی ص ۱۵۴، دوسرا نسخہ ص ۱۷۸ ح ۳۸۸ وسندہ صحیح)

برہان الدین الحلبی نے اسے ''الكشف الحثيث عمن رمي بوضع الحديث'' میں ذکر کیا ہے۔ (ص ۲۴۸ رقم: ۴۱۱) اس روایت کی باقی سند بھی مردود ہے۔ مفصل تحقیق کے لئے دیکھئے نور العینین طبع دسمبر ۲۰۰۶ء (ص ۴۳)

جھوٹ نمبر ۱۵: انوار خورشید نے لکھا ہے:

''حضرت جابرؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سالم بن عبداللہ بن عمرؒ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ انہوں نے اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمرؓ) کو دیکھا کہ انہوں نے رفع یدین کیا، تکبیرِ تحریمہ کہتے وقت اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت میں نے اُن سے اس کے متعلق سوال کر دیا۔ انہوں نے بتلایا کہ انہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تھا۔''

(حدیث اور اہلحدیث ص ۴۰۸ بحوالہ مسند احمد ج ۲ ص ۴۶)

تبصرہ: جابر سے مراد جابر بن یزید الجعفی ہے جس کے بارے میں امام ابوحنیفہ نے فرمایا:

''ما رأیت أحدًا أکذب من جابر الجعفي ولا أفضل من عطاء بن أبي رباح''

میں نے جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا اور عطاء بن ابی رباح سے زیادہ افضل کوئی نہیں دیکھا۔

(العلل الصغیر للترمذی مع السنن ص ۸۹۱ وسندہ حسن، تاریخ ابن معین روایۃ الدوری: ۱۳۹۸ مختصراً وسندہ حسن)

امام یحییٰ بن معین نے کہا: ''**وکان جابر کذابًا**'' اور جابر (جعفی) کذاب تھا۔

(تاریخ ابن معین، روایۃ الدوری: ۱۳۹۷)

زائدہ بن قدامہ نے کہا: ''**کان جابر الجعفی کذابًا یؤمن بالرجعة**''

جابر جعفی کذاب تھا، (شیعہ کے خود ساختہ نظریہ) رجعت (سیدنا علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے دنیا میں دوبارہ آنے) کا عقیدہ رکھتا تھا۔ (روایۃ الدوری: ۱۳۹۹، وسندہ صحیح)

جوزجانی نے کہا: ''**کذاب**'' (احوال الرجال: ۲۸) ابن حبان نے کہا: وہ سبائی (رافضی) تھا۔ (المجروحین ۱/۲۰۸) ان کے علاوہ جمہور نے اس پر جرح کی ہے لہٰذا بعض محدثین کی طرف سے اس کی توثیق مردود ہے۔

اس موضوع روایت پر انوار خورشید نے باب باندھا ہے: ''حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا کو رفع یدین کرتے دیکھ کر حضرت سالمؒ اور قاضی محارب بن دثارؒ کا اعتراض کرنا۔''

(حدیث اور اہلحدیث ص ۴۰۸)

یہ عنوان سراسر غلط اور جھوٹ ہے۔ استاد سے شاگرد کا علم حاصل کرنے کے لئے دلیل پوچھنا اعتراض نہیں کہلاتا۔ مشہور محدث ابوالعباس محمد بن اسحاق بن ابراہیم السراج فرماتے ہیں:

"ثنا محمد بن علي بن شقيق قال :سمعت أبي :أنا أبو حمزة عن سليمان الشيباني قال :رأيت سالم بن عبدالله إذا افتتح الصلوٰة . رفع يديه فلما ركع رفع يديه فلما رفع رأسه رفع يديه فسألته فقال :رأيت أبي يفعله فقال : رأيت رسول الله ﷺ يفعله ."سلیمان الشیبانی سے روایت ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ (بن عمر) کو دیکھا، جب انھوں نے نماز شروع کی رفع یدین کیا پھر جب رکوع کیا تو رفع یدین کیا، پھر جب (رکوع سے) سر اٹھایا تو رفع یدین کیا۔ پس میں نے ان سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا: میں نے اپنے ابا (ابن عمر رضی اللہ عنہ) کو ایسا کرتے دیکھا، پھر انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا۔

(حدیث سراج ج ۲ ص ۳۴، ۳۵ ح ۱۱۵، وسندہ صحیح، قلمی ص ۱۰، الف)

ابوحمزہ السکری کی بیان کردہ اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ رفع یدین منسوخ نہیں ہوا بلکہ اس پر رسول اللہ ﷺ نے عمل کیا پھر آپ کی وفات کے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عمل کیا اور ان کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ نے عمل کیا۔ نبی ﷺ، صحابی اور تابعی کے مسلسل عمل کے بعد بھی اسے منسوخ قرار دینا بہت بڑا ظلم ہے جس کا منکرینِ رفع یدین کو جواب دینا پڑے گا۔ ان شاء اللہ

سلیمان الشیبانی کے سوال کو اعتراض قرار دینا ان لوگوں کا کام ہے جو دن کو رات اور حق کو باطل ثابت کرنے کی کوشش میں مسلسل مگن ہیں۔

کیا روئے زمین پر کوئی ایسا منکرِ رفع یدین موجود ہے جو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے سالم بن عبداللہ سے ترکِ رفع یدین ثابت کردے؟ جب سالم سے ترکِ رفع یدین ثابت نہیں تو ان کے والد سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی ترکِ رفع یدین ثابت نہیں ہے۔ **والحمدللہ**

جھوٹ نمبر ۱۶: انوار خورشید نے لکھا ہے:

"حضرت جابر سے مروی ہے کہ حضرت اسود بن یزیدؒ اور حضرت علقمہؒ نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے پھر نہیں کرتے تھے۔" (حدیث اور اہلحدیث ص ۴۱۳ بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۶)

تبصرہ: اس کی سند میں جابر جعفی مشہور کذاب ہے جس کا ذکر جھوٹ نمبر ۱۵ کے تحت گزر چکا ہے۔ امام ابوحنیفہ نے بھی جابر جعفی کو کذاب قرار دیا ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۷: انوار خورشید نے لکھا ہے:

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، ہر نماز کے بعد جو بندہ بھی اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر یہ دعا مانگتا ہے۔ **اَللّٰھُمَّ اِلٰھِیْ**.... تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہو جاتا ہے کہ وہ ان ہاتھوں کو ناکام نہ لوٹائیں۔''

(حدیث اور اہلحدیث ص ۴۷۳ نمبر ۱۱، بحوالہ عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ص ۴۶)

تبصرہ: عمل الیوم واللیلہ (ح ۱۳۸) کی اس روایت کا راوی عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن ہے جس کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: ''**اضرب علٰی أحادیثه، هي کذب**'' إلخ اس کی حدیثوں کو کاٹ دو، یہ جھوٹی ہیں۔

(کتاب العلل ومعرفۃ الرجال ۲/۲۶۹ فقرہ: ۱۹۳۳، کتاب الجرح والتعدیل ۵/۳۸۸ وسندہ صحیح)

تنبیہ: مفتی رشید احمد لدھیانوی دیوبندی نے علانیہ لکھا ہے:

''نماز کے بعد اجتماعی دعاء کا مروجہ طریقہ بالاجماع بدعت قبیحہ شنیعہ ہے۔

دعاء بعد الفرائض میں رفع یدین نہیں، **الا ان یدعوا احیانا لحاجة خاصة**۔''

(نمازوں کے بعد دعاء ص ۱۹، احسن الفتاویٰ ج ۱۰)

جھوٹ نمبر ۱۸: انوار خورشید دیوبندی نے لکھا ہے:

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عورت نماز میں بیٹھے تو اپنی ایک ران دوسری ران پر رکھے اور جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو رانوں سے چپکا لے اس طرح کہ اس کے لئے زیادہ سے زیادہ پردہ ہو جائے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) فرما کر ارشاد فرماتے ہیں کہ اے فرشتوں میں تمہیں گواہ بناتا ہوں اس بات پر کہ میں نے اسے بخش دیا ہے۔''

(حدیث اور اہلحدیث ص ۴۸۱ نمبر ۵ بحوالہ کنز العمال ج ۷ ص ۵۴۹)

تبصرہ: یہ روایت کنز العمال میں بحوالہ بیہقی (۲/۲۲۳) اور ابن عدی (الکامل ۲/۵۰۱)

مذکور ہے۔ اس کے راوی محمد بن قاسم البلخی کی ایک روایت کے بارے میں ابن حبان نے کہا: اس سے اہلِ خراسان نے ایسی چیزیں روایت کی ہیں جن کا کتابوں میں ذکر کرنا حلال نہیں ہے۔ الخ (المجروحین ۳۱۱/۲)

اس روایت کے دوسرے راوی ابو مطیع الحکم بن عبداللہ البلخی کے بارے میں حافظ ذہبی نے کہا: ''فھٰذا وضعه أبو مطیع علی حماد'' یہ روایت ابو مطیع نے حماد بن سلمہ پر گھڑی ہے۔ (میزان الاعتدال ۴۲/۳ ترجمۃ عثمان بن عبداللہ الاموی)

جھوٹ نمبر ۱۹: انوار خورشید نے لکھا ہے:

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں کیسے نماز پڑھتی تھیں آپ نے فرمایا چہار زانوں بیٹھ کر پھر انہیں حکم دیا گیا کہ وہ خود سمٹ کر بیٹھا کریں۔''

(حدیث اور اہلحدیث ص ۴۸۲ نمبر ۱۰، بحوالہ جامع المسانید ج ۱ ص ۴۰۰)

تبصرہ: جامع المسانید میں اس کی دو سندیں ہیں:

پہلی سند: اس میں ابو محمد البخاری الحارثی کذاب ہے جیسا کہ جھوٹ نمبر ۱۴ کے تبصرہ میں باحوالہ گزر چکا ہے۔ ابن خالد، زر بن نجیح اور ابراہیم بن مہدی نامعلوم ہیں۔ ایک ابراہیم بن مہدی کذاب تھا۔ دیکھئے تقریب التہذیب (۲۵۷ ولفظہ: کذبوہ)

دوسری سند: اس میں قاضی عمر بن الحسن بن علی الاشنانی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔ دارقطنی نے کہا: ''وکان یکذب'' اور وہ جھوٹ بولتا تھا۔ (سوالات الحاکم للدارقطنی: ۲۵۲)

برہان الدین الحلبی نے اسے واضعینِ حدیث میں ذکر کیا ہے اور کوئی دفاع نہیں کیا۔ دیکھئے الکشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث (ص ۳۱۱، ۳۱۲ ت ۵۴۱)

اس میں بھی ابن خالد، زر بن نجیح اور ابراہیم بن مہدی نامعلوم ہیں۔

جھوٹ نمبر ۲۰: انوار خورشید دیوبندی نے لکھا ہے:

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمیں امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ ہم لوگوں کو امامت کروائیں قرآن میں دیکھ کر اور اس بات سے بھی کہ ہماری

امامت کرائے نابالغ۔" (حدیث اوراہلحدیث ص ۴۹۱ نمبر ۳ بحوالہ کنز العمال ج ۸ ص ۲۶۳)

تبصرہ: کنز العمال میں یہ روایت بحوالہ ابن ابی داود مذکور ہے۔ ابن ابی داود کی کتاب المصاحف (ص ۲۱۷) میں یہ روایت موجود ہے لیکن اس کی سند میں نہشل بن سعید راوی ہے جس کے بارے میں امام اسحاق بن راہویہ نے فرمایا: "نهشل كذاب"

نہشل کذاب (جھوٹا) ہے۔ (الجرح والتعدیل ۴۹۶/۸ وسندہ صحیح)

ابوعبداللہ الحاکم نے کہا: "روى عن الضحاك بن مزاحم الموضوعات" إلخ

اس نے ضحاک بن مزاحم سے موضوع روایتیں بیان کی ہیں۔ (المدخل الی الصحیح ص ۲۱۸ ت ۲۰۹)

یاد رہے کہ روایتِ مذکورہ کو نہشل نے ضحاک (بن مزاحم) سے بیان کر رکھا ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۱: انوار نے لکھا ہے:

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہمیں اس سے منع فرمایا ہے کہ ہم قرآن میں دیکھ کر لوگوں کی امامت کریں اور اس سے منع فرمایا ہے کہ ہماری امامت بالغ کے علاوہ کوئی اور کرائے۔"

(حدیث اوراہلحدیث ص ۵۳۲ نمبر ۳ بحوالہ کنز العمال ج ۸ ص ۲۶۳)

تبصرہ: یہ بھی موضوع روایت ہے جو کہ انوار خورشید کے جھوٹ نمبر ۲۰ کے تحت گزر چکی ہے، اس کا راوی نہشل بن سعید کذاب ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۲: انوار خورشید لکھتے ہیں:

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا وتر واجب ہیں ہر مسلمان پر۔"

(حدیث اوراہلحدیث ص ۵۴۸ نمبر ۱۱، بحوالہ کشف الاستار عن زوائد البزار ج ۱ ص ۳۵۲)

تبصرہ: اس کا بنیادی راوی جابر الجعفی ہے۔

(دیکھئے کشف الاستار: ۷۳۳، الدرایہ ص ۱۱۳، حاشیہ نصب الرایہ ج ۲ ص ۱۱۳)

جابر جعفی کو امام ابوحنیفہ نے جھوٹا قرار دیا ہے۔ دیکھئے انوار خورشید کا جھوٹ نمبر ۱۵

جھوٹ نمبر۲۳: انوار خورشید نے لکھا ہے:

''حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ وتر تین رکعات ہیں جن میں صرف آخری رکعت ہی میں سلام پھیرا جائے گا۔''

(حدیث اور اہلحدیث ص ۵۷۴ بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۹۴)

تبصرہ: حسن بصری سے اس جعلی اجماع کا راوی عمرو بن عبید المعتزلی ہے جس کے بارے میں عوف الاعرابی نے کہا: ''**کذب و اللہ عمرو**'' اللہ کی قسم عمرو نے جھوٹ بولا ہے۔

(الجرح والتعدیل ۳/۲۴۷ وسندہ صحیح)

یونس نے کہا: عمرو بن عبید حدیث میں جھوٹ بولتا تھا۔ (الجرح والتعدیل ۳/۲۴۶ وسندہ حسن)

حمید نے کہا: وہ حسن (بصری) پر جھوٹ بولتا ہے۔ (ایضاً ص ۲۴۶ وسندہ صحیح)

ایوب سختیانی نے کہا: (عمرو نے حسن پر) جھوٹ بولا۔ (التاریخ الصغیر للبخاری ۲/۶۷ وسندہ صحیح)

ایسے کذاب کی روایت پیش کر کے صرف تین وتر پر اجماع ثابت کیا جا رہا ہے۔ **سبحان اللہ**

تنبیہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام اور تابعینِ عظام سے ایک وتر کا قولاً و فعلاً ثبوت بہت سی صحیح روایات میں آیا ہے۔ خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی لکھتے ہیں:

''وتر کی ایک رکعت احادیث صحاح میں موجود ہے اور عبداللہ بن عمرؓ اور ابن عباس وغیرہما صحابہؓ اس کے مقر اور مالکؒ و شافعیؒ و احمدؒ کا وہ مذہب پھر اس پر طعن کرنا مؤلف کا ان سب پر طعن ہے کہو اب ایمان کا کیا ٹھکانا....'' (براہینِ قاطعہ ص ۷)

جھوٹ نمبر۲۴: انوار خورشید نے لکھا ہے:

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اہل مکہ تم چار برید سے کم کے سفر میں قصر نہ کیا کرو چار برید مکہ مکرمہ سے عسفان تک ہوتے ہیں۔''

(حدیث اور اہلحدیث ص ۷۲۰، ۷۲۱ نمبر ۱۵، بحوالہ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۵۷)

تبصرہ: یہ روایت مجمع الزوائد میں بحوالہ الکبیر للطبرانی مذکور ہے اور المعجم الکبیر للطبرانی (۱۱/۹۶، ۹۷ ح ۱۱۱۶۲) سنن الدارقطنی (۱/۳۸۷ ح ۱۴۳۲) اور السنن الکبریٰ للبیہقی

(۳/۱۳۷، ۱۳۸) میں عبدالوہاب بن مجاہد کی سند سے مذکور ہے۔ عبدالوہاب بن مجاہد مذکور کے بارے میں حاکم نیشاپوری نے کہا: عبدالوہاب اپنے باپ سے موضوع حدیثیں بیان کرتا تھا۔ (المدخل الی الصحیح ص ۱۷۱)

ابن معین نے کہا: لا شيء وہ کوئی چیز نہیں ہے۔ (سوالات ابن الجنید: ۲۶۴)

جھوٹ نمبر ۲۵: انوار نے لکھا ہے:

''حضرت مجاہد رحمہ اللہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا جب تم پندرہ دن اقامت کا ارادہ کرلو تو پھر نماز پوری پڑھو۔''

(حدیث اور اہلحدیث ص ۲۴۷ نمبر ۴ بحوالہ جامع المسانید ج ۱ ص ۴۰۴)

تبصرہ: اس کا ایک راوی ابو مطیع البلخی کذاب ہے جیسا کہ انوار خورشید کے جھوٹ نمبر ۱۸ میں گزر چکا ہے۔ دوسرا راوی ابن عقدہ چور تھا۔ دیکھئے الکامل لابن عدی (۱/ ۲۰۹ وسندہ صحیح) یہ شخص صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف روایتیں لکھوایا کرتا تھا۔ (دیکھئے سوالات حمزۃ السہمی: ۱۲۶ وسندہ صحیح)

اس روایت کی باقی سند بھی مردود ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۶: انوار خورشید نے لکھا ہے:

''حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں ایک دن خطبہ دیا تو فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر جمعہ فرض فرمایا ہے میری اس جگہ میں اس گھڑی میں میرے اس مہینے میں اس سال میں قیامت تک کے لئے جس نے بلا عذر جمعہ چھوڑا امامِ عادل یا امام جائر (ظالم) کے ہوتے ہوئے تو اللہ تعالیٰ اسے دلجمعی اور استحکام نصیب نہ فرمائے اور اس کے کاروبار میں برکت نہ ہو، خبردار ایسے شخص کی نماز قبول نہیں، خبردار ایسے شخص کا حج قبول نہیں، خبردار ایسے شخص کی کوئی نیکی قبول نہیں، خبردار ایسے شخص کا کوئی صدقہ قبول نہیں۔''

(حدیث اور اہلحدیث ص ۶۷۷ نمبر ۴ بحوالہ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۶۹)

تبصرہ: مجمع الزوائد میں یہ روایت بحوالہ الاوسط للطبرانی مذکور ہے۔ الاوسط (۸/ ۱۲۱ ح ۷۲۴۲) میں اس کی سند ''فضیل بن مرزوق عن عطیة عن أبي سعید الخدري''

مذکور ہے۔ عطیہ بن سعد العوفی جمہور کے نزدیک ضعیف راوی ہے۔ یہ ابو سعید محمد بن السائب الکلبی سے تدلیس کرتا تھا۔ دیکھئے المجروحین لابن حبان (۱۷۶/۲) والعلل لاحمد (۲۲۲/۱ فقرہ: ۱۲۲۵) اور طبقات المدلسین لابن حجر (۱۲۲/۴) وغیرہ

حافظ ابن حبان نے کہا: ''ویروي عن عطیة الموضوعات'' إلخ

اور فضیل بن مرزوق عطیہ سے موضوع روایتیں بیان کرتا تھا۔ (المجروحین ۲۰۹/۲)

اس روایت کا راوی موسیٰ بن عطیہ الباہلی کون ہے؟ کوئی اتا پتا نہیں ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۷: انوار دیوبندی نے لکھا ہے:

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعات جمعہ سے پہلے پڑھتے تھے اور چار رکعات جمعہ کے بعد اور ان دو رکعتوں میں (درمیان میں دو رکعتوں پر سلام پھیر کر) فصل نہیں کرتے تھے۔'' (حدیث اور اہلحدیث ص ۸۲۴ نمبر ۲ بحوالہ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۹۵)

تبصرہ: مجمع الزوائد میں یہ روایت بحوالہ الکبیر للطبرانی مذکور ہے۔ المعجم الکبیر (۱۲۹/۱۲ ح ۱۲۶۷۴) میں اس کا راوی مبشر بن عبید ہے جس کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: اس سے بقیہ اور ابو المغیرہ نے موضوع (جھوٹی) حدیثیں روایت کی ہیں۔ (الجرح والتعدیل ۳۴۳/۸ وسندہ صحیح) اور فرمایا: ''لیس بشيءٍ یضع الحدیث''

وہ کوئی چیز نہیں ہے، وہ حدیثیں گھڑتا تھا۔ (العلل ومعرفۃ الرجال ۴۰۱/۱ رقم: ۲۶۰۴)

ابو زرعہ الرازی نے کہا: وہ میرے نزدیک جھوٹ بولتا تھا۔ (کتاب الضعفاء لابی زرعۃ الرازی ص ۳۲۲) دارقطنی نے کہا: وہ جھوٹ بولتا تھا۔ (الضعفاء والمتروکون: ۵۰۰) اور کہا: وہ متروک الحدیث ہے، حدیثیں گھڑتا تھا۔ (السنن للدارقطنی ۲۳۷/۴ ح ۴۵۲۵)

اس روایت کی باقی سند بھی بہت سی علتوں کے ساتھ مردود ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۸: انوار دیوبندی نے لکھا ہے:

''حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے وضو کیا اور دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن (گدی) پر مسح کیا تو وہ قیامت کے دن طوق (پہنائے جانے) سے بچا لیا

جائے گا۔'' (حدیث اور اہلحدیث ص۱۸۳ نمبر۱، بحوالہ التلخیص الحبیر ج۱ ص۹۳)

تبصرہ: التلخیص الحبیر (ح۹۸) میں تو اس کی پوری سند مذکور نہیں ہے لیکن ابن دقیق العید کی کتاب الامام (۱/۵۸۵۔۵۸۶) میں پوری سند موجود ہے جیسا کہ البدر المنیر لابن الملقن (۲/۲۲۳، ۲۲۴) کے حاشیے میں لکھا ہوا ہے۔ اس کے راوی مسلم بن زیاد الحنفی کے بارے میں حافظ ذہبی نے کہا: ''مسلم بن زياد الحنفي عن فليح . أتى بخبر كذب في مسح الرقبة .'' مسلم بن زیاد الحنفی فلیح (بن سلیمان) سے گردن کے مسح کے بارے میں جھوٹی روایت لایا ہے۔ (میزان الاعتدال ۴/۱۰۳)

جھوٹ نمبر ۲۹: انوار خورشید لکھتے ہیں:

''حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے وضو کیا اور دونوں ہاتھ اپنی گردن (گدی) پر پھیرے تو وہ قیامت کے دن طوق (پہنائے جانے) سے مامون رہے گا۔'' (حدیث اور اہلحدیث ص۱۸۳ نمبر۲ بحوالہ مسند فردوس مع تسدید القوس ج۴ ص۴۴)

تبصرہ: مسند فردوس میں تو یہ روایت بے سند ہے لیکن نیچے حاشیے میں اس کی سند لکھی ہوئی ہے جس کا ایک راوی عمرو بن محمد بن الحسن المکاتب ہے۔ حافظ ابن حبان نے عمرو بن محمد کی احادیث کے بارے میں کہا: یہ ساری روایتیں موضوع ہیں. الخ

(المجروحین ۲/۷۵، لسان المیزان ۴/۳۷۵ دوسرا نسخہ ۵/۳۲۷)

حاکم نے کہا: ''ساقط روى أحاديث موضوعة'' الخ وہ ساقط (گرا ہوا) ہے، اس نے موضوع حدیثیں بیان کیں۔ (المدخل الی الصحیح ص۱۶۰ ت۱۰۸)

اس روایت کی باقی سند بھی مردود ہے۔

جھوٹ نمبر ۳۰: انوار خورشید دیوبندی نے لکھا ہے:

''حضرت ابو امامہؓ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پیشاب سے بچو کیونکہ قبر میں بندہ کا سب سے پہلے اسی پر محاسبہ ہوتا ہے۔''

(حدیث اور اہلحدیث ص۱۶۷ نمبر۱ بحوالہ مجمع الزوائد ج۱ ص۲۰۹)

تبصرہ: مجمع الزوائد میں یہ روایت بحوالہ الطبرانی فی الکبیر مروی ہے۔ المعجم الکبیر للطبرانی (۱۵۷/۸ ح ۷۶۰۵) میں بکر بن سہل (ضعیف) کی سند کے ساتھ یہ ''عن رجل عن مکحول عن أبي أمامة'' سے مروی ہے۔ یہ رجل کون ہے؟ اس کی تفصیل طبرانی کی اگلی روایت میں ہے۔ ''أیوب بن مدرك عن مکحول عن أبي أمامة'' (ح ۷۶۰۷)
ایوب بن مدرک کے بارے میں امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: ایوب بن مدرک جو مکحول سے روایت کرتا ہے، کذاب ہے۔ (تاریخ ابن معین روایۃ الدوری: ۴۶۶۰)
ابن حبان نے کہا: ''روی عن مکحول نسخة موضوعة ولم یره'' ایوب بن مدرک نے مکحول سے موضوع نسخہ بیان کیا ہے اور اس نے مکحول کو نہیں دیکھا۔ (المجروحین ۱۶۸/۱)
قارئین کرام! انوار خورشید دیوبندی کی کتاب ''حدیث اور اہلحدیث'' سے یہ تیس جھوٹی روایات مع تبصرہ اس لئے پیش کی گئی ہیں تاکہ آپ کے سامنے آلِ دیوبند کا اصلی چہرہ واضح ہو جائے۔ یہ لوگ دن رات جھوٹ اور افتراء کو مسلمانوں میں پھیلانے کی شدید کوشش میں اندھا دھند مصروف ہیں۔
حدیث اور اہلحدیث نامی کتاب میں ان کے علاوہ اور بھی بہت سے اکاذیب وافتراءات ہیں۔ یہ کتاب ضعیف، سخت ضعیف، شاذ، مرسل، منقطع، مدلّس، مردود، بے اصل اور غیر متعلقہ روایات واستدلالات سے بھری ہوئی ہے۔
انوار خورشید نے بعض جھوٹی باتیں بذاتِ خود گھڑ رکھی ہیں مثلاً اس نے لکھا ہے:
''نیز غیر مقلدین کو چاہئے کہ گردن سے گردن بھی ملایا کریں کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کا بھی تذکرہ ہے.'' (حدیث اور اہلحدیث ص ۵۱۹)
حالانکہ کسی ایک حدیث میں بھی صف بندی کے دوران میں گردن سے گردن ملانا مذکور نہیں ہے۔
نادانستہ تحریر وزبانی سہو اور کتابت وکمپوزنگ کی غلطیوں سے کوئی بھی محفوظ نہیں ہے مثلاً حافظ محمد عبداللہ درخواستی دیوبندی صاحب نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے کہ

''اما تفکروا فی قول اللہ وان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والی الرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر ذلک خیر واحسن تاویلا''

(تذکرہ حافظ محمد عبداللہ درخواستی تصنیف خلیل الرحمٰن درخواستی ص ۱۸۱)

حالانکہ آیتِ مذکورہ صحیح طور پر درج ذیل ہے:

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾ (النساء:۵۹)

کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ حافظ عبداللہ درخواستی صاحب نے قرآن پر جھوٹ بولا ہے بلکہ صرف یہی کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح حافظ اپنی تلاوت میں بعض اوقات بھول جاتا ہے تو اسی طرح حافظ درخواستی صاحب اپنی تحریر میں بھول گئے ہیں اور انھیں نادانستہ غلطی لگ گئی ہے۔

اسی طرح کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ سے رہ جانے والی غلطیوں کو کوئی بھی جھوٹ نہیں کہہ سکتا کیونکہ ان سے محفوظ رہنا بہت مشکل بلکہ تقریباً ناممکن ہے۔

جھوٹ تو وہ ہے جو ذاتی مفاد کے لئے جان بوجھ کر بطورِ استدلال بولا جائے جیسے انوار خورشید دیوبندی نے صف بندی کا مذاق اُڑاتے ہوئے گردن سے گردن ملانے والی ''حدیث'' گھڑ لی ہے اور اپنی کتاب ''حدیث اور اہلحدیث'' کو جھوٹی اور مردود روایات سے استدلال کرتے ہوئے بھر دیا ہے۔

یاد رکھیں کہ صحیح احادیث پر عمل کرنے والے اور تحقیق کرنے والے اہلِ حدیث کو یہ کتابیں کوئی نقصان پہنچا نہیں سکیں اور نہ نقصان پہنچا سکیں گی۔ ان شاء اللہ

اہلِ حدیث کو چاہئے کہ تحقیقی راستہ اختیار کرتے ہوئے ہمیشہ سلف صالحین کے فہم کی روشنی میں قرآن مجید، احادیثِ صحیحہ، اجماعِ ثابت اور اجتہاد مثلاً آثار سلف صالحین پر عمل کرتے رہیں، ضعیف اور مردود روایات کو دُور پھینک دیں۔ ادلۂ اربعہ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہر بات باتحقیق و باحوالہ پیش کریں تو دیوبندی ہوں یا غیر دیوبندی، آلِ تقلید ہوں یا کوئی بھی غیر اہلِ حدیث ہو وہ اہلِ سنت یعنی اہلِ حدیث ۔ اہلِ حق کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گا اور یہ

دعوت دن رات پھیلتی جا رہی ہے اور پھیلتی ہی چلی جائے گی۔ ان شاء اللہ العزیز

تنبیہ: اہلِ حق کے نزدیک قرآن و حدیث اور اجماع کے خلاف ہر شخص کی بات مردود ہے چاہے کہنے والا کوئی بھی ہو۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"ما كنت لأدع سنة النبي ﷺ لقول أحد."

میں کسی کے قول پر نبی ﷺ کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتا۔ (صحیح بخاری: ۱۵۶۳)

کتاب و سنت کے خلاف ہر شخص کا خودساختہ عقلی اعتراض مردود ہے۔ والحمد لله

میں کوئی پیدائشی اہلِ حدیث نہیں ہوں بلکہ میرا تعلق پٹھانوں کے اس خاندان سے ہے جو اپنے آپ کو حنفی سمجھتے ہیں اور تقلید پر گامزن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی اور تقلید کے اندھیروں سے نکال کر کتاب و سنت کی روشن شاہراہ پر چلا دیا۔ والحمدللہ

اہلِ حدیث بھائیوں سے درخواست ہے کہ قرآنِ مجید، صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان اور صحیح ابن الجارود کا کثرت سے مطالعہ کریں۔ اگر کوئی مخالفت کرے یا مذاق اُڑائے تو آیت یا صحیح حدیث سنا دیں اور اگر وہ زبان درازی کی کوشش کرے تو دو صحیح حدیثیں اور سنا دیں۔ آپ دیکھیں گے کہ ان شاء اللہ اس کا بڑا اثر ہوگا۔ ان بے چاروں کے پاس موضوع، مردود اور ضعیف و غیر متعلق روایات یا غیر ثابت و غیر متعلق اقوال کے سوا ہے ہی کیا؟!

بعض کو اگر ضعیف و مردود روایات پر تنبیہ کی جائے تو جھٹ بہانہ تراش لیتے ہیں کہ فضائل میں ضعیف روایت معتبر ہے۔ حالانکہ ضعیف روایت سے ان کا استدلال عقائد اور احکام میں ہوتا ہے اور یاد رہے کہ فضائل میں بھی قولِ راجح میں ضعیف روایت معتبر نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر العسقلانی ایک قول میں لکھتے ہیں:

"ولا فرق في العمل بالحديث في الأحكام أو في الفضائل إذ الكل شرع"

احکام ہوں یا فضائل، حدیث پر عمل کرنے میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ یہ سب شریعت ہے۔ (تبیین العجب بما ورد فی فضائل رجب ص ۲۶ دوسرا نسخہ ص ۷۳) [۳۱ مئی ۲۰۰۷ء]

آلِ دیوبند کے چھتیس (36) جھوٹ

اس مضمون میں آلِ دیوبند کے چھتیس (۳۶) جھوٹ باحوالہ اور ردپیشِ خدمت ہیں:

۱) بانیٔ مدرسۂ دیوبند محمد قاسم نانوتوی کا یہ خیال تھا کہ جہاں وہ تسبیح لے کر بیٹھتے ہیں تو اس قدر گرانی ہوتی ہے جیسے سوسو من کے پتھر کسی نے رکھدئے ہیں، زبان وقلب سب بستہ ہو جاتے ہیں۔ اس کیفیت کو سننے کے بعد حاجی امداداللہ نے کہا:

''یہ نبوت کا آپ کے قلب پر فیضان ہوتا ہے، اور یہ وہ ثقل ہے، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے وقت محسوس ہوتا تھا۔'' (سوانح قاسمی ج ا ص ۲۵۹، وص ۳۰۱)

یہ کہنا کہ نانوتوی کے دل پر نبوت کا فیضان ہوتا تھا، بہت بڑا جھوٹ ہے اور پھر اسے رسول اللہ ﷺ کی وحی سے تشبیہ دینا آپ کی توہین ہے۔

۲) نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ سری نمازوں (یعنی ظہر وعصر) میں بعض اوقات ایک دو آیتیں جہراً پڑھ کر دیتے تھے۔

دیکھئے صحیح البخاری (۷۵۹، ۷۶۲، ۷۷۶، ۷۷۸، ۷۷۹) اور صحیح مسلم (۴۵۱)

چونکہ یہ صحیح حدیث فقہ دیوبندی کے سراسر خلاف ہے لہٰذا اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے کہا:

''اور میرے نزدیک اصل وجہ یہ ہے کہ آپ پر ذوق وشوق کی حالت غالب ہوتی تھی جس میں یہ جہر واقع ہو جاتا تھا اور جب کہ آدمی پر غلبہ ہوتا ہے تو پھر اسکو خبر نہیں رہتی کہ کیا کر رہا ہے'' (تقریر ترمذی از تھانوی ص ۷۱، باب رفع الیدین عندالرکوع)

آپ ﷺ کے بارے میں یہ کہنا کہ ''آپ کو خبر نہیں رہتی تھی کہ آپ کیا کر رہے ہیں'' بہت بڑا جھوٹ اور گستاخی ہے۔

۳) ابن عربی نامی ایک صوفی کو ''شیخ اکبر'' سے یاد کرتے ہوئے اشرفعلی تھانوی نے کہا:

''اور بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ اکبرؒ کا کشف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کشف سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ انہوں نے جس امر کے وقوع کی اطلاع دی ہے مع سن و سال اطلاع دی ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعات آئندہ کی جو خبر دی ہے جو اس تفصیل سے نہیں خبر دی لیکن یہ سمجھنا غلط ہے کیونکہ حضرت شیخ کا علم لوحِ محفوظ سے مستفاد ہے اور لوح محفوظ میں سنہ و سال سب تحریر ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم لوحِ محفوظ کو قطع کر کے حق تعالیٰ کے علم ذات والاصفات تک پہنچ گیا ہے اور وہاں سن و سال کچھ بھی نہیں سب زمانے برابر ہیں'' (تقریر ترمذی ص ۶۱۶، ۶۱۷ سورۃ الکہف)

دیگر باتوں سے فی الحال قطع نظر کر کے عرض ہے کہ یہ کہنا: ''ابن عربی کا علم لوحِ محفوظ سے مستفاد ہے'' بہت بڑا جھوٹ ہے اور پھر خود تراشیدہ کشف کو رسول اللہ ﷺ کے کشف سے بڑھا ہوا قرار دینا آپ ﷺ کی گستاخی ہے۔

٤) محمود حسن دیوبندی نے قولِ مجتہد کے بارے میں کہا:

''کیونکہ قول مجتہد بھی قول رسول اللہ علیہ وسلم ہی شمار ہوتا ہے''

(الورد الشذی علیٰ جامع الترمذی ص ۲، تقاریر شیخ الہند ص ۲۴)

یہ کہنا کہ مجتہد کا قول رسول اللہ ﷺ ہی کا قول شمار ہوتا ہے، بہت بڑا جھوٹ ہے۔

امام ابوحنیفہ نے فرمایا: ''**عامة ما أحد ثكم خطأ** ''میں تمھارے سامنے جو عام حدیثیں بیان کرتا ہوں، غلط ہوتی ہیں۔

(العلل الکبیر للترمذی ۹۶۶/۲ وسندہ صحیح، الکامل لابن عدی ۲۴۷۳/۷ وسندہ حسن، تاریخ بغداد ۴۲۵/۱۳)

ایک آدمی نے امام ابوحنیفہ سے پوچھا: آپ یہ جو فتوے دیتے ہیں اور اپنی کتابوں میں آپ نے جو لکھ رکھا ہے، کیا یہ ایسا حق ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے؟ تو امام ابوحنیفہ نے فرمایا:'' **واللّٰه ما أدري لعله الباطل الذي لا شك فيه** ''اللہ کی قسم! مجھے پتا نہیں، ہو

سکتا ہے یہ ایسا باطل ہو جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ (کتاب المعرفۃ والتاریخ للامام یعقوب بن سفیان الفارسی ج ۲ ص ۷۸۲ وسندہ حسن، تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۴۲۳، ۴۲۴)

کیا خیال ہے "مجتہد" کے ان اقوال کو بھی کوئی شخص قولِ رسول قرار دے سکتا ہے؟!

۵) قاری محمد طیب قاسمی دیوبندی مہتمم مدرسۂ دیوبند نے کہا:

"اسی کے بارے میں وہ روایت ہے جو صحیح بخاری میں ہے کہ ایک آواز بھی غیب سے ظاہر ہو گی کہ: هذا خليفة الله المهدى ' فاسمعو له و اطيعوه ۔" (خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۲۳۲)

"مفتی" ظفیر الدین دیوبندی نے کہا:

"اور یہ حدیث صحیح بخاری شریف میں موجود ہے کہ غیب سے آواز آئے گی اور وہ آواز یہ ہو گی۔ هٰذَا خَلِيُفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِى فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَطِيْعُوْهُ ۔

یعنی یہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں ان کی بات مانو اور ان کی اطاعت کرو۔"

(مجالس حکیم الاسلام ج ۱ ص ۲۲۷)

عرض ہے کہ دیوبندیوں کی پیش کردہ روایت صحیح بخاری میں قطعاً موجود نہیں ہے۔ طیب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی (متنبّی کذاب) نے یہ روایت بحوالہ بخاری پیش کی تھی۔ دیکھئے شہادت القرآن (ص ۲۹، روحانی خزائن ج ۶ ص ۳۳۷)

ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی نے لکھا ہے:

"یہ بخاری شریف پر ایسا ہی جھوٹ ہے جیسا مرزا قادیانی نے اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں یہ جھوٹ لکھا ہے کہ بخاری میں حدیث ہے کہ آسمان سے آواز آئے گی هذا خليفة الله المهدى" (تجلیات صفدر ج ۵ ص ۳۵)

معلوم ہوا کہ اوکاڑوی کے نزدیک بھی قاری طیب وغیرہ نے جھوٹ بولا ہے۔

تنبیہ: صحیح بخاری کی طرف منسوب یہ روایت مستدرک الحاکم (۴/۴۶۳، ۴۶۴ ح ۸۴۳۲) اور سنن ابن ماجہ (۴۰۸۴) میں ضعیف سند سے موجود ہے۔

دیکھئے اکاذیب آلِ دیوبند (قلمی ص ۱۳۰) اور سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ للالبانی (۱/۱۱۹ ح ۸۵)

۶) قاری محمد طیب دیوبندی نے کہا:

''صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ؎ و نبیّ اللّٰہ یرزق ''اللہ کا نبی زندہ ہے اور اس کو رزق دیا جا رہا ہے۔'' (خطبات حکیم الاسلام ج ۱۰ ص ۲۲۳)

یہ روایت صحیح بخاری میں یقیناً موجود نہیں ہے بلکہ اسے ابن ماجہ (۱۶۳۷) نے ضعیف و منقطع سند سے روایت کیا ہے۔

۷) قاری طیب نے کہا: ''ترکت فیکم الثقلین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللّٰہ و سنة رسولہ (ابن ماجہ)'' (خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۱۰)

یہ روایت سنن ابن ماجہ میں موجود نہیں ہے۔

نیز دیکھئے مشکوٰۃ المصابیح (۱۸۶) اور ماہنامہ الحدیث حضرو: ۶۰ ص ۳

۸) قاری طیب دیوبندی نے کہا:

''حافظ ابن تیمیہ ہرانیؒ نے ایک کتاب ''آکام المرجان فی احکام الجان'' کے نام سے لکھی ہے۔ اس میں جنات کے واقعات بیان کئے ہیں۔'' (خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۲۰۳)

عرض ہے کہ ''آکام المرجان'' حافظ ابن تیمیہ حرانی کی کتاب نہیں بلکہ قاضی بدرالدین محمد بن عبداللہ الشبلی الحنفی (متوفی ۷۶۹ھ) کی کتاب ہے۔ نیز دیکھئے ''کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون'' (ج ۱ ص ۱۴۱، تصنیف حاجی خلیفہ کاتب چلپی)

۹) قاری طیب نے کہا:

''حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے دوسری صحابی سے زمین خریدی، قیمت ادا کردی زمین قبضے میں آگئی عمارت بنانے کے لئے جو بنیاد کھودی تو ایک بہت بڑا دیگچہ نکلا جس میں سونا اور چاندی بھرا ہوا تھا، گویا لاکھوں روپے کا مال نکلا۔۔۔ اسے لے کر ان کے ہاں پہنچے جن سے زمین خریدی تھی۔۔۔ اور فرمایا: ''یہ آپ کا دیگچہ ہے؟'' انہوں نے کہا: ''کیسا دیگچہ ہے''۔ فرمایا: ''وہ جو زمین میں نے خریدی تھی اس میں سے نکلا ہے اور میں نے زمین خریدی تھی، دیگچہ تھوڑا ہی خریدا تھا۔۔۔ یہ آپ کا حق ہے''۔ انہوں نے کہا: ''جب میں نے زمین

بیچی تھی، زمین تحت الثریٰ تک جو کچھ تھا وہ سب بیچنے میں آ گیا، لہذا یہ آپ کا حق ہے میرا حق نہیں''۔اب لڑائی اس پر ہو رہی ہے۔۔۔وہ کہتے ہیں کہ آپ کا حق ہے۔۔۔انہوں نے کہا نہیں میرا حق نہیں یہ آپ کا حق ہے۔

آخر وہ مقدمہ حضور ﷺ کی خدمت میں گیا۔۔۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم دونوں کی کوئی اولاد نہیں ہے؟''۔تو ایک کے ہاں بیٹا اور ایک کے ہاں بیٹی تھی۔۔۔فرمایا: ''دونوں کی شادی کر دو اور اس میں اس دولت کو خرچ کر دو! بس سکون ہو گیا''۔''

(خطبات حکیم الاسلام ج ۸ ص ۱۸۲، ۱۸۳)

عرض ہے کہ یہ نبی ﷺ اور صحابیوں کا واقعہ نہیں بلکہ (بنی اسرائیل کا) ایک واقعہ ہے جو نبی ﷺ نے بیان فرمایا تھا۔ دیکھئے صحیح بخاری (۳۴۷۲) اور صحیح مسلم (۱۷۲۱)

حافظ ابن حجر نے فرمایا: انھوں (بخاری) نے اسے بنی اسرائیل کے ذکر میں بیان کیا ہے۔

(فتح الباری ج ۶ ص ۵۱۸)

یہ واقعہ داود علیہ السلام یا ذوالقرنین کے زمانے میں ہوا ہے۔

۱۰) زکریا دیوبندی تبلیغی نے لکھا ہے:

''ایک سیّد صاحبؒ کا قصّہ لکھا ہے کہ بارہ دن تک ایک ہی وُضو سے ساری نمازیں پڑھیں اور پندرہ برس مسلسل لیٹنے کی نوبت نہیں آئی۔ کئی کئی دن ایسے گزر جاتے کہ کوئی چیز چکھنے کی نوبت نہ آتی تھی۔'' (فضائل نماز ص ۶۸، تبلیغی نصاب ص ۳۸۴، فضائل اعمال ص ۳۴۶)

یہ سب جھوٹ ہے۔ اس قسم کے کسی واقعے کا کوئی ثبوت باسند صحیح وحسن کسی کتاب میں نہیں ہے۔

۱۱) زکریا تبلیغی نے کہا:

''حضرت امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ میں سالم عن ابن عمر کی روایت کو نہیں لیتا،...''

(تقریر بخاری ج ۳ ص ۱۰۲)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پر یہ زکریا کا دروغ بے فروغ ہے۔ سالم عن ابن عمر والی

روایت (جس میں رفع یدین کا اثبات ہے) نقل کرکے امام ترمذی نے لکھا ہے:

''وبه يقول ... الشافعي وأحمد وإسحاق ''اور اس حدیث کے مطابق...شافعی، احمد اور اسحاق (بن راہویہ) کہتے ہیں۔ (سنن الترمذی: ۲۵۵، ۲۵۶)

امام احمد سے پوچھا گیا کہ اگر سالم اور نافع میں اختلاف ہو جائے تو انھوں نے کسی کو بھی ترجیح نہ دی اور فرمایا: '' جميعًا عندي ثبت '' دونوں میرے نزدیک ثقہ وثبت ہیں۔

(سوالات المروزی: ۹، موسوعہ اقوال الامام احمد ج ۲ ص ۸)

۱۲) زکریا تبلیغی نے بغیر کسی حوالے کے لکھا:

''حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابتدا میں حضور اقدسؐ رات کو جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے کو رسی سے باندھ لیا کرتے کہ نیند کے غلبہ سے گر نہ جائیں۔ اس پر طٰهٰ مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى نازل ہوئی''

(تبلیغی نصاب ص ۳۹۸، فضائل نماز ص ۸۲، فضائل اعمال ص ۳۶۰)

یہ روایت درمنثور میں بحوالہ ابن عساکر (ج ۴ ص ۲۸۸) اور تاریخ دمشق لابن عساکر (ج ۴ ص ۹۹، ۱۰۰) میں بحوالہ **عبدالوهاب بن مجاهد عن أبيه عن ابن عباس إلخ** کی سند سے مروی ہے۔ عبدالوہاب بن مجاہد کے بارے میں حاکم نیشاپوری نے کہا: وہ اپنے باپ (مجاہد) سے موضوع حدیثیں بیان کرتا تھا۔ (المدخل الی الصحیح ص ۱۷۳ ت ۱۳۵)

معلوم ہوا کہ یہ روایت موضوع ہے، جس میں نبی ﷺ پر جھوٹ بولا گیا ہے۔ اس جھوٹی روایت کی تردید کے لئے وہ صحیح حدیث کافی ہے جس میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے اُس رسی کے کھولنے کا حکم دیا تھا، جسے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے دورانِ عبادت سہارا لینے کے لئے باندھا تھا۔ دیکھئے صحیح بخاری (۱۱۵۰) اور صحیح بخاری مسلم (۷۸۴)

۱۳) محمود حسن گنگوہی دیوبندی نے کہا:

''بزرگوں کی قبر سے مٹی اٹھا کر اس کو تبرّکاً بغرض شفا مریض پر لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں مگر پہلے صاحبِ قبر کے وارث سے مٹی اٹھانے کی اجازت لے لے، اس کے بعد فرمایا کہ

مریض پر بغرض شفا مٹی ملنا حدیث سے ثابت ہے۔عملیات کے تحت وہ حدیث مذکور ہے برص ۶۸'' (ملفوضات فقیہ الامت ج ا ص ۱۹)

عرض ہے کہ کسی صحیح حدیث سے مریض پر بغرضِ شفا قبر کی مٹی لگانا یا ملنا ثابت نہیں۔ صفحہ ۶۸ پر بحوالہ سنن ابی دواد (ج ۲ ص ۵۴۴ [ح ۳۸۹۵]) جس حدیث کا ذکر ہے، اس میں قبر کی مٹی تبرکاً لگانے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

۱۴) محمود حسن گنگوہی نے کہا: ''ان حضرات کے اندر احترام بہت تھا حضرت امام شافعیؒ تشریف لے گئے ہیں امام ابو حنیفہؒ کے مزار پر۔ وہاں پہنچکر نماز کا وقت آ گیا نماز پڑھی انھوں نے آمین بالجہر اور رفع یدین نہیں کیا۔ان سے پوچھا کہ آپ نے آمین بالجہر اور رفع یدین کیوں نہیں کیا؟ آپ کا مسلک تو یہی ہے۔ کہا کہ ہاں مسلک تو ضرور ہے مگر بھائی یہ بہت بڑے امام ہیں جن کی قبر پر آیا ہوں مجھے یہاں حیا مانع ہوتی ہے۔''

(ملفوظات فقیہ الامت ج ۹ ص ۳۵، امام شافعی امام ابو حنیفہ کے مزار پر)

یہ سارے کا سارا بیان کالے جھوٹ پر مبنی ہے۔امام شافعی سے اس قسم کا کوئی کام یا امام ابو حنیفہ کی قبر پر جا کر نماز پڑھنا باسند صحیح ومقبول کسی کتاب میں بھی ثابت نہیں ہے۔

۱۵) ظفر احمد تھانوی دیو بندی نے لکھا ہے:

''خارجة بن مصعب مستقيم الحديث ... وضعفوه إلا أن مسلماً قال: سمعت يحي بن معين و سئل عن خارجة فقال: مستقيم الحديث عندنا و لم يكن ينكر من حديثه إلا ما يدلس عن غياث بن إبراهيم .. إلخ (تهذيب التهذيب ۳: ۷۷) '' (اعلاء السنن ج ۲ ص ۵۷، ۵۸ تحت ح ۵۱۲)

ترجمہ از ناقل: خارجہ بن مصعب مستقیم الحدیث ہے...اور انھوں نے اُسے ضعیف کہا ہے لیکن (امام) مسلم نے کہا: میں نے یحیٰ بن معین سے سنا، آپ سے خارجہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ ہمارے نزدیک مستقیم الحدیث ہے، اُس کی کسی حدیث پر انکار نہیں کیا گیا سوائے اس کے جس میں وہ غیاث بن ابراہیم سے تدلیس کرتا ہے۔

تبصرہ: تہذیب التہذیب (ج ۳ ص ۷۷، دوسرا نسخہ ج ۳ ص ۶۸) کتاب الجرح والتعدیل (۳/۳۷۵، ۳۷۶) سیر اعلام النبلاء (۳۲۷/۷) اور تاریخ دمشق لابن عساکر (۲۸۵/۱۷) میں یہ قول یحییٰ بن یحییٰ سے منقول ہے، یحییٰ بن معین سے نہیں ہے۔ امام یحییٰ بن معین اس قول سے بری ہیں۔ انھوں نے تو خارجہ بن مصعب پر شدید جرح کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''لیس بشيء'' وہ کچھ چیز نہیں ہے۔ (تاریخ ابن معین، روایۃ عباس الدوری: ۱۸۸) اور فرمایا: وہ ثقہ نہیں ہے۔ (تاریخ ابن معین: ۱۷۲۶)

نیز دیکھئے اکاذیب آلِ دیوبند (قلمی ص ۱۸۰)

۱۶) عبدالقیوم حقانی دیوبندی نے کہا:

''علاء بن الصالح باتفاق ضعیف ہیں'' (توضیح السنن ج ۱ ص ۶۰۹)

عرض ہے کہ العلاء بن صالح جمہور کے نزدیک ثقہ ہیں۔ انھیں ابن معین، ابو حاتم الرازی، ابن حبان اور عجلی وغیرہم نے ثقہ کہا ہے۔ دیکھئے میری کتاب: القول المتین فی الجہر بالتأمین (ص ۳۲) اور تہذیب التہذیب (۱۸۲/۸، دوسرا نسخہ ص ۱۶۴ ج ۸)

۱۷) مسند حمیدی کے محرّف نسخے کو شائع کرنے والے حبیب الرحمٰن اعظمی دیوبندی کے بارے میں ابوبکر غازیپوری دیوبندی نے کہا:

''...حضرت اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مختصر سی تحریر ''الالبانی شذوذہ واخطائہ'' نے عرب دنیا میں اس کی ایسی مٹی پلید کی کہ کل کا وہ مشہور محدث آج گمنام ہو کر رہ گیا ہے، اور اب کسی کو اس کی کسی تحقیق پر بھروسہ باقی نہیں رہا۔'' (غیر مقلدین کیلئے لمحہ فکریہ ص ۱۶، ۱۷)

سرزمینِ عرب خاص طور پر سرزمین حجاز (مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ) کے علماء میں شیخ البانی رحمہ اللہ کی شہرت اور احترام اتنا مشہور و معروف ہے کہ ہر حاجی یا معتمر اپنے حج اور عمرے کے دوران میں اس کی تصدیق کر سکتا ہے لہٰذا مذکورہ عبارت میں ابوبکر غازیپوری ہندوستانی نے صریح جھوٹ بولا ہے۔

۱۸) دیوبندیوں نے نواب صدر یار جنگ حبیب الرحمٰن شیروانی صدر الصدور کی سند سے

نقل کیا کہ شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی نے ۱۸۵۷ء میں انگریزوں سے لڑنے کے بارے میں کہا: ''لڑنے کا کیا فائدہ خضر کو تو میں انگریزوں کی صف میں پا رہا ہوں۔''

(سوانح قاسمی ج ۲ ص ۱۰۳، حاشیہ، علماء ہند کا شاندار ماضی ج ۴ ص ۲۸۰ حاشیہ)

یہ کہنا کہ سیدنا خضر علیہ السلام (اپنی وفات کے بعد دوبارہ زندہ ہوکر) ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کی فوج میں شامل ہو گئے تھے، کائنات کے بڑے جھوٹوں میں سے ایک بڑا جھوٹ ہے۔

۱۹) ایک شخص (دیوبندی) نے خواب دیکھا کہ امریکہ کا صدر ریگن (دیوبندیوں کے) دارالافتاء والارشاد میں آیا ہے، رشید احمد لدھیانوی دیوبندی نے ''بہت محبت کے ساتھ ریگن سے'' معانقہ فرمایا پھر مزاج پرسی کے بعد اس سے امامت کے لئے فرمایا، اس نے کہا کہ میں مسافر ہوں''

دیوبندی نے کہا: ''میں نے بہت تعجب سے حضرت والا سے دریافت کیا کہ آپ نے ایک کافر کو امامت کے لئے کیسے فرمایا؟ حضرت نے فرمایا کہ یہ ریگن نہیں بلکہ اِس نے اس کی شکل بنا رکھی ہے، حضرت والا نے نماز پڑھائی، اور نماز سے فراغت کے بعد حضرت بنظر غائر ریگن کی صورت دیکھ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ صورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کی شبیہ ہے۔'' (انوار الرشید ص ۲۴۵، ۲۴۶ طبع اول ۱۴۰۴ھ)

یہ کہنا کہ ''ریگن کافر کی صورت نبی اکرم صل اللہ علیہ وسلم کی صورت کی شبیہ ہے'' بہت بڑا جھوٹ اور بہت بڑی گستاخی ہے۔

تنبیہ: عبدالغفور صادق آبادی دیوبندی نے عبارتِ مذکورہ کے رد میں ''زہریلے تیر'' نامی کتاب لکھی ہے جو میرے پاس موجود ہے۔

۲۰) احمد رضا بجنوری دیوبندی نے انور شاہ کاشمیری دیوبندی سے نقل کیا:

''فرمایا: ۔حافظ ابن تیمیہ نے کہا کہ عرش قدیم ہے۔'' (ملفوظات محدث کاشمیری ص ۲۰۳)

عرض ہے کہ حافظ ابن تیمیہ نے کہیں بھی عرش کو قدیم نہیں کہا بلکہ انھوں نے یہ فرمایا:

''مع أن العرش مخلوق أيضاً'' ساتھ اس کے کہ عرش بھی مخلوق ہے۔

(مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱۸ ص ۲۱۴)

معلوم ہوا کہ ابن تیمیہ تو عرش کو قدیم نہیں بلکہ مخلوق مانتے تھے۔

۲۱) احمد رضا بجنوری دیوبندی نے کہا:

''امام بخاری کو پہلی بار بخارا سے مسئلہ حرمت رضاع بلبن شاۃ کی وجہ سے نکلنا پڑا،...''

(ملفوظات محدث کشمیری ص ۱۵۶)

بجنوری کی عبارتِ مذکورہ کالا جھوٹ ہے، جسے بعض حنفی فقہاء نے امام بخاری رحمہ اللہ کی وفات کے بہت عرصہ بعد گھڑا اور بے سند پھیلانے کی مذموم کوشش کی۔ اس دروغ بے فروغ کو عبدالحئ لکھنوی تقلیدی نے بھی قلابازیاں کھاتے ہوئے بعید قرار دیا ہے۔
دیکھئے الفوائد البہیہ (ص ۲۵ ترجم احمد بن حفص)

۲۲) محمد تقی عثمانی دیوبندی نے کہا:

''کیونکہ یہ عمل امام بخاریؒ سے بھی ثابت ہے کہ ایک مرتبہ انھوں نے ''لفظی بالقرآن مخلوق'' کہہ کر اپنی جان چھڑائی تھی (کما نقلہ الشیخ تقی الدین ابن دقیق العید)...''

(درس ترمذی ج ۱ ص ۳۲۳)

امام بخاری سے ''لفظی بالقرآن مخلوق'' والے الفاظ ثابت نہیں ہیں اور ابن دقیق العید سے ایسی کوئی عبارت مروی نہیں جس میں امام بخاری رحمہ اللہ سے الفاظِ مذکورہ باسند صحیح یا حسن لذاتہ پیش کئے گئے ہوں لہٰذا عبارت مذکورہ میں ثابت کہہ کر امام بخاری پر جھوٹ بولا گیا ہے۔

۲۳) دیوبندی حضرات مصنف ابن ابی شیبہ (ج ۱ ص ۳۹۰) سے ایک روایت پیش کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھا، ناف کے نیچے۔

حالانکہ ''تحت السرہ'' (ناف کے نیچے) کے الفاظ کے ساتھ ایسی روایت مصنف ابن ابی شیبہ کے عام نسخوں میں موجود نہیں ہے۔

دیکھئے نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام (ص ۲۶۔۲۷)

اس روایت کو جمیل احمد نذیری دیوبندی نے مصنف ابن ابی شیبہ، آثار السنن اور تحفۃ الاحوذی (ج ا ص ۲۱۴) کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

دیکھئے رسول اکرم ﷺ کا طریقۂ نماز (ص ۱۰۵)

حالانکہ تحفۃ الاحوذی کے مصنف مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ نے حنفیہ کے دلائل (مزعومہ) میں اسے نقل کر کے لکھا ہے: ''**بل هي غلط**'' بلکہ (اس حدیث میں تحت السرہ کے الفاظ) غلط ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی ج ا ص ۲۱۴ سطر ۸ یا ۹)

معلوم ہوا کہ نذیری نے مبارکپوری رحمہ اللہ پر جھوٹ بولا ہے۔

۲۴) جمیل احمد نذیری نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی کتاب ''غنیۃ الطالبین'' کے بارے میں لکھا: ''اولاً تو غنیۃ الطالبین شیخ عبدالقادر جیلانی کی کتاب نہیں، ان کی طرف غلط منسوب ہے۔ (دیکھئے نبراس شرح شرح العقائد نسفی ص ۴۴۵ حاشیہ ۳)''

(رسول اکرم ﷺ کا طریقۂ نماز ص ۲۲۰)

دوسری مقام پر نذیری مذکور نے بیس رکعات تراویح ثابت کرنے کے لئے لکھا:

''شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، امام غزالیؒ، شاہ ولی اللہؒ سے بھی بیس رکعتیں ہی منقول ہیں۔

(دیکھئے غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۱۰ و ۱۱، احیاء العلوم ج ا ص ۲۰۸، حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۶۷)

ان سب حضرات نے بیس رکعات کو ہی سنت قرار دیا ہے'' (رسولِ اکرم ﷺ کا طریقۂ نماز ص ۳۲۰)

غنیۃ الطالبین شیخ جیلانی کی کتاب ہے یا نہیں ہے، ان دو عبارتوں میں سے ایک عبارت میں ضرور نذیری نے جھوٹ بولا ہے۔

۲۵) جمیل احمد نذیری نے آٹھ تراویح کے بارے میں علانیہ لکھا ہے:

''ساڑھے بارہ سو سال (۱۲۵۰) تک آٹھ پر عمل کا ایک بھی ثبوت نہیں''

(رسولِ اکرم ﷺ کا طریقۂ نماز ص ۳۲۱)

عرض ہے کہ قاضی ابوبکر بن العربی المالکی (متوفی ۵۴۳ھ) نے فرمایا:

''اور صحیح یہ ہے کہ گیارہ رکعات پڑھنی چاہئیں، یہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اور یہی قیام (تراویح) ہے'' (عارضۃ الاحوذی ج ۴ ص ۱۹ ح ۸۰۶)

نیز دیکھئے تعدادِ رکعاتِ قیامِ رمضان کا تحقیقی جائزہ (ص ۸۶)

کیا خیال ہے کہ قاضی ابوبکر صاحب ۱۲۵۰ سال کے علاوہ کسی دوسرے زمانے میں گزرے ہیں؟

۲۶) انگریزی دور میں ظہور پذیر ہونے والے مدرسے سے منسوب: عبدالقدیر دیوبندی نے اہلِ حدیث کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

''آپ کی جماعت غیر مقلدین نے تو انگریزی دَور میں جنم لیا اور جماعت بن گئی۔''

(تدقیق الکلام ج ۲ ص ۶۳)

دوسری طرف رشید احمد لدھیانوی دیوبندی نے لکھا: ''تقریباً دوسری تیسری صدی ہجری میں اہلِ حق میں فروعی اور جزئی مسائل کے حل کرنے میں اختلافِ انظار کے پیشِ نظر پانچ مکاتبِ فکر قائم ہو گئے یعنی مذاہب اربعہ اور اہلِ حدیث۔'' (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۱۶)

لدھیانوی تو اہلِ حدیث کو ۱۰۱ھ یا ۲۰۱ھ سے روئے زمین پر موجود و قائم مان رہے ہیں جبکہ عبدالقدیر اس کے برعکس اہلِ حدیث کو انگریزی دور کی پیداوار کہہ رہے ہیں۔ ان دونوں دیوبندیوں میں ایک نے ضرور جھوٹ بولا ہے۔

۲۷) ابو یوسف محمد ولی درویش دیوبندی نے پشتو زبان میں اہلِ حدیث کے بارے میں لکھا: ''ان کے نزدیک دلیل صرف قرآن کریم اور حدیث نبوی ہے۔ اجماع امت اور قیاس نہیں مانتے۔'' (دَ پیغمبر خدا ﷺ مونځ ص ۱۷۷)

حالانکہ اہلِ حدیث کے نزدیک اجماع حجت اور اجتہاد (بشمولِ قیاس وغیرہ) جائز ہے۔ دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو (عدد ا ص ۴، ۵) اور ابراء اہل الحدیث والقرآن للحافظ عبداللہ الغازیفوری (ص ۳۲)

۲۸) اشرفعلی تھانوی نے کہا کہ شاہ فضل الرحمٰن صاحب سے میں نے سنا:

''فرماتے تھے کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دھوبی جب مرا اور اس سے قبر میں سوال ہوا کہ مَنْ رَبُّكَ وَمَا دِيْنُكَ تو اس نے جواب دیا کہ حضور میں تو بڑے پیر صاحب کا دھوبی ہوں (مطلب یہ تھا کہ جو مذہب ان کا ہے وہی میرا ہے۔)
اس پر فرشتے نے اسے ہنس کر چھوڑ دیا۔'' (تھانوی کے پسندیدہ واقعات ص ۴۲)

یہ واقعہ قطعاً ثابت نہیں بلکہ کالا جھوٹ ہے۔

۲۹) اشرفعلی تھانوی نے کہا:

''حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا، عرض کیا کوئی عمل ایسا ارشاد ہو جس سے آپکا خاص قرب حاصل ہو، ارشاد ہوا، تلاوتِ قرآن! انھوں نے عرض کیا سمجھ کر یا بلا سمجھے، ارشاد ہوا، دونوں طرح سے۔'' (تھانوی کے پسندیدہ واقعات ص ۴۱)

مذکورہ قصے میں تھانوی نے اللہ تعالیٰ اور امام احمد کے بارے میں جو کچھ کہا، کسی مستند کتاب سے باسند صحیح ثابت نہیں ہے لہٰذا یہ دروغ بے فروغ ہے۔

۳۰) محمد امام اللہ دیوبندی بن محمد کریم اللہ نے لکھا ہے:

''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا'' عمامہ باندھا کرو (اس سے) حلم بڑھیگا (ابوداؤد، بیہقی، بزار، طبرانی)'' (صحابۂ کرام کی نماز کا طریقہ ص ۴۵)

عرض ہے کہ روایتِ مذکورہ سنن ابی داود اور کتبِ ستہ میں موجود نہیں ہے بلکہ کتبِ ستہ سے باہر سخت ضعیف اور مردود سندوں سے مروی ہے۔

۳۱) محمد امان اللہ دیوبندی نے لکھا ہے:

''حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام، ابوبکر صدیقؓ، اور عمر فاروقؓ کے پیچھے نماز پڑھی انہوں نے تکبیر تحریمہ کے بعد پھر رفع یدین نہیں کیا (اس روایت کو ابن عدی۔ دارقطنی اور بیہقی نے روایت کیا اور ابن حزم اور امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح شمار کیا ہے اور حسن شمار کیا ہے۔ اس طرح ابن عدی نے بھی اس کے راویوں کو صحیح کہا ہے۔ (السبکی ۲۔۲۱۵)'' (صحابۂ کرام کی نماز کا طریقہ ص ۷۴)

عبارتِ مذکورہ میں پیش کردہ روایت سخت ضعیف اور مردود ہے۔ اسے امام ترمذی یا ابن حزم نے قطعاً صحیح نہیں کہا اور نہ ابن عدی نے اس کے راویوں کو صحیح کہا ہے لہٰذا یہ بیان مجموعۂ اکاذیب ہے۔

۳۲) رشید احمد گنگوہی نے امکان کذب کے مسئلہ پر لکھا:

''پس ثابت ہوا کہ کذاب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ جل وعلیٰ ہے کیوں نہ ہو وھو علی کل شیئ قدیر'' (تالیفات رشیدیہ ص ۹۹)

عرض ہے کہ امکانِ کذب کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت داخل کرنا جھوٹ بھی ہے اور باری تعالیٰ کی توہین بھی ہے۔ فرقۂ کذابیہ کے اکاذیب وافتراءات سے اللہ تعالیٰ پاک ہے۔

۳۳) رشید احمد گنگوہی نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا:

''حالانکہ موسیٰ علیہ السلام کی لکنت عمر بھر نہ گئی جب بات کرتے تو ضغطہ لسان کے باعث رانوں پر جوشِ غضب میں ہاتھ مارا کرتے۔'' (تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۱۰۲)

عبارتِ مذکورہ میں گنگوہی نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر جھوٹ بولا ہے کہ جب بات کرتے تو... جوشِ غضب میں رانوں پر ہاتھ مارا کرتے۔

۳۴) عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے اشرفعلی تھانوی کے بارے میں لکھا ہے:

''واللہ العظیم مولانا تھانوی کے پانون دھوکر پینا نجات اُخروی کا سبب ہے''

(تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۱۱۳)

عبارتِ مذکورہ پر کوئی دلیل قرآن، حدیث، اجماع اور اجتہادِ مجتہد سے ثابت نہیں لہٰذا میرٹھی نے جھوٹ بھی بولا ہے اور شدید مبالغے کا ارتکاب بھی کیا ہے۔

۳۵) خلیل احمد سہارنپوری انبیٹھوی نے لکھا ہے:

''الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان وملک الموت کا حال دیکھکر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ

ہے شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے..."

(براہینِ قاطعہ بجواب انوار ساطعہ ص ۵۵)

یہ کہنا کہ "محیط زمین کا (وسیع) علم شیطان کو نص سے ثابت ہے" بے دلیل ہے اور قرآن، حدیث اور اجماع پر جھوٹ بھی بولا گیا ہے بلکہ یہ بات تو اجتہادِ مجتہد سے بھی ثابت نہیں ہے لہٰذا یہ دروغ بے فروغ ہے۔

تنبیہ: عبارتِ مذکورہ میں فخرِ عالم ﷺ کے علم کا شیطان کے علم سے مقارنہ کر کے بہت بڑی توہین کا ارتکاب کیا گیا ہے۔

۳۶) سعید احمد پالنپوری دیوبندی اور محمد امین پالنپوری دیوبندی نے لکھا ہے:

"حضرت عُبادہؓ نے اپنی طرف سے اس دوسری حدیث کو اس حدیث کے ساتھ ملایا ہے۔"

(ادلۂ کاملہ/تسہیل وترتیب ص ۶۵)

دونوں پالنپوریوں نے سیدنا عبادہ بن الصامت البدری رضی اللہ عنہ پر جھوٹ بولا ہے اور توہین بھی کی ہے۔

قارئین کرام! آپ کی خدمت میں آلِ دیوبند کی کتابوں سے چھتیس (۳۶) جھوٹ باحوالہ و رد پیش کر دیئے ہیں ورنہ ان کے علاوہ ان لوگوں کے اور بھی بہت جھوٹ ہیں مثلاً مذکورہ بالا کتاب کے صفحہ ۹۴ پر بحوالہ صحیح مسلم (ج ا ص ۲۲۳) لکھا ہوا ہے:

"اور عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب سورج آخر وقت میں پہنچ گیا تھا۔"

(ادلۂ کاملہ تسہیل وترتیب ص ۹۴)

اس عبارت میں رسول اللہ ﷺ اور صحیح مسلم دونوں پر جھوٹ بولا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان جھوٹ بولنے والے لوگوں کو (اگر وہ زندہ ہیں) توبہ اور ہدایت کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے پیروکاروں کو ان اکاذیب وافتراءات سے اعلانِ براءت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا إلا البلاغ (۱۸/ مئی ۲۰۰۹ء)